



www.KitaboSunnat.com

افادات امام ابن تیمیہ ^{رحمہ اللہ} اُرْدُو

- زیارت بیت المقدس • قضاوت در
- عبادات میں نیت • مسائل نیت
- ہجر جمیل و صبر جمیل • فقر و تصوف
- الوصیۃ الصغریٰ • درجات الیقین

رسلہ شیخ الاسلام

امام ابن تیمیہ

رحمۃ اللہ علیہ

مقالہ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد الوریٰ الی ذم الہوی

ترجمہ ————— حافظ محمد زکریا (رحمہم)

————— ناشر —————

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

افاداتِ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

- زیارت بیت المقدس • قضا و قدر
- عبادات میں نیت • مسائل نیت
- ہجر جمیل و صبر جمیل • فقر و تصوف
- الوصیۃ الصغریٰ • درجات الیقین

رسلہ شیخ الاسلام
امام ابن تیمیہ
رحمۃ اللہ علیہ

مقالہ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد الوریٰ الی ذم السوء

ترجمہ ————— حافظ محمد زکریا (رحمہم)

————— ناشر —————

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

www.KitaboSunnat.com

270

1

سلسلہ مطبوعات ۳۹

نگران طباعت و اشاعت — — — احمد شاہ

مطبوع — — — — — طبع فی المطبعة العسکریة
۳۰۔ کسار نو۔ ہشتاد و نواں خیبر۔ دہلی۔ دیکھو۔ ۱۹۸۰ء

ناشر — — — — — المکتبۃ السلفیۃ لاہور

تاریخ — — — — — رجب المرجب ۱۴۰۱ھ
مئی ۱۹۸۱ء

واحد تقسیم کار

دارالکتب السلفیہ شیخ محل روڈ — لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض ناشر (طبع سوم)

الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم - والصلاة والسلام على

رسوله الكريم

اقادات امام ابن تیمیہ کی یہ تیسری اشاعت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی پہلی طبع منترجم مرحوم نے خود - تقریباً - ۱۹۴۶ء میں طبع کرائی تھی۔ پھر توفیقہ تعالیٰ برسوں کی نایابی کے بعد طبع دوم "المکتبۃ السلفیۃ" نے بعض تبدیلیوں کے ساتھ ۱۹۷۲ء میں شائع کی تھی۔

اب الحمد للہ اس کی طبع سوم المکتبۃ السلفیۃ پہلی دونوں اشاعتوں سے خوبصورت اور جاذب انداز میں پیش کر رہا ہے۔ امید ہے قارئین حسبِ سابق پذیرائی بخنیں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم اس صدقہ جاریہ کا مرحوم مترجم اور ان کے والد گرامی مولانا میاں محمد باقر صاحب علیہ الرحمۃ - م ۱۳۹۵ھ - کو اجر جزیل عطا فرمائے اور طالبانِ حق کے لیے اس کو نافع اور مفید بنائے۔ آمین۔

احمد شاہ کر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ کتاب "افادات ابن تیمیہ" شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ اور ان کے تلمیذ رشید حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تحریروں کے تراجم پر مشتمل ہے

اول الذکر کے آٹھ رسالوں کا ترجمہ ہے جن کے چھ رسالے مجموعۃ الرسائل الکبریٰ طبع مصر میں ہیں اور وہ یہ ہیں زیارت بیت المقدس قضاء وفاء عبادت میں نیت، مسائل نیت، الوصیۃ الکبریٰ اور درجات الیقین اور دو رسالے۔ شجر جمیل، صفحہ جمیل اور صبح جمیل۔ اور فقر و تصوف مجموعۃ الرسائل والمسائل (الشیخ الاسلام ابن تیمیہ) جلد اول میں مطبوع ہیں جس کو سید علامہ محمد رشید رضا رحمہ اللہ نے اپنے مطبعۃ المنار (مصر) سے عرصہ ہوا شائع کیا تھا۔

اور آخر الذکر کی مشہور اصلاحی اور ادبی کتاب روضۃ المجبین کے آخری باب الباب التاسع والعشرون فی ذم الہوی ومانی مخالفۃ من نیل المنی کا ترجمہ ہے جس پر عنوان ارشاد الوری۔ الی ذم الہوی۔ مترجم مرحوم کا اپنا ہے۔

اس کتاب کو اس کے مترجم مولانا محمد زکریا ولادت ۱۳۲۲ھ فوت ۱۳۶۸ھ نے بن مولانا مہدی محمد باقر صاحب متقا اللہ بطول حیاتہ دس کن جھوک داد و طور ضلع لال پور نے قبل تقیم شائع کیا تھا بتاریخ طبع دس سنیں جہاں تک یاد پڑتا ہے شاید ۱۹۲۶ء کے لگ بھگ مترجم (مرحوم) کے سنائی بہتی پریس میں طبع ہوئی تھی۔

برسوں کی نایابی کے بعد المکتبۃ السلفیہ کو طباعت ثانیہ کی توفیقہ تعالیٰ سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اشاعت حاضرہ میں سہولت قارئین کی خاطر ایک توفیق سے ترتیب بدلی گئی یعنی طبع اول میں روضۃ المجبین کے باب کا ترجمہ شروع میں تھا اب اس کو آخر میں کر دیا گیا ہے۔

دوسرے طبع اول میں رسالہ "فقر و تصوف" دس دہے سے بڑی ذکر مترجم نے صفحہ ۱۱۱ طبع اول، کے فلی نوٹ میں کر دیا تھا، ضمنی سا بن کر رہ گیا تھا۔ اس اشاعت میں "چھٹا رسالہ" کے عنوان سے اس کو مستقل حیثیت دے دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں بعض بعض عنوان بھی مختصر کر دیئے گئے ہیں پھر اس سبب سے ٹائپنگ اور فرسٹ میں بھی تبدیلیاں کرنے سے چارہ کار نہ تھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مترجم مرحوم کو اس صدقہ جاریہ پر اجر خیریل کو ازے اور اپنے بندوں کے لیے اس کو نافع بنائے۔ ع۔ این دعا از من از جملہ جمال امین باد۔ (خاکسار:۔ محمد عطا اللہ خفیف بھوجیانی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ (طبع اول)

(از مترجم)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) اور آپ کے تلمیذ رشید حافظ ابن القیم (متوفی ۷۵۰ھ) کی شخصیتیں محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے سائیس صدی کے آخری نصف اور آٹھویں کے پہلے نصف دور میں فرق باطلہ اور عقائد واپس کے خلاف سیف و سنان اور قلم و زبان سے اس قدر جہاد کیا جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا کے بڑے بڑے لیکچرار اہل علم و اہل قلم اور بڑے بڑے فلسفہ دان قاصر ہیں۔

نیزک و بدعات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو دیکھ کر وہ روپوش ہونے والے نہیں تھے۔ کفر و الحاد کے سیلاب کے سامنے سکوت و خاموشی اور کنارہ کشی کرنا انہوں نے نہیں سیکھا تھا۔ بلکہ وہ مرد میدان تھے۔ صرف قلم پر ہی ان کی حکمرانی نہ تھی۔ بلکہ وہ تلوار کے بھی دھنی تھے۔ وہ داعیان کفر و الحاد اور مفسدہ فتنہ پردازوں کے سامنے سر جھکانا نہیں جانتے تھے نہ ہی انہیں بند حجروں کے اندر بیٹھ کر سب گدائی اور دعاؤں اور مناجاتوں پر قناعت کرنا آتا تھا۔ بلکہ وہ ایسے مرد مجاہد تھے جنہوں نے دین خالص کی راہ میں نہ صرف اپنے نفس و وجود کو قربان کیا۔ بلکہ آنے والے نسلوں اور تمام خلف امت کے لیے ثبات و استقلال اور استقامت علی السنۃ کی راہ کھول گئے انہیں طرح طرح کے مصائب و تکلیف میں ڈالا گیا، مقدمات میں پھنسا یا گیا۔ بیڑیوں میں جکڑا گیا جیلوں میں ٹھونسایا گیا۔ کورے مار مار کر دین حق سے پھیرا گیا مگر دین احمد کے ان متوالوں اور شوقیہ ابھی کے نشتر میں محوروں میں اقامت و اعانت دین کے لیے پہلے سے بھی زیادہ

پہرٹ بھرتی گئی، ان کے بدن میں از سر نو تازگی آتی گئی اور ان کے قلم میں اس قدر جنبش و روانی ہوئی، کہ جس نے عیسائیوں، مادہ پرستوں، اور یونان کے فلسفہ دانوں، کا پود کبیر کر رکھ دیا۔ وہ علمی مضامین کا گویا ایک بحرِ خوار تھے۔ جس کی تلاطم و خیراوج کے سامنے فرقہ ہائے ضالہ قدریہ، جہمیہ، معطلہ، رافضیہ، اہل بدعات و قبر پرست وغیرہ غیر خس و خاشاک کی طرح بہتے نظر آتے ہیں، چنانچہ آج ان ہر دو اماموں کی تھانیف مطلب ہو کر دنیا کے چپہ چپہ پر پہنچ چکی ہیں، جن کے مطالعہ سے ہر شخص پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی، اور ردِ ذر و شن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ آج بھی ان کی قلم میں راشکاف کے انمول موتی پہلے کی طرح پوری آب و تاب کے ساتھ جھک و مک رہے ہیں۔ مگر ان سے کم حافظ اہل علم و عربی دان حضرات ہی استفادہ کر سکتے تھے اردو دان بچارے اس نعمتِ عظمتی سے محروم چلے آتے تھے۔ اس لیے ہم اپنے مقدور بھر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں چند رسائل کا اردو ترجمہ بنام مجموعہ افادات ابن تیمیہ پیش خدمت کر رہے ہیں۔ اگرچہ ترجمہ کا اصل مقصد عوام الناس تک مصنف کے خیالات کو اصلی حالت اور ایسی بہتر صورت میں پیش کرنا ہوتا ہے کہ مصنف کی قابلیت کا اندازہ لگ سکے۔ مگر تصنیف کی سبائے ترجمہ کرنا بہت دشوار ہوتا ہے خصوصاً شیخ الاسلام جب اپنے مجتہدانہ انداز و دماغ کے ساتھ کسی مضمون پر قلم اٹھاتے ہیں۔ تو اس کا ترجمہ اور بھی زیادہ دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں اعتراف ہے کہ ہم ترجمہ کے ذریعہ امام موصوف کے جوہر ظاہر نہیں کر سکتے لہذا جہاں ترجمہ وادائیگی مطلب میں قصور پائیں۔ اسے ترجمہ کی خامی سمجھیں۔ کیونکہ امام موصوف کا رتبہ پہلے ہی مسلم ہے۔ اب اسے کمال رکھنے کے لیے نئی کوششوں کی ضرورت نہیں۔ رسائل آپ کے سامنے ہیں زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

محمد زکریا

فہرست مضامین مجموعہ رسائل ششماہی (اردو)

پہلا رسالہ زیارت بیت المقدس

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۳	مسجد الحرام کی افضلیت	۲۱	خطبہ
"	مساجد ثلاثہ کی نمازوں کا موازنہ		فصل (۱)
"	قبر انبیاء وغیرہ کے لیے سفر کی		زیارت بیت المقدس، قبر انبیاء
"	نذر ماننا منع ہے۔	۲۱	وصلاء وغیرہ کے سفر کی نذر ماننا
"	آثار انبیاء کو سجدہ کرنا باعث	۲۱	شدر حال
۲۴	لعنت ہے۔	۲۱	عبادت مشرورہ کے لیے بیت المقدس
"	قبر نبوی کو حجرہ میں بند رکھنے کی	"	کافر مستحب ہے۔
۲۵	ایک وجہ	"	دعا سیمانی
"	وصیت نبوی	۲۲	ابن عمر کا طرز عمل
"	صحابہ کا طرز عمل	"	سفر بیت المقدس کی نذر کا حکم
"	بعض من گھڑت حدیثیں	"	پہلا اور دوسرا قول
"	بے دلیل نصت	"	جہود کا مسلک
	فصل (۲)	۲۳	مسجد نبوی کے سفر کی نذر
		"	سفر بیت المقدس کی منت

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
	فصل (۴)		مسجد اقصیٰ کی عبادت مشرورہ قدم
		۲۶	نبویؐ، دیگر آثار
۲۹	دھرم سالوں، گوردواروں، اور	"	مسجد الحرام کی خصوصیات
۳۰	گرجوں وغیرہ کی زیارت	"	حجر کا نبویؐ و قبور انبیاء و صلحا کا
۳۰	معابد کفار میں نماز کا حکم	"	طواف ناجائز ہے۔
"	پہلا، دوسرا، تیسرا قول	"	طواف کعبہ کے علاوہ طواف کی
۳۱	قول صحیح کی دیں	"	تباحث
	فصل (۵)	"	صخرہ بیت المقدس کی طرف نماز کا
		"	شرعی حکم
		۲۷	صخرہ کی قربانی
۳۱	روئے زمین پر صرف تین حرم ہیں	"	مسجد اقصیٰ کے سامنے مصلیٰ
"	حرم اول	"	بنانے کی وجہ
"	حرم دوم	"	فتح بیت المقدس
"	حرم سوم میں اختلاف	"	کعب احبار کا مشورہ اور فاروقؓ
۳۲	حرم کا حکم	۲۸	اعظم کی ڈانٹ
	فصل (۶)	"	صخرہ پر تعمیر تہ کی وجہ
"	زیارت بیت المقدس کے مشرور	"	حائلوں میں بعض جھوٹ باتوں
"	وغیر مشرور اوقات	۲۹	کی شہرت
"	مشابہت کفار		
"	یار لوگوں کی خوش گپیاں		فصل (۳)
"	زیارت قبر نبویؐ کی روایات		بنی قہر کے لیے مسنون دعا
"	درود شریف	"	وفا کے الفاظ

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۳۵	جنوں کا بصورتِ حضرت ظاہر ہونا	۳۳	دُور و نزدیک سے سلام
۳۶	وفاتِ خضر	"	دُور و سلام پہنچنے کے دلائل
"	وفاتِ خضر کے دلائل	۳۴	دُور و شریف کی نفیست
"	ابن عباسؓ کا قول		فصل (۷)
"	صحابہؓ سے روایتِ خضر مذکور نہیں۔	"	زیارتِ مستقلان
۳۷	شیطانِ فریب	"	رباطِ فی سبیل اللہ کی فضیلت
	شیطانِ ولیوں کا ہوا میں اڑنا	۳۵	جہنمیت کی تبدیلی سے حکم کی تبدیلی
"	اور اس کی حقیقت	"	جنوں کی رہائش

دوسرا رسالہ ”قضاوت“

۳۱	تیسری وجہ اجتماعِ ضدین		حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ
۳۲	تقدیر کی عدم حجیت	۳۸	رحمۃ اللہ علیہ سے سوال
۳۳	نتیجہ بحث		و
"	چوتھی وجہ خدا کے ظالم ہونے کا لزوم	۳۹	جواب
"	پانچویں وجہ تکذیبِ حدیث	۴۰	احتجاج بالفکر کے بطلان کی
"	انکار اختیار اور بے علی کا لزوم	۴۱	چند وجوہ
"	چھٹی وجہ علمِ الہی و تقدیرِ خدائی کے بطلان کا لزوم	"	نتیجہ بحث
۴۴		"	دوسری وجہ کفار کے معذور ہونے کا لزوم

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۵۰	فصل (۵)	۲۵	ادامر الہی کی تعمیل کی عدم ضرورت کا مستند کافر ہے
۵۱	کلمہ سے داخلہ جنبت تین مذہب وعید وعقاب کی تین شرطیں		فصل (۱)
"	پانچ قسم کے لوگ		اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ
	(۱) زبانی کلمہ (۲) وحی الہی کا منکر	"	وَمِنَّا الْحَسَنٰی کی تفسیر
	(۳) اہل کتاب (۴) مرزد	"	تقدیر اسباب و مسببات اور
۵۲	(۵) مخلوط العمل	"	اس کی تمثیل
	تیسرا سال		فصل (۲)
	اللّٰیۃ فی العبادات	۲۶	معصیت اور اس کا غلط و صحیح مفہوم
	استغفار متعلقہ نیت و طہارت	"	معصیت کا صحیح مفہوم
۵۳	نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، یمن جہاد وغیرہ	۲۷	معصیت کا غلط مفہوم اور تردید
"	الجواب: محل نیت دل ہے {	"	جبریہ کو منوانے کا عجیب طریقہ
"	زبان نہیں نیت قلبی مغرب ہے {	"	فصل (۳)
۵۴	نیت کا لغوی مفہوم	۲۸	مستطیع وغیر مستطیع کا فرق
"	استشہاد بالحدیث	"	مشیت و فعل انسانی
۵۵	جہاد قیس کا واقعہ	"	افعال العباد کا خالق خدا ہے
"	جہری نیت بدعت ہے	"	فصل (۴)
"	سری نیت کے عدم وجوب پر	"	اختجاج بالقدر غیر مفید ہے
"	الحکمہ کا اتفاق	۲۹	تمثیل حجت جبریہ و حجت مشرکین میں مماثلت

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۶۲	فعل سنت	۵۵	زبان سے کسی نماز کا نام لینا کی ضرورت
"	تکمیل دین و اتمام نعمت	۵۶	غسل و وضو اور روزہ میں نیت
۶۳	جہاں کا دین	"	مفہوم نیت
"	مومنوں کا دین	"	نیت علم و اعتقاد کے تابع ہوتی ہے
"	تنازع و رجوع الی اللہ و الرسول	"	غلطی اعتقاد یا واعدہ کی دو صورتیں
"	جاہل مفتی کی گوشمالی	۵۷	مثال دیگر
"	غالی اماموں کی اقتداء ناجائز	"	نشا غلطی
"	ہے۔	"	تلفظ بالنیت میں دو قول
	پہلا قول	"	پہلا قول
	دوسرا قول	۵۸	دوسرا قول
۶۴	مسائل نیت	"	قول صحیح
"	استفتاء	"	تلبیہ حج سے پہلے کچھ کہنا ناجائز
"	الجواب	"	ہے۔
۶۵	جبری نیت کے مدعی سے توبہ	۶۰	امام مالک سے بدعت کی تشریح
"	کرانا۔	"	سنت سے بے توجہی
"	محل نیت دل ہے زبان نہیں۔	"	فرقہ غالبیہ کے لیے بددعا
"	نیت کا لغوی معنی	"	سنت میں میانہ روی بدعت میں
"	نیت قلبی و تکلم لسانی کی دو	۶۱	کوشش کرنے سے بہتر ہے
"	صورتیں۔	"	دوسری وجہ
"		۶۲	بعض متاخرین کی مخالفت سنت

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۶۹	نماز میں کبھی جہراً ذکر و دعا کا حرج نہیں۔	۶۵	بعض متاخرین کا زعم باطل آنحضرتؐ سے تلفظ بالنیۃ کا حکم
۷۰	بدعت اور اس کی تحمیل پر سزا	۶۶	و تعلیم ثابت نہیں
۷۱	جاہل مفتی اور اس کی اعانت	۷۲	استشہاد بالحدیث
۷۲	کلمہ قبیحہ اور اس کی سزا	۷۳	استشہاد دیگر
۷۳	خلاف شریعت اور عید الہی	۷۴	حدیث دیگر
۷۴	چند آیات اور	۷۵	تواتر و اجماع مسلمین
۷۵	ایک حدیث	۷۶	اہل تواتر سے کتمان نقل جتنی ہے
		۷۷	تلفظ بالنیۃ میں دو مذہب
		۷۸	پہلا مذہب
		۷۹	دوسرا مذہب
۸۰	ہجر جلیل، صبر جلیل، صغیر جلیل	۸۰	تلفظ بالنیۃ کے بدعت ہونے پر استدلال
۸۱	استفتاء	۸۱	عیدین میں اذان و اقامت کی بدعت
۸۲	الجواب	۸۲	تلفظ بالنیۃ عقلاً فاسد ہے
۸۳	ہجر جلیل، صغیر جلیل، صبر جلیل	۸۳	تلفظ سری میں متاخرین کا اختلاف
۸۴	شکوہ الی اللہ صبر جلیل کے منافی نہیں۔	۸۴	جہری نیت اور اس کی تکریر منع
۸۵	شکوہ الی المخلوق اور صبر جلیل	۸۵	و غیر مشروع ہے
	میں منافاة	۸۶	تعلیم نبویؐ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۸۵	قسم سوم صابر غیر متقی	۷۵	وجہ منافات
۸۶	قسم چہارم، غیر متقی و بے صبر	۷۶	فعل نامور ترک الخطور، صبر
۸۷	تقویٰ و نصرت صلوة و اعمال	۷۷	قضاء و مقدر
۸۸	صالح اور رحمت کے ساتھ صبر کی	۷۸	وہیت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
۸۹	مقروریت کی چار اقسام اور فوائد صبر	۷۹	بذریعہ قولی و اعتقادی لغزشیں
۹۰	قسم اول صبر اور تقویٰ و نصرت	۸۰	چار اقسام
۹۱	یوسف علیہ السلام کو ان کے	۸۱	قسم اول
۹۲	بھائیوں نے کہا۔	۸۲	قسم دوم
۹۳	قسم دوم صبر و اعمال صالحہ	۸۳	قسم سوم
۹۴	قسم سوم صبر و صلوة	۸۴	قسم چہارم
۹۵	قسم چہارم صبر و رحمت	۸۵	عوام و صوفیاء کے احوال و افعال
۹۶	قسم اول صابر و بے رحم	۸۶	کی چار اقسام
۹۷	قسم دوم رحمدل بے صبر	۸۷	قسم اول
۹۸	قسم سوم بے صبر و بے رحم	۸۸	حدیث صحیح تفسیر
۹۹	قسم چہارم صابر و رحم دل	۸۹	قسم دوم
۱۰۰	چھٹا سالہ	۹۰	قسم سوم
۱۰۱	فقر و تصوف	۹۱	قسم چہارم
۱۰۲	استغناء	۹۲	تقسیم بلحاظ تقویٰ و صبر وغیرہ
۱۰۳		۹۳	قسم اول، اہل تقویٰ و اہل صبر
۱۰۴		۹۴	قسم دوم، متقی بے صبر

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
	سأتوال رسالہ	۹۵	انجواب اتباع کتاب و سنت
	الوصیۃ الصغریٰ	"	وصول الی اللہ کی شہراہ
۹۹	سوال	۹۶	صراط مستقیم اور مسلمان کا فرض علم شرعی و عمل شرعی کی ضرورت
	جواب	"	یہود و نصاریٰ کیوں مغضوب و عنالین ہیں
۱۰۰	وصیت الہی	"	بد عمل عالم اور جاہل صوفی
"	وصیت رسول	"	علماء بگڑ کر یہود اور زاہد بگڑ کر عیسائیت پرست
۱۰۱	فضائل معاذ بن جبلؓ	"	علم و عبادت میں اہل بدعت کی روش -
"	وصیت جامعہ	۹۷	علم شرعی کی ضرورت و اہمیت
"	وجوہات جاہلیت	"	گمراہ صوفی اور گمراہ فقیہ
"	مغفرت ذنوب کے لیے کون سے	۹۸	جاہلانہ تعصب
۱۰۳	اعمال کی ضرورت ہے -	"	فقر و غنا کی صحیح تعریف
"	نمبر (۱) تلویہ	۹۹	نہ بد شروع و غیر مشروع صوفی کی وجہ تسمیہ
"	نمبر ۲ - استغفار محض	"	
۱۰۴	اعمال صالحہ یا کفارات	"	
"	(۱) کفارات مفدہ	"	
"	(۲) کفارات مطلقہ	"	
۱۰۵	رسوالت جاہلیت اور فضائل یہود و نصاریٰ	"	

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۱۳	اذکار و رواتب	۱۰۵	استشہاد بالحدیث
"	اذکار مفیدہ	۱۰۶	تصدیق قرآنی
"	اذکار مطلقہ		دینداروں میں یہودیت اور
"	ہر ایک عمل ذکر الہی میں داخل ہے	"	نصرانیت
۱۱۴	افضل الاعمال کی تعیین کے متعلق	۱۰۷	سچاؤ کی تدابیر
"	استخارہ مسنونہ	"	دو مفید چیزیں
"	بہترین کسب توکل علی اللہ ہے	"	عہدکات کا علم
۱۱۵	طلب رزق کا پندرہ اصول	"	افنیاء مصائب و کفارات
"	دوسرا اصول	۱۰۸	حسن خلق کا خلاصہ
۱۱۶	ایک بزرگ کا قول	"	حقوق عظیم کی تفسیر
۱۱۸	تعیین کسب اور دو مفید باتیں	۱۰۹	تقویٰ کی دو تفسیریں
"	علم حدیث اور دیگر	"	ادامہ دنیاوی
"	علوم شرعیہ	"	خشیت الہی
"	علم نبوی ہی علم کھلانے کا	۱۱۰	اخلاص
"	حقدار ہے	۱۱۱	ذریعہ حصول اخلاص
۱۱۹	علم کی تین قسمیں		افضل الاعمال بعد الفرائض ذکر
"	رفع اشتباہ کے لیے دعا	"	الٹی ہے
"	ہر علم کی کچھ نہ کچھ واقفیت	۱۱۲	تائید مزید
۱۲۰	ضروری ہے		اذکار مسنونہ اور ان کی تین
"	خاتمہ و دعا	۱۱۳	قسمیں

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
------	--------	------	--------

دوست الیقین آٹھواں رسالہ درجہ الیقین

	۱۲۱	سوال
۱۲۵	امور قیامت و درجات ثلثہ	جواب
"	۱۲۲	علم الیقین
"	"	عین الیقین
"	"	حق الیقین
"	"	مثال اول
"	"	مثال دوم
۱۲۶	۱۲۳	مثال سوم
"	"	علاوت ایمانی کا وجد و
"	"	ذوق اور مدارج ثلاثہ
۱۲۸	"	پہلا درجہ
"	"	مثال
۱۲۹	۱۲۴	دوسرا درجہ
"	"	مثال
"	"	تیسرا درجہ
"	"	ایک بزرگ کا مقولہ
"	"	مقولہ دیگر
۱۳۱	"	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۳۷	خواہش پرستی پر ضد		ثمرہ توحید، اخلاص و توکل و دعا
"	امام شافعی کی مروت	۱۳۱	اور درجاتِ ثلاثہ
"	خواہشات اور حاکم عقل و دین	۱۳۲	پہلا درجہ
	حاکم دین	"	دوسرا درجہ
۱۳۸	مداومت شہوات کا نتیجہ	"	تیسرا درجہ
"	اسیر خواہشات کی مثال	۱۳۳	جھوٹی محبت اور اس کا انجام
"	کیا خواہشات سے رہائی ممکن ہے	"	سچی محبت اور اس کے فوائد و ثمرات -
	فصل	"	
	خواہشات سے مخلصی کے پچاس طریقے -		منہالہ حارین اسیم
۱۳۹	اعمال صالحہ کے ذریعہ		بنام
"	خواہشات کی تذلیل	۱۳۴	ارشاد الوری الی ذکر الہوی
"	انسان و حیوان اور ان کا باہمی	۱۳۵	خواہشات کی مذمت و مدح
۱۴۱	تفاوت	"	شہوات اور اختلاف مزاج
"	حیوان سے بدتر ہونے کی دلیل	"	طیب و ناصح کی مثال
"	خواہشات پرستی کے بے شمار	۱۳۶	خواہشات اور کتاب و سنت
۱۴۲	نقصانات	"	ہوئی کی وجہ تسمیہ
"	خواہشات سے مطلب براری	"	خواہشات کے کرشمے
"	کے بعد کی حالت	"	خوش نفسانی اور جزا و دین و عقل

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۴۱	خواہش پرستی و خطرہ ایمان	۱۴۳	غیر کے عیب سے اپنے قصور کی اصلاح
۱۵۰	منیات و جہلکات		
۱۵۱	ترک خواہش سے توانائی	"	مطالبات نفس پر دین و عقل سلیم سے مشورہ
"	حقیقی پہلوان کون ہوتا ہے	"	عبداللہ بن مسعود کا قول
"	بامروت و بے مروت	"	پرستار خواہشات اور انتہائی
"	حضرت معاویہؓ اور مروت کی تعریف	"	بزدلی و بد باطنی
"	مقل اور خواہشات کا جنگل	"	خواہشات پرستی کے نقصانات
۱۵۲	خواہشات اور ابودرداء کا قول	"	کافوائد سے موازنہ
"	قرین	"	شیطان کو انسان پر کب میدیں
"	ارشاد واقع کی عدم تمیز اور	"	لگتی ہیں
"	مقولہ عارف	"	خواہشات کی شہرت آوری
"	مریض خواہشات اور اس کی دوا	"	اور کل چیزوں کا بگاڑ
"	مریض خواہشات اور مقولہ عارف	۱۴۵	خواہشات اور شیطان کا چور دروازہ
"	بشر حافی کا مقولہ	"	اتباع ہوائی، اتباع رسولؐ
۱۵۳	جہاد اکبر	۱۴۶	خمس تریں حیوان
"	جہاد اکبر اور حسن بھریؒ	"	خواہش پرستی اور امامت و
"	جہاد نفس اور امام ابن تیمیہؒ	"	اطاعت سے معزولی
"	پرہیز و بد پرہیزی	۱۴۷	خواہش پرست و بت پرست

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۵۷	سلطان بن حبیب کا مغالبتہ	۱۵۳	عبدالملک اور غیرت مند {
"	خواہشات اور بدرنامی کینزک	"	جنگل کا مکالمہ
"	کا واقعہ	"	خواہشات پرستی اور ابواب توفیق
۱۵۸	سوار خواہشات کی مثال	۱۵۴	والباب ذلت
"	جنت و دوزخ کی سواریاں	"	مقولہ فضیل بن عیاض
"	اشرف العلماء کون ہے؟	"	مشرقیہ ہائے کفر
"	خواہشات و مقولہ عطا	"	ایک شخص کو عورت کا جواب
۱۵۹	خواہشات کا بت	۱۵۵	عائن خدا کے سب کام برباد
"	بت جسم و بت خیال	"	اعلیٰ مقولہ معتصم کا مقولہ
"	امراض قلبی و بدنی کا اصل {	"	مقولہ امام ابن تیمیہ
۱۶۰	سبب	"	فروقیامت میں تنگی و کشادگی {
"	خواہش پرستی حسد و عداوت {	"	کے اسباب
"	اور شرارت کا منبع ہے	"	خواہشات پر صبر کا بہتر
"	غلبہ شہوات کی ترابیاں	۱۵۶	منا و منہ
۱۶۱	غلبہ شہوات سے عقل روپوش {	"	صحت اولیاء سے بدستی
"	ہو جاتی ہے -	"	بدستی شہوات سے قیامت کو {
"	خواہشات و عقل کی جنگ	"	بے ہوشی
"	اعضاء و جوارح کی بادشاہ {	"	خواہش پرستی اور عزائم کی {
"	دل کی آرائش	۱۵۷	کمزوری
۱۶۲	سبب و شمن شیطان اور خواہش	"	زیادہ صبر العزائم کون ہے

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۲۵	ترکِ شہوات اور یوسف علیہ السلام	۱۲۳	انسان کی ابتداء و اتہا اور انجام
۱۲۶	ترکِ خواہشات اور ایک خواب	۱۲۴	ترجیحِ خواہشات پر عقل کے نتائج۔
۱۲۷	ترکِ خواہشات { قبولیت کا سبب	۱۲۵	شباب میں ترکِ خواہشات کا نتیجہ حسد
۱۲۸	ترکِ خواہشات کے ثمرات { و برکات	۱۲۶	ضبط و دانشمندی
۱۲۹	عرشِ الہی کے سایہ میں خواہشات پرست اور میدانِ محشر کی سختیاں	۱۲۷	خواہشات اور غلامی و آزادی
۱۳۰		۱۲۸	بندہ شہوات
۱۳۱		۱۲۹	تاریکِ خواہشات کا مقام و مرتبہ اور انجام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پہلا رسالہ

زیارت بیت المقدس شریف اللہ

خطبہ الحمد لله نحمده ونستعينه ونستهديه ونستغفره
ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من
يحمده الله فلا مضل له ومن يفضل فلا هادي لنا واشهد ان
لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله
صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً.

فصل (۱) قبور انبیاء و صلحا وغیرہ کے سفر کی نذر ماننا

شہرِ رحال صحیحین میں بروایت ابو سعیدؓ والوہریرہؓ حضرت علیؓ اللہ علیہ
وسلم سے ثابت ہے کہ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے بغیر کسی
مقام کے لیے سفر نہ کیا جائے۔ یہ حدیث دیگر طرق سے بھی مروی ہے یہ وہ مشہور و مقبول
حدیث ہے جس کی صحت، قبولیت اور تصدیق پر علماء کا اجماع ہے۔

عباداتِ مشروعہ کے لیے بیت المقدس کا سفر مستحب ہے عباداتِ مشروعہ مثلاً نماز
وما ذکر قرأتِ قرآن

اتکاف کے لیے بیت المقدس کے سفر کے مستحب ہونے پر علماء اسلام کا اتفاق ہے۔
وغیرہ سلیمانی | صحیح حاکم حدیث مروی ہے کہ سیدنا سلیمانؑ نے اللہ تعالیٰ سے

تین چیزوں کا سوال کیا (۱) ایسی حکومت جو اس سلیمان کے بعد کسی کو مخصوص نہ ہو (۲) ایسا حکم جو فیصلہ الہی کے عین موافق ہو (۳) بیت المقدس میں "محض ارادہ نماز سے آنے والے کے لیے مغفرت ذنوب۔"

ابن عمرؓ کا طرز عمل | اسی لیے ابن عمرؓ بیت المقدس میں آکر صرف نماز ادا کرتے اور پانی بھی نہ پیتے کہ مبادا سلیمانی دعا سے محروم رہیں کیونکہ انہوں نے "محض ارادہ نماز سے" کی تید لگائی تھی۔ اس تید کا تقاضا ہے کہ سفر میں اخلاص کی نیت ہو اور یہ کہ اس کی کوئی دنیاوی غرض اور بدعت کا ارتکاب نہ ہو۔

بغیر بیت المقدس کی نذر کا حکم | بیت المقدس میں اعتکاف وادائے نماز کی غرض سے سفر کی منت ماننے والے کی ایفا نذر کے متعلق امام شافعیؒ کے دو قول ہیں۔

پہلا قول | اس نذر کا ایفاء واجب ہے، امام مالکؒ و احمد بن حنبل جیسے اکثر ائمہ کا یہی قول ہے۔

دوسرا قول | و ایفا نئے نذر واجب نہیں ہے۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے امام ابو حنیفہؒ کے اس قول کی بنیاد ان کے اس اصول پر ہے کہ اسی نذر کا ایفاء واجب ہے، جس کی جنس سے کوئی واجب شرعی (موجود) ہو اسی لیے وہ نماز روزہ، صدقہ، حج اور عمرہ کی نذر کا ایفاء واجب فرماتے ہیں۔ کیونکہ اس کی جنس کا واجب شرعی (موجود) ہے اور نذر اعتکاف بھی واجب ہے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک اعتکاف بلا روزہ صحیح نہیں۔ یہی مذہب امام مالکؒ کا ہے، نیز امام احمدؒ کی دو روایات میں سے ایک روایت کی بنا پر ان کا بھی یہی مذہب ہے۔

جمہور کا مسلک | لیکن اکثر ائمہ مذکورہ بالا کی دلیل حضرت عائشہؓ کی صحیح بخاری کی مرفوع روایت حسن میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَطِيعَهُ وَ
مَنْ نَذَرَ أَنْ يُعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يُعْصِمُهُ
جو شخص اطاعت الہی کی نذر دے اس کو ایفا
کرنا چاہیے لیکن نذر معصیت کا ادا کرنا جائز نہیں
دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نذر اطاعت کی ایفا کا حکم دیا ہے اور اطاعت
کے لیے واجب بالشرع کی جنس سے ہونا مشروط نہیں فرمایا۔ اور حسب قول رام
ابو حنیفہ (یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

مسجد نبوی کے سفر کی نذر

سفر بیت اللہ کی منت

مسجد الحرام کی افضلیت

ایسے ہی مسجد نبوی کے لیے سفر کی منت مانتے ہیں
نزاع ہے۔ حالانکہ وہ مسجد اقصیٰ سے افضل ہے۔
لیکن حج و عمرہ کے لیے مسجد الحرام جانے کی منت کا
ادا کرنا باتفاق علماء واجب ہے۔

مسجد الحرام (خانہ کعبہ) تمام مساجد سے افضل ہے۔
بعدہ مسجد نبوی پھر مسجد اقصیٰ صحیحین میں ہے۔ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِمَّنْ
أَلْفَ صَلَاةٍ فِي سَائِرِ مَسَاجِدِ
إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

مسجد حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد کی
نسبت میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں
نماز پڑھنا ہزار نماز سے بہتر ہے۔

جمہور علماء کا مذہب ہے کہ مسجد نبوی کی نسبت
مسجد الحرام میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ مسند احمد

مساجد ثلاثہ کی نمازوں کا موازنہ

ولسائی وغیرہ میں روایت ہے کہ مسجد الحرام میں نماز پڑھنا لاکھ (۱۰۰۰۰) نماز کے برابر ہے
مسجد اقصیٰ کی نماز کے متعلق مروی ہے کہ پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔ پانچ سو بھی
مروی ہے اور یہی درست ہے۔

قبورِ انبیاء وغیرہ کے لیے سفر کی نذر ماننا منع ہے | تبریکیں یا قبر نبوی یا کوہِ طور

جس پر خدا نغاثی نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی، یا جبل حرا جس میں آنحضرتؐ عبادت کرتے تھے۔ اور اس میں آنجنابؐ پر وحی نازل ہوئی تھی۔ یا وہ غار (غار ثور) جو قرآن میں مذکور ہے۔ یا علاوہ انہیں دیگر ان قبروں، مقامات اور خانقاہوں کے لیے جو کسی نہ کسی طرح بعض انبیاء و مشائخ کی جانب منسوب ہیں، یا بعض عمارتوں یا پہاڑوں کے لیے سفر کی منت کا ایفار با اتفاق ائمہ اربعہ واجب نہیں کیونکہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تین مسجدوں کے علاوہ کسی مقام کے لیے باعقاد ثواب (سفر نہ کیا جائے) کے باعث ان تمام مواضع کا سفر کرنا منع ہے۔ تو جب رہبرِ مسلمان مذکورہ کے علاوہ دیگر تمام مساجد جو خانہ خدا ہیں، جن میں پانچوں وقت نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ کی جانب سفر کرنے سے منع فرما دیا۔ حتیٰ کہ مسجد قبا کے لیے بھی سفر کرنا منع فرمایا جس میں اہل مدینہ کو جانا مستحب ہے۔ کیونکہ صحیحین میں بروایت ابن عمرؓ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں سوار و پیادہ پا چل کر جانا ثابت ہے اور ترمذی وغیرہ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کر کے مسجد قبا میں محض ادا تے نماز کے لیے جائے۔ اسے عمرہ کا ثواب ہوگا۔ ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ جب ایسے مقامات کے سفر سے منع فرما دیا گیا ہے۔ تو کوہ طور کی طرف سفر کرنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے۔

انبارِ انبیاء کو مسجد کرنا باعثِ لعنت ہے | ایسے ہی امام مالکؒ کے ذکر کردہ وہ مقامات جو صلوات خمسہ کے لیے تعمیر نہیں ہوئے۔ بلکہ انہیں مسجد و مسجد گاہ (بنانا بھی منع ہے) اور باعثِ لعنت کیونکہ صحیحین میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے مرض الموت میں وفات سے پانچ روز پہلے فرمایا تھا۔

لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا يَهُودَ وَنَصَارَىٰ عَلَىٰ خُدَايَ لَعْنَتَ يَهُودَ وَنَصَارَىٰ

اس فرمان سے آنحضرت کا (اپنی امت کو) ان افعال سے ڈرانا مقصود تھا۔

قبر نبویؐ کو حجرہ میں بند رکھنے کی ایک وجہ
حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ اگر اس
سجدہ گاہ بننے کا خوف نہ ہوتا۔ تو
آنجنابؐ کی قبر کو کھل رکھا جاتا۔ لیکن آپؐ نے ناپسند فرمایا۔ کہ آپؐ کی قبر کو سجدہ گاہ
ٹھہرا لیا جائے۔

وصیتِ نبوی صحیح مسلم وغیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:-

اِنَّ مِنْكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُوْنَ
الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ ۚ اَفَلَا تَتَّخِذُوْنَ
الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ فَاِتٰى اَنْصَاكُم مِّنْ ذٰلِكَ

تم سے پہلے لوگ مزارات کو سجدہ گاہ
نہا لیتے تھے، خبردار! تم ایسا نہ کرنا میں
تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔

صحابہ کا طرزِ عمل | اس لیے صحابہ کرامؓ میں مشاہدِ انبیاءؑ مشہدِ ابراہیمؑ خلیل اللہ اور کسی قبر وغیرہ کی جانب سفر نہیں کرتے تھے۔

بعض من گھڑت حدیثیں | نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ دیگر جگہ نہیں پڑھی۔ بعض لوگ حدیث معراج کے متعلق جو روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے مدینہ منورہ میں، اور قبر موسیٰ و قبر خلیل کے پاس نماز پڑھی۔ یہ تمام احادیث سراسر جھوٹ اور من گھڑت ہیں۔

بے دلیل رخصت | بعض متاخرین نے کسی امام کی نقل اور حجت شرعی پیش کیے بغیر قبروں کے لیے سفر کی (یونہی) رخصت دے دی

ہے (تو صرف وہ ہے)

فصل (۲) مسجد اقصیٰ کی تہ عبادات مشروعہ و قدیم نبوی و دیگر آثار

مسجد الحرام کی خصوصیات | مسجد اقصیٰ کی عبادات مشروعہ انہی عبادات کی جنس سے ہیں، جو مسجد نبویؐ اور دیگر تمام مساجد میں مشروعہ ہیں، مگر مسجد الحرام اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ طواف ہر دور کن بیانی کو چھوٹا، حجر اسود کا بوسہ، صرف کعبہ سے مخصوص ہے، مسجد نبویؐ، مسجد اقصیٰ اور دیگر تمام مسجدوں میں طواف کرنے، راتھ لگانے اور بوسہ لینے کے لیے کوئی چیز نہیں۔

حجرہ نبویؐ اور قبور انبیاء و صلحاء کا طواف ناجائز ہے | لہذا کسی فرد کے لیے حجرہ نبویؐ، دیگر قبور انبیاء و صلحاء، صخرہ بیت المقدس اور علاوہ ازیں دیگر قبے، مثلاً جبل عرفات وغیرہ (سب) کا طواف ناجائز ہے، بلکہ روئے زمین پر کوئی مکان نہیں جس کا کعبۃ اللہ کی طرح طواف کیا جائے۔

طواف کعبہ کے علاوہ طواف کی قباحت | اس کے علاوہ کسی طواف کی مشروعیت کا معتقد اس شخص سے بھی زیادہ شرانگیز ہے جو غیر کعبہ کی طرف نماز جائز ہونے کا معتقد ہو۔

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مکہ کے وقت مسلمانوں کو اٹھارہ چھینے بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھائی۔ تو اتنا عرصہ وہی قبلہ رہا۔ پھر خدا نے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنا دیا۔ اور تحویل قبلہ کے متعلق قرآن میں آیات نازل فرمائیں چنانچہ تمام قصہ (سورہ بقرہ میں مذکور ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں نے کعبہ کی جانب نمازیں پڑھیں۔ اور وہی قبلہ ہو گیا۔ وہی ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کا قبلہ چلا آتا ہے۔

صخرہ بیت المقدس کی طرف نماز کا شرعی حکم | اب جو صخرہ کو قبلہ بنا

کر اس کی طرف نماز پڑھے، وہ کافر، مرتد ہے (لہذا توبہ کرائی جائے۔ اگر توبہ کرے تو فرشتہ دروازے قتل کا مستحق ہے۔ حالانکہ وہ پہلے قبلہ تھا جو نسوخت ہو گیا۔ تو ایسے شخص کی کیا سزا جو کعبۃ اللہ کی طرح اسے قابل طواف بنا دے۔ حالانکہ غیر کعبہ کا طواف خدا نے مشروع نہیں فرمایا۔

صحیحہ کی قربانی | ایسے ہی جو شخص وہاں گئے بھری ذبح کرنے کے ارادہ سے لے جائے اور وہاں قربانی کرنے کو افضل سمجھے۔ یا عید کے

دن حجامت کروانے اور وہاں عرفہ کی رات وقوف کی خاطر سفر کا ارادہ کرے تو یہ امور بدعت و گمراہی ہیں اور جن کے ذریعے وقوف طواف، ذبح کرنے اور حجامت بنوانے میں بیت المقدس کو کعبہ کے مشابہ کیا جاتا ہے جو شخص ان امور کو قربت الہی سمجھ کر کرے اس پر توبہ لازم ہے اگر تائب ہو جائے (تو بہتر) ورنہ قتل کر دیا جائے، چنانچہ صحیحہ کی طرف بدیں اعتقاد نماز پڑھے کہ استقبال قبلہ کی طرح اس کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا بھی باعث قربت ہے (تو اس کا یہی حال ہے)

مسجد اقصیٰ کے سامنے مصلیٰ بنانے کی وجہ | اس لیے حضرت عمر بن الخطابؓ مسلمانوں کا مصلیٰ (جائے نماز)

مسجد اقصیٰ کے سامنے تعمیر فرمایا۔ کیونکہ مسجد اقصیٰ پوری مسجد کا نام ہے جسے سلیمان علیہ السلام نے تعمیر فرمایا اگرچہ (اب) بعض لوگ حضرت عمرؓ کے تعمیر کردہ مصلیٰ کو "اقصیٰ" کہنے لگ گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیے حضرت عمرؓ کے اس تعمیر کردہ مصلیٰ میں نماز پڑھنا تمام مساجد کی نمازوں سے افضل ہے۔

فتح بیت المقدس | حضرت عمرؓ نے جب یروشلم کو فتح کیا تو صحیحہ پر گندگی کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ کیونکہ عیسائی لوگ یہودیوں کے مقابلہ میں جو صحیحہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، اس کی بے عزتی

کرتے تھے۔ لہذا حضرت عمرؓ نے اس غلاظت کو دور کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

کعبہ جبار کا مشورہ اور فاروق اعظم کی ڈانٹ | اور کعبہ جبار سے مشورہ لیا۔ کہ مسلمانوں کے لیے

کہاں مصلیٰ بنایا جائے۔ تو اس نے صخرہ کے پیچھے بنانے کا مشورہ دیا حضرت عمرؓ نے ڈانٹ کر فرمایا۔ اے یہودیہ کسے بچے (البعی تک) تیرے عقائد میں یہودیت سرایت کیے ہوئے ہے میں تیرا یہ مشورہ قبول نہیں کروں گا، بلکہ صخرہ کے سامنے بناؤں گا۔ کیونکہ ہمارے لیے مسجدوں کی اگلی جگہ ہیں۔ اسی لیے ائمہ حجب مسجدیں داخل ہوتے تو حضرت عمرؓ کی تعمیر کردہ مصلیٰ میں نماز پڑھتے۔ حضرت عمرؓ کے متعلق مروی ہے کہ آپ محراب داؤدی میں نماز پڑھتے۔ لیکن صخرہ کے پاس حضرت عمرؓ اور صحابہؓ نے نماز نہیں پڑھی۔ اور نہ ہی خلفاء راشدین کے عہد خلافت میں اس پر کوئی قبۂ نقیضہ بلکہ حضرت عمرؓ عثمانؓ علیؓ معاویہؓ یزیدؓ اور مروانؓ کی خلافت میں نہ لگا تھا۔

صخرہ پر تعمیر قبۂ کی وجہ | جب شام پر مروان کا بیٹا عبدالملک حاکم ہوا، اور عبداللہ بن زبیر اور اس کے ماہین فتنہ بپا ہوا تو لوگ حج کر کے

ابن زبیر کے پاس جمع ہو جاتے۔ اس لیے عبدالملک نے ابن زبیرؓ سے لوگوں کو برگشتہ کرنے کی غرض سے صخرہ پر قبۂ تعمیر کر کے سردیوں اور گرمیوں میں اس پر غلاف چڑھانا شروع کر دیا۔ کہ لوگ زیارت بیت المقدس کی طرف رغبت کرنے لگیں۔ اور ابن زبیرؓ کے پاس اجتماع کرنے سے ہرٹ کر۔ اس (عبدالملک) کی جانب متوجہ ہو جائیں۔ لیکن اہل علم صحابہ و تابعین صخرہ کی کوئی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ قبلہ منسوخ ہو چکا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی تشریعت میں ہفتہ عید کا دن تھا۔ پھر شرع محمدیؐ میں یوم جمعہ کے باعث منسوخ ہو گیا۔ تو

مسلمانوں کو یہ کسی طرح جائز نہیں، کہ یہود و نصاریٰ کی طرح ہفتہ و اتوار کو عبادت

کے لیے مخصوص ٹھہرائیں۔ ایسے ہی صخرہ کی تعظیم بھی صرف یہود و نصاریٰ ہی کرتے ہیں لہذا مسلمانوں کو اس کی تعظیم ناجائز ہے

اور یہ جو بعض جہلاء حکامیتیں

کرتے ہیں کہ وہاں (صخرہ میں)

جاہلوں میں بعض جھوٹ باتوں کی شہرت

قدم نبویؐ اور آپ کے عمامہ مبارک کا نشان ہے۔ وغیرہ۔ تو یہ سراسر کذب و افتراء ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہو اس ہے کہ وہاں خدا تعالیٰ کے پاؤں کا نشان ہے ایسے ہی یہ بھی بالکل جھوٹ ہے جس جگہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا پتنگھوڑا ہے۔ بلکہ یہ تو نصاریٰ کے معبود کی جگہ ہے۔ ایسے ہی اس شخص کا زعم بھی باطل محض ہے۔ جو وہاں پلصراط اور میزان کی موجودگی کا معتقد ہو۔ یا یہ کہ دوزخ و بہشت کی درمیانی دیوار یہی دیوار ہے جو مسجد کے مشرقی جانب تعمیر ہے۔ ایسے ہی زنجیر یا زنجیر کی جگہ کی تعظیم غیر مشروع ہے۔

مسجد اقصیٰ کے علاوہ

بیت المقدس میں کوئی

فصل (۳) اہل قبور کے لیے مسنون دُعا

ایسی جگہ نہیں۔ کہ عبادت کے لیے جس کا قصد کیا جائے تاہم جب قبرستان کی زیارت کرے۔ تو مردوں کے لیے اسی طرح سلامتی و رحمت کی دعا کرے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو تعلیم دیتے تھے، یا کوئٹہ پرنسپل خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو یہ تعلیم دیتے رہے کہ جب زیارت قبور کے لیے کوئی جائے تو یوں کہے۔

دُعا کے الفاظ

اے مومن مردوں عورتوں کی ہستی کے سہنے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَهْلَ الْقَبْرِ

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِنْ شَاءَ
 اللَّهُ يَكْفُرْ لَدِحِقُونَ يَرْحَمُ اللَّهُ
 الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَمِنْكُمْ وَ
 الْمُسْأَخِرِينَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ
 الْعَافِيَةَ، اللَّهُمَّ لَا تَخْرِ مِنْهَا
 أَجْرَ نَفْسٍ وَلَا تَقْتُلْنَا بَعْدَهُمْ
 وَاعْظِرْ لَنَا وَلَهُمْ -

والو! تم پر سلام ہو۔ ہم انشاء اللہ تمہارے
 ساتھ ملنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے
 اگلے پچھلے بزرگوں پر رحم فرمائے۔ ہم
 اپنے اور تمہارے لیے عافیت کے طلب
 ہیں، مولانا! ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ
 کر اور ان کے بعد ہم پر نکتہ میں نہ ڈال
 ہمیں بھی بخشدے اور انہیں بھی بخشدے۔

فصل (۴) دھرم سالوں، گوردواروں، اور گرجوں وغیرہ کی زیارت

کفار کے عبادت خانے، مثلاً وہ جگہ جس کا نام قمامہ ہے یا بیت اللحم،
 یا صیحون یا علاوہ ازیں مقامات مثلاً عیسائیوں کے گرجے (تمام) کی زیارت
 منع ہے۔ لہذا جو شخص ان میں سے کسی مکان کی زیارت کو مستحب اور ان میں
 عبادت کرنے کو گھر میں عبادت کرنے سے افضل سمجھ کر زیارت کرنے جائے
 وہ گمراہ اور شریعت اسلام سے خارج ہے اس سے توبہ کرنا چاہیئے تاائب ہو جائے
 توبہ پھر، ورد قتل کا مستحق ہے۔

اگر انسان کو اتفاقاً کسی کام کے لیے وہاں
 جانے پر نماز کا وقت آجائے تو اس میں

معابد کفار میں نماز کا حکم

علمائے کبار کے تین قول ہیں۔

مذہب امام احمدؒ وغیرہ میں کہا گیا ہے کہ وہاں مطلقاً نماز
 مکروہ ہے۔ ابن عقیل نے یہی پسند فرمایا ہے۔ یہی امام مالک

پہلا قول

سے منقول ہے۔

دوسرا قول

روہاں نمانہ پڑھنا، مطلقاً مباح ہے۔

تیسرا قول

روہاں تصویریں ہوں تو منع ہے، ورنہ نہیں۔ امام احمد وغیرہ سے یہی منصوص ہے۔ اور یہی حضرت عمر بن الخطاب وغیرہ سے مروی ہے۔

قول صحیح کی دلیل کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس گھر میں تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت کعبہ میں اس وقت تک داخل نہ ہوئے۔ جب تک کہ موتیوں کو ٹوڑ پھوڑ نہیں لیا۔ واللہ اعلم۔

فصل (۵) روئے زمین پر صرف تین حرم ہیں

بیت المقدس، تربت خلیلؑ اور دیگر کسی جگہ میں کوئی مقام مندرجہ ذیل

تین مقاموں کے سوا حرم کے نام سے موسوم نہیں۔

حرم اول حرم مکہ جو بانفاق مسلمین حرم ہے۔

حرم نبویؐ، غیر سے توڑ تک بارہ در بارہ میل جمہور علماء مثلاً

امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ کے نزدیک یہ حرم ہے۔ اور اس

کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی صحیح اور مشہور حدیثیں مروی ہیں۔

حرم سوم میں اختلاف۔ وجہ جو طائف میں واقع ہے اس کے متعلق صرف مسند احمدؒ میں چند احادیث آئی ہیں۔ امام

شافعیؒ کے نزدیک یہ حرم نہیں۔ اور امام احمدؒ نے مروی روایت کو ضعیف ٹھہرا کر

ناقابل استدلال سمجھا ہے۔ اور مذکورہ بالا تین جگہوں کے سوا کسی عالم کے

نزدیک کوئی حرم نہیں۔

حرم کا حکم | کیونکہ حرم وہ ہے جس کے شکار اور کھیتی کو خدا نے حرام فرما دیا ہو۔ اور خدا تعالیٰ نے ان تین جگہوں کے سوا کسی مکان کے شکار و کھیتی کو حرام نہیں ٹھہرایا۔

فصل (۶) زیارت بیت المقدس کے مشروع و غیر مشروع اوقات

زیارت بیت المقدس ہر وقت جائز ہے۔ لیکن ایسے اوقات میں اس کا رخ کرنا بالکل نامناسب ہے۔ جب اس کی طرف گمراہ لوگ جا رہے ہوں۔ مثلاً عید قربانی کا موقع۔ کہ اکثر اہل منالیت اس وقت، وقوف کی غرض سے اس کا سفر کرتے ہیں۔ اور وقوف کو ثواب سمجھ کر ادھر جانا بلاشبہ حرام ہے۔

مُشَابَہَتِ کُفَّار | کفار سے مشابہت کرنا۔ اودان کی جماعت کو دشمال ہو کر بڑھانا نامناسب ہے۔ اور نہ ہی حج کی غرض سے اس طرف سفر کرنا فعل ثواب ہے۔

یَا رُغُورُ کُوں کِی نُو شِ گِیَاں | کسی قائل کا یہ قول کہ "قَدْ تَسَّ اللَّهُ رُغُورُ" تیرے حج کو بابرکت و منزہ فرمائے، سراسر افتراء ہے۔ اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔ جیسا کہ "مَنْ تَسَّ رُغُورُ فِي رَأْسِهِ فِي عَامِ قَاحِ مَيْمَنَةٍ لَمْ يَجُزَّ" (جس شخص نے ایک ہی سال کے اندر میری اور میرے باپ (ابراہیم) کی زیارت کی ہیں اس کے لیے بہشت کا ضامن ہوں) محقق محدثین کے نزدیک بالکل گیب ہے۔

زیارتِ قبر نبوی کی روایات | ایسے ہی زیارتِ قبر نبوی کی تمام حدیثیں ضعیف، بلکہ موضوع ہیں اودا اہل صحاح و اصحاب سنن و مسابند، مثلاً مسند احمد وغیرہ ان روایتوں کو اپنی کتابوں میں

نہیں لائے۔

درود شریف

ہاں سنن کی وہ حدیث ہے۔ جسے ابو داؤد نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔

مَا مِنْ رَجُلٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ

کوئی شخص مجھ پر سلام کتا ہے۔ تو خدا

تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں

اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

السَّلَامَ۔

تو جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس سلام

کہے اس کا جواب خود دیتے ہیں اور جو دور و دراز

دور و نزدیک سے سلام

سے آپ پر سلام کہے اس کا سلام آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

چنانچہ نسائی میں آنحضرت سے مروی

درود و سلام پہنچنے کے دلائل

ہے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر کچھ فرشتے مقرر

کر رکھے ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے

إِنَّ اللَّهَ وَكُلَّ مَلَكٍ بِقَبْرِ رَسُولِيهِ

يُبَلِّغُونَهُ عَنِ أُمَّتِهِ السَّلَامَ

رہتے ہیں۔

نیز سنن میں آنجناب سے مروی ہے کہ فرمایا۔

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے

درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا

جاتا ہے۔

أَكْثَرُ دُعَاءٍ مِنَ الصَّلَاةِ يَكُونُ

الْجُمُعَةِ رَأْسُهَا الْجُمُعَةُ فَإِنَّ

صَلَاتِكُمْ مَعَهُ دُعَاءٌ عَلَيَّ

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے

جبکہ آپ کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ تو آپ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ

نے زمین پر انبیاء کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا، کہ دو روزہ روزہ کا درود و سلام آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے اور حضرت باری تعالیٰ نے بھی ہمیں درود و سلام (کے درود) کا حکم دے رکھا ہے۔

درود شریف کی فضیلت | اور صحیح و بخاری میں ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا

مَنْ صَلَّى عَلَى مَرَّةٍ صَلَّى اللَّهُ
مَجْدُ بِرَأْسِهِ دَفْعَ دُرٍّ مِثْلِهِ دَعَا لِي بِرَأْسِهِ
تَعَالَى دَسْ رَحْمَتِي نَازِلٌ كَرَامَتِي -

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا

فصل (۱) زیارتِ عسقلان | مذکورہ بالا اوقات میں عسقلان کا سفر نہ تو شروع ہے نہ واجب

و غیر مستحب، بلکہ اس میں سکونت پذیر ہونے اور اس کی جانب قصد کرنے میں اسی وقت ہی فضیلت تھی، جبکہ وہ مسلمانوں کی حد تھی۔ اور سر فروش مجاہدین اسلامی سرحدوں کی مضبوطی و حفاظت کے لیے، جہاد کی انتظار میں وہاں جا کر رہتے تھے کیونکہ صحیح مسلم میں بروایت سلیمان بن آصف حضرت سے ثابت ہے، کہ فرمایا۔

رابط فی سبیل اللہ کی فضیلت | حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رَبَاطُ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
خَيْرٌ مِنْ حَيَاةٍ شَهْرٍ وَ قِيَامِهِ وَ
مَنْ مَاتَ مِنْ رِبَاطٍ مَاتَ مُجَاهِدًا
وَ أُجِرَ لِي عَلَيْهِ عَمَلُهُ وَ أُجِرَ لِي
عَلَيْهِ بِرَأْسِهِ مِنْ الْجَنَّةِ وَ آمِنَ

خدا کے راستے میں صرف ایک دن رات کے لیے
رابط کرنا، جہیز بھر کے فوزہ رکھنے اور قیام کرنے
سے بہتر ہے اور جو شخص رابط کی حالت میں مر
جائے، وہ مجاہد مرا۔ اس کا نیک عمل اس کے
بعد بھی جاری رہے گا جنت میں سے اس کو رزق دیا

الْفِتَانِ -

جائیگا۔ اور فتنوں سے محفوظ و مہزون رہے گا۔

ابو ہریرہؓ کا قول ہے کہ بیدۃ القدر میں حجر اسود کے پاس قیام کرنے کی نسبت مجھے
رابط فی سبیل اللہ میں ایک رات گزارنا زیادہ پسند ہے۔

حیثیت کی تبدیلی جسے حکم میں تبدیلی نیک و بدیندار لوگ شامی سرحدوں
مثلاً عقدان، مکہ، طرطوس، کوہ

لبنان وغیرہ اور سرزمین مصر کی سرحدوں مثلاً سکندریہ وغیرہ اور عراق کی سرحدوں
مثلاً عبدان وغیرہ کے لیے قصد سفر کرتے تھے۔ جب یہ علاقے دمشق و غیرہ
دیران وغیرہ آباد ہو گئے تو نہ یہ سرحد رہی، نہ ہی ان کے لیے سفر کرنے میں
فضیلت باقی رہی۔ اور نہ ہی وہاں کوئی شریعت اسلامیہ کا ممتنع نیک آدمی
موجود ہے۔

رجتوں کی رہائش بلکہ راب تو زیادہ تڑوہاں جن رہائش رکھتے ہیں۔
وہی رجال الغیب ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً ان علاقوں میں

نظر آتے رہتے ہیں۔ خدا نے فرمایا۔

إِنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
يَعُودُونَ بَرِحَالٍ مِنَ الْجِبِّ
فَزَادُواهُمْ رَهَقًا

انسانوں کے چند مرد جنوں کے چند مردوں
سے پناہ لیتے تھے۔ تو انہوں نے ان کو زیادہ
مغزوہ کر دیا۔

رجتوں کا بصورتِ حضرت ہر ہونا ایسے ہی جو لوگ کبھی خضر کو دیکھ پاتے ہیں
وہ جن ہوتا ہے۔ جو انہیں بصورتِ خضر

نظر آتا ہے۔ میرے دوستوں میں سے اکثر نے اسے دیکھا ہے۔ جو کہ رہا تھا کہ
میں خضر ہوں۔ لیکن یہ جن تھا۔ جس نے اپنے دیکھنے والے مسلمانوں کو دھوکہ
دیا۔ ورنہ

وفاتِ حضرت

عہدِ موسیٰ علیہ السلام کا حضرت تو فرقت ہو چکا ہے

وفاتِ حضرت کے دلائل | اگر وہ حضرت عہدِ نبوی میں بقید حیات موجود ہوتے

تو آنحضرتؐ کے پاس آنا، آپ پر ایمان لانا، اور حضورؐ سے مل کر جہاد کرنا، ان کا فرضِ اولین تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے عہدِ رسالت کے پانے والے ہر شخص پر خواہ نبی ہی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ اور آنجناب کی معیت میں جہاد کرنا فرض کر دیا تھا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ تَخَرُجَآءُكُمْ رَسُولٌ مِّنكُمْ قُلْ إِنَّا مَعَكُمْ لَتَوْفِّقُنَّ يَهْدِي لَكُمْ سَبِيلَكُمْ ثُمَّ أَخَذْنَا عَلَىٰ ذُلِكُمْ عَصْرِي قَالُوا أَتُؤَدُّنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ -

جب خدا نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس اس کتاب و حکمت کی تصدیق کنندہ رسول آجائے تو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی امداد کرنی ہوگی۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرے عہد کا ذمہ اٹھایا؟ کہنے لگے ہم نے اقرار کر لیا۔ تو فرمایا گواہ ہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

(۳ - ۸۰)

ابن عباسؓ کا قول | ابن عباسؓ کا قول ہے کہ ہر نبی سے خدا تعالیٰ نے

عہد لیا۔ کہ اس کی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر مبعوث ہو جائیں۔ تو آنحضرتؐ پر ایمان لانا۔ اور آپ کی امداد کرنی ضروری ہوگی پھر اسے اپنی امت سے عہد لینے کا حکم دیا۔ کہ ان کی زندگی میں آنحضرت مبعوث ہوں، تو انہیں آنجناب پر ایمان لانا۔ اور آپ کی اعانت کرنا ضروری ہوگا۔

صحابہؓ سے روایتِ حضرت مذکور نہیں | صحابہؓ میں سے کسی نے حضرت کو دیکھنے، اور آنحضرت کے پاس اس کی آمد کا ذکر نہیں

کیا۔ کیونکہ صحابہ کرام عالم تھے۔ اور تبلیہ شیطانی کے اثر سے ان کا مقام کہیں بلند و برتر تھا۔ لیکن

شیطانی قیصر

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد شیطان نے عام لوگوں کو دھوکہ دیا کہیں نبیوں کی شکل بن کر ظاہر ہونے لگا اور کہیں مختصر ہونے کا دعویٰ کرنے لگا۔ حالانکہ (درحقیقت) وہ شیطان تھا جیسا کہ اکثر لوگ اپنے کسی میت کو دیکھتے ہیں کہ وہ قبر سے نکل کر اس کے پاس آیا۔ اور قضاۓ حاجات اور دیگر امور کے متعلق اس سے ہمکلام ہوا۔ تو وہ اسے بعینہ اپنا میت خیال کرنے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو اس میت کی شکل بن کر دکھائی دیتا ہے۔ اور اکثر لوگ مخلوق سے استثناء (فریادریسی) کرتے ہیں۔ جیسے نصاریٰ جبرجیس سے۔ یا کوئی غیر نصرانی تو وہ اسے دیکھتا ہے۔ کہ وہ اس کے پاس آیا۔ اور بسا اوقات اس سے ہمکلام ہوا۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو اس (فریضی) فریادریس کی صورت بن گیا ہوتا ہے۔ جب مغیث (فریادخواہ) شرک کرتا ہے تو اس کے سامنے کوئی شکل بنا کر (نمودار ہو جاتا ہے) جیسا کہ شیطان بتوں میں داخل ہو کر لوگوں سے کلام کیا کرتے تھے اور ایسی مثالیں موجودہ زمانے میں بھی اکثر شہروں میں عام پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

شیطانی ولیوں کا ہوا میں اڑنا، اور اس کی حقیقت

لیتے ہیں، اور ہوا میں اڑ کر دور دراز مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ اور بعض کو اٹھا کر (میدان) عرفات میں پہنچا دیتے ہیں۔ لہذا نہ وہ شرعی حج کرتا ہے۔ نہ حرام باز ہوتا ہے۔ نہ تلبیہ (لبیک) کہتا ہے، نہ ہی طواف و سعی کرتا ہے۔ بلکہ لوگوں کے ساتھ اپنے کپڑوں میں دقوف کرتا ہے۔ پھر شیاطین اسے اٹھا کر شہر پہنچا دیتے ہیں۔

اور اکثر لوگوں سے شیاہین یہی کہیل کھیلتے ہیں۔ جیسا کہ دیگر موقعہ پر بسط سے بیان ہو چکا ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَمَعَ اللّٰهُ عَلَىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ
وَمُتَّبِعِهِ وَسَلَّمَ

دوسرا سالہ

قضا و قدر

حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے

سوال | سوال ہوا کہ بعض لوگ جو

(۱) تقدیر کو دلیل بناتے ہیں۔ کہتے ہیں (ابتدائے) آفرینش سے ہر امر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ لہذا نیک بخت پیدائشی نیک بخت، اور بد بخت پیدائش سے ہی بد بخت ہوتا ہے۔ اور

(۲) ارشاد باری تعالیٰ إِنَّ الدِّينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ (بلاشبہ جن کے مقدور ہیں ہماری طرف سے پہلے سے ہی مبعوثی رکھی جا چکی) ہے، وہ اس سے دور رہی دور رکھے جائیں گے) کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

(۳) نیز کہتے ہیں، جہاں افعال میں رہم بالکل بے بس مجبور محض ہیں، ہمارا کوئی زور نہیں۔ تمام قسم کی طاقتیں محض خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

(۴) خدا تعالیٰ نے خیر و شر کو مفرد فرمایا اور دونوں کو ہم پر لازم کر دیا
(۵) نیز کہتے ہیں جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لیا۔ وہ بہشت میں داخل
ہو کر رہے گا۔ خواہ وہ صد ہا قسم کی بدکاریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہے۔ اور دلیل
میں اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قَاتِلْ زَنَّا فَإِنَّ سَرَقَ (خواہ وہ زنا چوری کرتا پھرے)

اس (استفغار) سے مقصد دلائل قاطعہ سے ان لوگوں کی غلطی واضح
کرنا ہے کہ راہ راست پر آجائیں) لہذا ان استفسارات کا جواب عنایت فرما
www.KitaboSunnat.com

تو حضرت امام نے (لَفَعْنَا اللَّهُ بِكُلِّ مَنٍّ) (خدا ان کے علوم سے
ہمیں فائدہ بخشے)

جواب | دیا۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ تمام حمد و ثنا کا سزاوار خدا
رب العالمین ہے، یہ لوگ اسی اعتقاد پر جمے رہے، تو یہود و نصاریٰ سے بڑھ
کر کافر ہوں گے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ تو امر و نہی، وعدہ و وعید، ثواب و عذاب
پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن انہوں نے تحریف و تبدیل کر کے بعض کو تومان بیا
اور بعض کا انکار کر دیا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَ
رُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا
بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُوا
لَوْ مِنْ بَعْضِ بَعْضٍ وَ نَكَفَرُوا
بِبَعْضٍ وَ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَ
يُرِيدُونَ أَنْ يُتَّخَذَ وَابِلٌ
مِنْهُ أُولَئِكَ لَكُمْ أَنْتُمْ وَ حَقًّا

بے شک جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں
کے منکر ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں
میں جدائی ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور
کہتے ہیں ہم بعض کو ملتے ہیں اور بعض
کو نہیں مان سکتے اور ان کا ارادہ ہے کہ
رسولوں میں فرق کر کے اس کے درمیان

وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ
يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ
سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

(۴- ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲)

راستہ اختیار کریں وہ کچے کافر ہیں اور ہم
نے کافروں کے لیے رسوا کنندہ عذاب تیار
کر رکھا ہے مگر جو خدا اور اس کے رسولوں
پر ایمان لائے اور رسولوں میں باہمی فرق
دہی نہ کیا۔ ایسے لوگوں کو خدا عنقریب اجر
میں اجر دیگا اور خدا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

جب بعض کو ماننے والا، اور بعض سے کفر کرنے والا پکا کافر ہے۔ تو وہ
شخص کیسے (مومن ہو سکتا) ہے جو سب کا انکار کر دے۔ اور جو شخص خدا کے امر و
نہی اور وعدہ و وعید کا اقرار نہ کرے بلکہ تقدیر کی اڑنہا کر ان کا تارک ہو رہے
تو اس سے کہیں بڑھ کر کافر ہے جو بعض پر ایمان لا کر بعض سے انکار کر دے۔
پھر ان لوگوں کے قول کا بطلان، ایک نہیں، کئی وجوہ سے بالکل میاں ہو
جاتا ہے۔

احتجاج بالحق کے رطلان کی چند وجوہ

پہلی وجہ | یہاں دو صورتیں ہیں، یہ لوگ انسان کے لیے تقدیر کو حجت سمجھتے
ہیں یا نہیں، اگر حجت نہ سمجھ کر انسان کو باختیار سمجھیں، تو ہمارا مدعا ثابت ہوا
اگر حجت سمجھیں تو ایک نہیں بلکہ تمام انسانوں کے حق میں حجت ہوگی، کیونکہ سب
انسان تقدیر میں مشترک ہیں۔ بحالت تسلیم انہیں یہ لازم آئے گا۔ کہ اگر کوئی شخص
ان پر ظلم کرے، گالی گلوٹن کرے، مال غصب کرے۔ اور اس کے حرم (بیوی بچوں)
کی بے عزتی کرے۔ قتل و غارت گری تک نوبت پہنچائے۔ نسل و زراعت کو
تباہ و برباد کرے۔ تو اسے برا نہ منائے اور اس کا ہاتھ نہ روکے، حقیقت یہ ہے

کہ یہ تمام کے تمام سراسر مغتری و کذاب، اور خود ہی اپنے دعویٰ کے توڑنے والے ہیں۔ کیونکہ ان کا ہر فرد ہمیشہ اس رظالم و فساد کی مذمت کرتا اس عداوت رکھتا اور اس کی مخالفت کرتا رہتا ہے، اسی پر ہی بس نہیں، بلکہ جو انہیں فساد کو برا کہنے سے منع کرے، ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ بس اس سے بغض و عداوت رکھنے لگتے ہیں، اور اسے برا سمجھتے ہیں۔ لہذا جب محرمات کے مرتکب اور واجبات کے تارک کے حق میں تقدیر حجت تھی، تو ان کا فرض تھا۔ کہ کسی کی مذمت کرتے، نہ کسی سے بغض رکھتے، اور نہ ہی کسی کے ظالم و سفاک ہونے کا شکوہ کرتے، خواہ وہ کچھ بھی کرتا پھرے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اس کا ارتکاب کسی کے لیے بھی ممکن نہیں اگر لوگ اس کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو دنیا برباد ہو جائے۔

نتیجہ بحث | لہذا واضح ہو گیا کہ ان کا یہ قول جیسا کہ شرعاً کفر ہے۔ عقداً بھی فاسد ہے اور وہ اپنے اس دعویٰ میں کہ ”تقدیر بندے کے حق میں حجت ہے“ بالکل مغتری و کذاب ہیں۔

دوسری وجہ کفار کے معذور ہونے کا الزام | تقدیر کی حجت سے لازم آتا ہے، کہ ابلیس، فرعون، قوم نوح، قوم ہود اور ہر وہ شخص معذور ہو جسے خدا تعالیٰ نے بدکاریوں کے باعث ہلاک کر دیا۔ حالانکہ یہ عقیدہ (ایسا کفر ہے جس پر تمام اہل مذاہب متفق ہیں۔

تیسری وجہ۔ ”اجتماع ضدین“ | حجت تقدیر کے تسلیم کر لینے سے یہ لازم آتا ہے، کہ اولیاء اللہ اور دشمنان اللہ، مؤمنوں اور کافروں، بہشتیوں اور دوزخیوں میں کچھ فرق نہ ہو حالانکہ عزوجل

نے جا بجا کلام اللہ میں ان کی باہمی تفریق کو واضح فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے
 وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝
 بِنَا وَنَابِنَا، اَنْدِيْهُرَا اور اَجَالَا، سَا
 وَلَا الظُّلُمُتْ وَلَا النُّوْرَ وَلَا
 اِظْلًا وَلَا اُنْحَرُ وُرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي
 اَلْاَحْيَاءُ وَلَا اَلْمَوْتُ (۲۵-۲۶ تا ۲۷)
 اور دھوپ، برابر نہیں ہو سکتے۔
 نہ ہی زندے اور مردے برابر ہو
 سکتے ہیں

نیز ارشاد ہے

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
 الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ
 أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝
 کیا ہم نیکوکار مومنوں کو فساد یوں
 جیسا کر دیں۔ یا پرہیزگاروں کو
 بدکاروں جیسا بنا دیں۔

(۲۸-۳۸)

ایک جگہ فرمایا

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا
 السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ
 آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَاءَ
 خِطَابُهُمْ وَمَا تَقْضِيهِمْ سَاءَ
 مَا يَحْكُمُونَ ۝ (۲۵-۲۶)
 کیا ہم بدکار لوگوں کا یہ خیال ہے کہ
 ہم انہیں نیکوکار مومنوں جیسا کر
 دیں۔ ان کی زندگی موت (ان،
 جیسی ہو، اگر یہی خیال ہے تو بہت
 برا فیصلہ ہے۔

تقدیر کی عدم حجت

تقدیر کی حجت پر یہ دلیل بھی دی جاسکتی ہے
 کہ تقدیر تو سب کی مقدر ہو چکی ہے۔ اور ان کی
 پیدائش سے صدیوں پہلے لکھی جا چکی ہے۔ اس کے باوجود وہ دو گروہوں میں
 منقسم نظر آتے ہیں۔

(۱) ایمان لانے اور عمل صالح کرنے کے باعث ”نیکبخت“

(۷) کفر، بدکاریاں، اور نافرمانیاں کرنے کی وجہ سے ”بد بخت“
 نتیجہ بخت | تو معلوم ہوا کہ خدا کی نافرمانیوں پر تقضا و قدر کسی کے لیے
 حجت نہیں ہو سکتی۔

چوتھی وجہ۔ خدا کے ظالم ہونے کا لزوم | تقدیر پر سہارا ایمان ہے
 مگر اپنی بد عملی کے لیے ہم اسے
 آڑ اور حجت نہیں مانتے۔ اب جو اس سے دلیل و حجت پکڑے۔ اس کی حجت
 باطل، اور جو اسے بطور عذر پیش کرے، اس کا عذر نامقبول ہے، تقدیر سے
 حجت پکڑنا قابل قبول عذر ہوتا۔ تو ابلیس و دیگر نافرمانوں کا کیا قصور ان سے
 بھی مقبول ہوتا، اگر بندوں کے حق میں تقدیر کوئی دلیل ہوتی، تو دنیا و آخرت
 میں خدا تعالیٰ کسی مخلوق کو خواہ مخواہ عذاب نہ کرتا۔ نیز تقدیر کچھ حجت بن سکتی
 تو نہ کسی چور کا ہاتھ قطع کیا جاتا۔ نہ کوئی قاتل قتل کی پاداش میں سزا یاب ہوتا
 نہ کسی مجرم پر حد قائم ہوتی نہ جہاد فی سبیل اللہ کیا جاتا اور نہ ہی امر بالمعروف و
 نہی عن المنکر ہوتا۔

پانچویں وجہ۔ تکذیب حدیث، الکار اختیار اور بے عملی کا لزوم

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے احتجاج
 بالقدر کے متعلق سوال کیا گیا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا۔

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ	دوزخ و بہشت میں ہر شخص کے لیے ایک
مَقْعَدٌ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدٌ مِنَ	ایک ٹھکانا دوزخ ہو چکا ہے۔ عرض کیا گیا
الْجَنَّةِ فَيَقِيلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَا	یا رسول اللہ ہم تقدیر کے بعد سے عمل کو
نَسَاحُ الْعَمَلِ وَنَشْكِلُ عَلَى الْكُتُبِ	خیر باد کہہ کر اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ نہ

فَقَالَ لَا اَعْمَلُوا فُكْلًا مُبَيَّرًا لِمَا
خُلِقَ لَهُ۔
ہیں تو فرمایا عمل کیے چلو کیونکہ ہر شخص کے
لیے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے۔

صبح بخاری میں یوں بھی آیا ہے کہ آپؐ سے عرض کیا گیا:-
يَا رَسُولَ اللَّهِ اَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ
فِيهِ وَيَكْدَحُونَ اَرِنِمَّا جَفَّتْ
بِهِ الدَّقْدَقُ وَطَوِيَتْ بِهَا الصُّفُفُ
فَقِيلَ، فَفِيْمَ الْعَمَلُ فَقَالَ
اَعْمَلُوا! فُكْلًا مُبَيَّرًا لِمَا
خُلِقَ لَهُ۔
یا رسول اللہ لوگوں کی کدوکاوش اور محنت
کے متعلق فرمائیے۔ یہ کس لیے؟ کیا ایسے
معاملہ میں کوشش جس کے متعلق قلم خشک
اور کاغذ تڑکیے جا چکے لہذا عمل سے کیا فائدہ
فرمایا! کام کیے چلو! جس کام کے لیے کوئی پیدا
ہوا ہے۔ وہ اس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے

چھٹی وجہ علم الہی و تقدیر خدائی کے بطحان کا لزوم | اس قوم سے
یہ کہا جائے

کہ خدا تعالیٰ نے تمام امور کو معلوم کر کے انہیں اسی صورت پر رکھ دیا جس صورت
پر انہیں ہونا چاہیے تھا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی اسی خدا نے سبحانہ نے تحریر فرما دیا
ہے کہ فلاں شخص ایمان لا کر عمل صالح کرے گا۔ لہذا بہشت کو جائے گا اور فلاں آدمی
بدکاری و نافرمانی کرے گا، لہذا وہ جہنم رسید ہوگا۔ جیسا کہ اس نے اپنے علم سے کلمہ
دیا ہے، کہ فلاں آدمی عورت سے نکاح کر کے جماع کرے گا۔ تو اس کے ہاں کچھ ہوگا
یا یہ کہ فلاں شخص کھائے پئے گا، تو سیر ہو جائے گا۔ یا یہ کہ فلاں شخص بیچ بوائے گا تو کھیتی
پیدا ہو جائے گی۔ اب جو کہے کہ اگر میں جنتی ہوں تو عمل صالح کیے بغیر بھی بہشت میں
ضرور داخل ہو کر رہوں گا۔ تو یہ قول سراسر باطل اور علم و قدرت خداوندی کے بالکل
خلاف ہوگا۔ جیسا کہ اس شخص کا قول باطل ہے جو کہے کہ میں تو عورت سے جماع نہیں
کروں گا۔ خدا نے اگر میرے نصیب میں لڑکا مقدر کر دیا ہے تو خود ہی پیدا ہو جائے گا

تو ایسا شخص جاہل مطلق ہے۔ کیونکہ خدا نے جب بچہ مقدر فرمایا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی مقدر فرمادیا تھا۔ کہ وہ عودت سے وطنی کرے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ حاملہ ہو کر بچہ جنے گی۔ مگر جماع و حمل کے بغیر تو بچہ کی پیدائش، نہ خدا تعالیٰ نے مقدر فرمائی ہے۔ نہ ہی ایسے لکھا ہے۔ اسی طرح بہشت بھی خدا نے بعض مومنوں کے لیے ہی تیار کیا ہے۔ اب جو بلا ایمان دل میں بہشت کے داخلہ کا گمان لیے پھرے تو اس کا یہ ظن سراسر باطل ہے۔

اوامر الہی کی تعمیل کی عدم ضرور کا معتقد کافر ہے

جب یہ عقیدہ رکھنے لگ جائے کہ ایسے اعمال کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو خدا نے فرما رکھے ہیں۔ نیز اوامر الہی کی تعمیل و عدم تعمیل میں کچھ فرق نہ سمجھے تو وہ کافر ہے اور خدا نے اپنے دوستوں کے علاوہ تمام پر بہشت حرام کر دیا ہے۔

فصل (۱)

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحُسْنٰی

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحُسْنٰی الخ کا صحیح مطلب کی تفسیر یہ ہے کہ جس کے مقدر میں خدا کی جانب سے مہلائی درج ہو چکی

ہے۔ وہ ضرور مومن و متقی بن کر رہے گا۔ اور جو جماعت مومنین سے نہیں اس کے مقدر میں خدا کی طرف سے مہلائی درج بھی نہیں ہے، ہاں خدا کی طرف سے بندے کے لیے جب کوئی کام مقدر ہو چکا ہوتا ہے تو خدا ہی اسے ایسے کام میں بھی لگا دیتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ اپنا مقدر پالیتا ہے۔

تقدیر اسباب و مسببات اور اس کی تمثیل | چنانچہ جس کے مقدر میں اولاد

ہوتی ہے۔ اسے عورت سے وطی کرنا بھی ضروری ہے تاکہ وہ حاملہ ہو جائے اور اولاد پیدا ہو، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسباب و مسببات مقدر فرمائے ہیں اور یہ دونوں خدا ہی کی جانب سے مقدر شدہ ہیں، اب جسے یہ خیال ہو کہ عزوجل نے فلاں شخص کے لیے بلا اسباب غیر و بھلائی مقرر کر دی ہے کسی کے لیے خدا کی طرف سے بلا سبب بھلائی مقدر ہونے کا خیال رکھے۔ تو وہ گمراہ ہے، بلکہ اسے یقین ہو جانا چاہیے کہ خدا ہی اسباب و مسببات کا آسان کنندہ ہے اور اسی نے ازل میں ان دونوں کو مقدر فرما دیا ہے

فصل (۲)

”معصیت“ اور اس کا غلط و صحیح مفہوم | جو یہ کہے، کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گناہ نہیں کیا۔ وہ

قرآن کا تفسیر کنندہ، اور مستحق توبہ ہے۔ توبہ کرے تو بہتر و درندہ قابل گردن زدنی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

وَعَطَىٰ آدَمَ رَبُّهُ نَعْرَتًا هَٰئِمَةً
اِجْتَبَاكَ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ
وَقَدَّامًا
آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو راہ
صواب سے بھٹک گیا۔ پھر خدا نے اسے
برگزیدہ بنا کر توبہ قبول کی اور اپنی اطاعت
کا راستہ دکھایا۔ (۱۶ - ۱۷)

معصیت کا صحیح مفہوم | امر شرعی کی مخالفت کا نام معصیت ہے جو شخص
امرائی کی، جس کے متعلق اس نے اپنے رسول
بیچے اور کتا میں نازلی فرمائیں، مخالفت کرے، وہ اس کا نافرمان ہے، اگر وہ بھی خدا
کی تضاؤ قدر میں داخل ہے۔

ان لوگوں کے خیال میں "تقدیر الہی" سے نکلنے کا نام معصیت ہے، اگر یہی

معصیت کا غلط مفہوم، اور تردید

معصیت ہے۔ تو ابلیس و فرعون، قوم نوح و قوم عاد و ثمود اور جملہ کفار بھی نافرمان نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تقدیر الہی میں داخل ہیں۔

جبر یہ کو منوانے کا عجیب طریقہ

جبریت تقدیر کے قائل کو مار پیٹ کر خوب ذلیل کیا جائے اگرچہ یہ پس ہو

اور ظلم کا بدلہ لینا چاہیے تو اسے کہا جائے کہ یہ ظالم بیچارہ بھی تو مجبور ہے۔ خدا کا نافرمان نہیں کیونکہ تمام مخلوق کی طرح یہ بھی تقدیر الہی میں داخل ہے غرضیکہ اس قول کا قائل خود اپنے دعویٰ کا باطل کنندہ ہوتا ہے۔ اور کسی حالت پر ثبات قدم نہیں رہ سکتا۔

فصل (۳)

مستطیع و غیر مستطیع کا فرق

جو یہ کہتا ہے کہ ہمیں اپنے جملہ افعال میں کچھ اختیار وہ بالکل جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا نے مستطیع قادر اور

غیر مستطیع میں فرق رکھا ہے۔ فرمایا۔

خدا سے اپنے مقدور بھر ڈرو۔

فَالْقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (۶۴-۱۱۶)

اور فرمایا۔

لوگوں پر حج بیت اللہ خدائی فرض ہے جسے بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت و

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلٌ

استطاعت ہو

(۳-۹۶)

نیز ارشاد باری ہے

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ تُوَحِّدُ مِنْ بُدْبِ
صَفِيَّةٍ تُؤْوَىٰ مِنْ بُدْبِ تُؤْوَىٰ صَفِيَّةً
وَرَبِّبَةً (۲۰-۵۲)

خداوند تعالیٰ نے بندوں کے لیے کلام اللہ میں اکثر جگہ

ارادہ و فعل ثابت کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:-
لَنْ يَسْأَلَ عَنْكُمْ أَنْ تَسْتَقِيمُوا
وَمَا تَسْأَلُونَ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ
اللَّهُ رَبُّ الْخَلْقِ (۷۸-۸۹)

اور فرمایا:-

(قرآن) اسی کے لیے (مفید) ہے کہ جو تم میں
راہ راست پر چلنا چاہے اور تمہاری مشیت
خدا کی مشیت پر موقوف ہے

تمہارے عملوں کا بدلہ ہے۔

جَزَاءً بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۲۹)

لیکن بندہ اور بندے کی قدرت مشیت
اور عمل کا درجہ (خدا ہی خالق ہے۔ کیونکہ
وہی ہر شے کا رب و معبود اور ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔

فصل (۴)

احتجاج بالقدر غیر مفید ہے
کسی کا کہنا کہ زنا کا جنس معصیت ہونا
مکتوب ہو چکا ہے یہ کلام تو صحیح ہے، مگر
اس سے احتجاج بالقدر بے سود ہے۔ کیونکہ خدا نے بندوں کے تمام نیک و بد افعال
نیزان کا نتیجہ یعنی نیکبخت و بدبخت ہونا تحریر فرما کر ثواب و عقاب کے لیے
اعمال کو ان کا سبب بنا دیا ہے۔

تمشیل: جیسا کہ اس نے بیماریاں لکھ کر مرض یا موت کے لیے انہیں

سبب ٹھہرا دیا ہے۔ لہذا جو ذہر کھائے گا۔ وہ مریض لقمہ اجل ہو کر رہے گا اور خدا ہی نے یہ دونوں مقدور تحریر فرمائے ہیں۔

ایسے ہی کفر و فسق اور نافرمانیوں جیسے منہی عنہ افعال کا مرتکب وہی کرتا ہے، جو اس کے لیے مقدر ہو چکا ہو اگرچہ وہ اس سزا کا بھی مستحق ہوتا ہے، جو خدا نے ایسے عمل کے مرتکب پر لازم فرمائی ہے۔

حجّت جبر یہ و حجّت مشرکین میں مماثلت | گناہ کرنے پر ان کا تقدیر کو حجّت پکڑنا۔ حجّت مشرکین کی

قسم سے ہے جن کی حکایت خدا نے بیان فرمائی ہے۔ کہ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَكُلَّ آبَائِنَا وَإِلَّا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ بِكَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (۱۶-۳۵)

مشرکوں نے کہا۔ کہ خدا چاہتا تو ہم اور ہمارے آباؤ (اجداد) اس کے سوا کسی شے کی پرستش کرتے۔ اور نہ ہی (اپنی طرف سے) اس کے حکم کے بغیر کسی شے کو حرام ٹھہراتے۔ ان سے پہلوں نے بھی ایسا ہی (جید) کیا

نیز ارشاد ہے:-

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمَ مِنَّا شَيْءٌ بِكَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بِسَائِلٍ مِمَّا عَنِدُكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فُخِّرُوا لَنَا إِنَّ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ أَنْتُمْ إِلَّا فُخْرٌ مُّؤَدَّ

عنقریب مشرکین یہ حجّت پیش کریں گے۔ کہ خدا کی مشیت ہوتی تو ہم اور ہمارے آباؤ (اجداد) نہ شرک کرتے، نہ راز خود کسی شے کو حرام کرتے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی۔ پیغمبروں کو ایسے ہی جھٹلایا۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ رہے (اے پیغمبر) ان سے پوچھو تمہارے پاس (کوئی کتابی

سند بھی ہے کہ ہمارے دکھانے کے لیے نکالو
تم تو صرف ظن کی پیروی کرتے ہو۔ اور
انکلیں دوڑاتے ہو۔ (اے پیغمبر! آپ کیسے
حجرت کا ملہ تو خدا ہی کی محبت ہے وہ چاہتا تو
تم سب کو راہ راست پر لے آتا۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ
شَاءَ لَدَفَعْنَاكُمْ أَجْمَعِينَ

(۶-۱۲۹-۱۵۰)

فصل (۵)

کلمہ سے داخلہ جنت | قائل کے قول پر قال لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ
رجو کلمہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ سے وہ جنت میں داخل
ہوگا اور حدیث مذکورہ سے احتجاج کا جواب یہ ہے کہ کتب و سنت میں وعدہ
و وعید دونوں کا تذکرہ موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ الْاٰذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالِ
الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ
فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَيَصْلُوْنَ
سَعِيْرًا (۴-۱۰)

یتیموں کا مال ناحق (خورد و کر کے)
کھا جانے والے اپنے شکموں میں آگ
بھرتے ہیں۔ اور عنقریب جہنم رسید
ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَأْكُلُوْا
اِمۡوَالَكُمۡ بَيْنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِنَّكُمۡ
اَنْ تَكُوْنُوْا تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ
مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمۡ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (۵-۸۰)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے
کا مال ناحق مت کھاؤ لیکن باہمی رضامندی
سے تجارت میں کوئی مصلحت نہیں، اور
ایک دوسرے کو قتل مت کرو خدا تم پر
بڑا مہربان ہے اور جو شخص ظلم و تعدی

يَفْعَلُ ذَٰلِكَ عُدُوَّانًا وَظُلْمًا
سے یہ کام کرے تو عنقریب ہی ہم اسے
جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور یہ امر خدا
عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (۲۹-۳۰)

علیٰ ہذا القیاس ایسی اکثر مثالیں قرآن حدیث میں موجود ہیں۔ اس لیے مؤمن
کا فرض ہے کہ دونوں کی تصدیق کرے۔ ایسا نہ ہو کہ بعض پر ایمان اور بعض سے
کفر ہو۔ کیونکہ جبر یہ مشرکینہ وعدہ کی تو تصدیق کرتے ہیں مگر وعید کی بالکل تکذیب
کرتے ہیں۔ اس کے بالمقابل حور یہ و معتزلہ وعدہ کی نہیں دیکھ صرف، وعید کی
تصدیق کرتے ہیں۔ مگر میں دونوں غلط۔ لیکن اہل سنت والجماعت کا وعدہ دو وعید
دونوں پر ایمان ہے۔

وعید و عقاب کی تین شرطیں

خدا نے جیسے اپنے وعید و عقاب کو
تین شرطوں سے مشروط فرمایا ہے، کہ (۱)
گنہگار توبہ نہ کرے، اگر تائب ہو جائے تو اس کی توبہ منظور ہے (۲) یا اس کے پاس
نیکیاں نہ ہوں۔ جو اس کے گناہوں کو مٹا ڈالیں۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ
السَّيِّئَاتِ (۱۱-۱۴) کیونکہ نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (۲) یا اس کی مغفرت
کے لیے خدا کی مشیت نہ ہو، کیونکہ
اِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ لَكَ
بِهِ وَيَغْفِرُ مَا ذُوْنَ ذَٰلِكَ
لِمَنْ يَشَاءُ (۴-۱۱۶)

خدا شرک کو نہیں بخشتا اور شرک کے
علاوہ تمام گناہوں کو جس کے لیے چاہے
بخش دیتا ہے۔

ایسے ہی وعدہ کی تفسیر و بیان ہے یعنی اس کی بھی تین شرطیں ہیں)

پانچ قسم لوگ

۱۔ زبانی کلمہ گو: یہ جو زبان سے دُعا کرتے ہیں اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرے۔ وہ باتفاق مسلمین کا فر ہے۔

(۲) وحی الہی کا منکر۔ ایسے ہی خدا کی نازل کردہ کتاب سے کسی شے کا منکر کا فر ہے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پوری کتاب (وشریعت) پر ایمان لانا فرض ہے۔

(۳) اہل کتاب۔ اگر وہ اہل کتاب سے ہے تو اس کا معاملہ سپرد خدا ہے بخشنے یا عذاب کرے۔

(۴) مُرْتَد۔ اگر اسلام سے مرتد ہو کر ارتداد پر مرسے، تو دوزخی ہے، کیونکہ برائیوں کو توبہ اور نیکیوں کو ارتداد ضائع کر دیتا ہے۔

(۵) مخلوط العمل۔ جس کے پاس نیکیاں اور برائیاں (دو دنوں موجود) ہوں تو خدا کا اس پر کچھ ظلم نہیں ہوگا۔ بلکہ۔

مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا
وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
شَرًّا يَرَهُ (۹۹-۷۸-۸)

اور جو ذرہ بھرنیکی کرے گا۔ وہ اسے
دیکھ لے گا۔ اور جو ذرہ بھربرائی کرے گا
اسے دیکھ پلے گا۔

اور اپنی رحمت و مغفرت سے اس کا پر فضل و احسان فرمائے گا۔

اور جو مخلوط العمل، ایمان پر مرسے۔ وہ ابدی جہنمی نہیں، لہذا زانی و چور آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ بلکہ جنت میں اس کا داخلہ لا بتوی ہے۔ جس کے دل میں ایمان کا ذرہ بھی ہوگا۔ وہ جہنم سے نکال دیا جائے گا۔

یہ مسئلہ عنہم لوگ، قدریہ، مباحیہ، مشرکیہ کے نام سے موسوم ہیں اور ان کی مذمت میں اس قدر آثار آئے ہیں کہ اس (مختصر) جواب میں سما نہیں سکتے۔

تیسرا رسالہ

النِّيَّةُ فِي الْعِبَادَاتِ

استفتاء متعلقہ

نیت در طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عقیق، جہاد وغیرہ۔

(۱) نیت کا موقعہ و محل دل ہے یا زبان؟ (۲) جہری نیت کرنا واجب ہے یا مستحب (۳) کیا کوئی مسلمان اس بات کا قائل ہے کہ جہری نیت نہ ہو، تو نماز وغیرہ باطل ہو جاتی ہے (۴) یا کسی نے جہری نیت کرنے والے کی نماز کو آہستہ کہنے والے کی نماز سے افضل کہا ہے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی، یا منفرد (۵) تلفظ بالنیۃ واجب ہے یا نہیں؟ (۶) کیا ائمہ اربعہ و دیگر ائمہ اسلام میں سے کوئی تلفظ نہ ہونے سے بطلان نماز کا قائل ہے؟ (۷) اگر تلفظ بالنیۃ واجب نہیں تو کیا مستحب ہے؟ (۸) اس کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کا مسلک کیا ہے؟ (۹) کیا جہر بالنیۃ پر باعتبار عقائد مشرک و عبیت اصرار کنندہ شخص بدعتی اور شریعت اسلامیہ کا مخالف ہے؟ (۱۰) اگر باز نہ آئے تو مستحق تعزیر و عقوبت ہے یا نہیں؟

الْجَوَابُ

شیخ الاسلام تقی الدین، ابوالعباس، احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام
ابن تیمیہ الحرانیؒ نے بقیام دمشق میں فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ تمام حمد و ثنا کا سزاوار خدا ہے رب العالمین ہے
محل نیت دل ہے زبان نہیں | جملہ عبادات، طہارت، صلوٰۃ و زکوٰۃ
 صیام و حج، عقیق و جہاد وغیرہ میں، باتفاق
 ائمہ اسلام، محل نیت دل ہے، زبان نہیں۔

نیت قلبی معتبر ہے | (۱) اگر نیت قلبی کے خلاف زبان سے کچھ کہے تو
 اعتبار نیت قلبی کا ہوگا۔ لفظوں کا نہیں (۲) اگر محض
 زبان سے نیت کرے، مگر دل میں نہ ہو۔ تو باتفاق ائمہ مسلمین یہ ناجائز ہے کیونکہ
نیت کا لغوی مفہوم | نیت، قصد و عزم کی جنس سے ہے۔
 عربی کہتے ہیں۔

قَوْلَكَ اللَّهُ بِخَيْرٍ أَمْيَ قَصْدًا لَكَ
 بخیر۔ خدانے تیرے ساتھ بھلائی کی نیت کی
 یعنی بھلائی کا ارادہ کیا۔

استشہاد بالحديث | پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
 اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَانَّمَا لِكُلِّ
 اِمْرِئٍ مَّا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ
 اِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ اِلَى
 اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ
 اِلَى الدُّنْيَا يُمِصِّيْهَا اَوْ اِلَى اِمْرَاةٍ
 يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلَى مَا هَاجَرَ
 اِلَيْهِ۔ (حدیث)
 عمل نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر ایک کو اپنی
 اپنی نیت کا پھل ملے گا، جو جس کی ہجرت اللہ
 اور اس کے رسول کی جانب ہو۔ وہ جہاد
 الی اللہ و الرسول ہے اور جس کی ہجرت
 حصول دنیا، یا تزویج عورت کی غرض سے
 ہو تو وہ اسی چیز کا جہاد ہے جس کے
 لیے اس نے ہجرت اختیار کی۔

اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد باتفاق ائمہ اربعہ وغیرہم
 نیت قلبی ہے۔ لسانی نہیں اور سب حدیث بھی اسی پر دال ہے۔ کیونکہ۔

مہاجر اُم قیس کا واقعہ | اس کا سبب یہ ہے کہ ایک عورت بنام اُم قیس سے شادی کی خاطر ایک شخص نے مکہ سے مدینہ

منورہ کی ہجرت کی تو اس کا نام مہاجر اُم قیس پڑ گیا۔ لہذا آنحضرتؐ نے مہاجر پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور یہ حدیث بیان فرمائی۔ تو یہ اس کی نیت قلبی تھی (لسانی نہیں)

جہری نیت بدعت ہے | جہر بالنیۃ باتفاق مسلمین نہ واجب ہے، نہ مستحب اور نہ ہی کسی مسلمان کے نزدیک

جہر اُنیت نہ کہنے والے کی نماز باطل ہوتی ہے۔ بلکہ مہاجر بالنیۃ جب اسے حکم شرع سمجھ کر کرے۔ تو وہ بدعتی مخالفت شریعت، جاہل، گمراہ، مستحق تعزیر و عقوبت ہے، ڈانٹ ڈپٹ اور توجیہ (مسائل) کے بعد بھی بہت دھرمی پر قائم رہے۔ خصوصاً جبکہ رفع صوت کے باعث اپنے ساتھی کے لیے موجب تکلیف بنے یا بار بار کہے تو سخت تعزیر کے قابل ہے۔

اہل اسلام میں سے کوئی شخص بھی صلوٰۃ جاہر سے صلوٰۃ مخافت کی افضلیت کا قائل نہیں خواہ امام ہو، یا مقتدی یا منفرد۔

سری نیت کے عدم وجوب پر ائمہ کا اتفاق | ائمہ تعلق بالنیۃ کرنا بھی ائمہ اربعہ اور جملہ ائمہ

مسلمین کے نزدیک واجب نہیں نہ ہی کوئی امام ظہارت و صلوٰۃ روزہ و حج وغیرہ میں تلفظ بالنیۃ کا قائل ہے۔

زبان کے کسی نماز کا نام لینا کیا ضرور | نمازی کو زبان سے یوں کہنا بھی ضروری نہیں کہ میں ظہر یا عصر پڑھ رہا ہوں۔

یا امام یا مقتدی ہوں، یا فرض یا نفل پڑھ رہا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ دل میں نیت کا (موجود) ہونا کافی ہے اور خدا تعالیٰ تو دیکھ ہی (عَلِیْمٌ

يَذَاتِ الصَّدْرِ هِ

غسل و وضو اور روزہ میں ایسے ہی غسل جنابت و وضو میں محض نیت قلبی ہی کافی ہے۔ نیت روزہ کا بھی یہی حال ہے۔ کسی کو رمضان شریف میں زبانی اَنَا صَائِمٌ غَدًا میں نکل روزہ رکھوں گا کہنا باتفاق ائمہ کرام واجب نہیں بلکہ دل میں نیت کا ہونا کافی ہے۔

مفہوم نیت نیت، تبلیغ علم کا نام ہے تو جسے یہ معلوم ہو کہ میں فلاں کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، یقیناً وہ اس کی نیت کرے گا۔

جب کسی مسلم کو یہ معلوم ہو جائے کہ کل رمضان ہے، تو وہ روزہ داروں سے ایک روزہ دار ہوگا۔ اور یقیناً وہ اس کی نیت (ضرور) کرے گا۔ اگر اسے علم ہو کہ کل عید ہے، تو اس رات وہ روزہ کی نیت نہیں کرے گا۔ اسی طرح جب یہ معلوم ہو کہ صلوٰۃ قائمہ صلوٰۃ فجر یا ظہر ہے، اور یہ بھی علم ہو کہ فجر یا ظہر ہی پڑھنے کا ارادہ ہے تو وہ اسی نماز کی نیت کرے گا یہ ناممکن ہے کہ علم میں ہو فجر اور نیت کرے ظہر کی۔ ایسے ہی جب معلوم ہو کہ امام یا مقتدی بن کر نماز ادا کرنا چاہتا ہے تو ضرور یہی نیت کرے گا اگر منفرد ہو تو نیت بھی یقینی افراد کی ہوگی۔

نیت علم و اعتقاد کے تابع ہوتی ہے نیت یقیناً علم و اعتقاد کے تابع ہوتی ہے بشرطیکہ ارادہ

فعل کا علم ہو جب یہ معلوم ہو کہ ظہر پڑھنے کا ارادہ ہے نیز یہ بھی معلوم ہو کہ یہ نماز نماز ظہر ہی ہے، تو غیر ظہر کا قصد بھی نہیں کرے گا۔

غلطی اعتقاد یا واقعہ کی دو صورتیں اگر بقاء وقت کے خیال سے اسی وقت کی نماز کی نیت کرے

بعد ازیں خروج وقت کا پتہ لگ جائے، تو باتفاق ائمہ اسے وہی نماز کافی ہے۔

اور اگر خروجِ وقت کے خیال سے بعد الوقت نیت کرے۔ بعد ازاں واضح ہو کہ نماز اپنے وقت میں ہوئی۔ پھر بھی باتفاقِ ائمہ وہی نماز کافی ہے۔ اگر کسی خاص امام مثلاً زید کے پیچھے نماز پڑھنے کا قصد تھا۔ مگر امام کوئی غیر تھا۔ تو اس نے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ اگر قصد امام حاضر کے پیچھے پڑھنے کا تھا، خواہ کوئی امام ہو اور خیال میں وہ زید تھا، مگر معلوم ہوا کہ عمر ہے تو یہ مفسر نہیں۔

مثال دیگر | ایسے ہی اگر حاضر میت کا جنازہ مقصود تھا، خواہ کوئی ہو اور خیال میں مرد تھا، مگر معلوم ہوا کہ عورت ہے۔ تو جنازہ

صحیح ہے، بخلاف اینکه مقصود کسی خاص شخص کا جنازہ ہو۔ جو اس کے ذہن میں ہے۔ اور جنازہ بھی اسی کا پڑھے، مگر معلوم ہوا کہ کوئی اور آدمی ہے تو اس صورت میں اس نے حاضر میت کا جنازہ نہیں پڑھا۔

(بہر صورت) یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ تلفظ بالنیہ کسی امام کے نزدیک واجب نہیں۔

منشاء غلطی | لیکن بعض متاخرین نے مذہب شافعی سے اس تلفظ کی ایک وجہ نکالی ہے جسے جمہور ائمہ شوافع نے غلط ٹھہرایا ہے۔ غلطی

یہ ہے کہ امام شافعی نے ابتدائے نماز میں کچھ نطق کا ہونا ضروری بتایا ہے۔ اور اس غلطی کنندہ نے یہ سمجھ لیا کہ اس سے امام شافعی کی مراد نطق بالنیہ ہے اسی لیے تمام شوافع نطق کرنے لگ گئے ہیں

تلفظ بالنیۃ میں دو قول | اور تلفظ بالنیہ مستحب ہے یا نہیں۔ اس میں فقہاء کے دو مشہور قول ہیں۔

پہلا قول :- بعض نے تلفظ بالنیہ کو مستحب سمجھا ہے۔ جیسا کہ اصحاب ابی حنیفہ و شافعی و احمد نے بیان فرمایا۔ اور تلفظ بالنیہ کو مکروہ کہا اور نمازِ روزہ

حج وغیرہ میں اسے مستحب سمجھا ہے۔

دوسرا قول اور بعض نے اسے مستحب نہیں سمجھا۔ جیسا کہ بعض اصحاب مالکؒ

واحمدؒ وغیرہ کا قول ہے۔ اور یہی امام مالکؒ و احمدؒ و دیگر ائمہ سے منصوص ہے۔

قول صحیح۔ ابو داؤد نے فرمایا میں نے امام احمدؒ سے دریافت کیا۔ آپ تکبیر تحریر

سے پہلے کچھ پڑھتے ہیں؟ فرمایا نہیں! اور یہی قول صحیح ہے۔ کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم تکبیر سے پہلے کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ نہ ہی آنحضرت صلعم اور آپ کے خلفاء

نماز اور حج وغیرہ عبادات میں تلفظ بالنبیہ کرتے تھے۔ نہ ہی تلفظ بالنبیہ کا کسی کو حکم

دیا ہے۔ بلکہ حضورؐ نے اپنے شاگردوں کو یہی تعلیم دی، کہ نماز پڑھتے لگو تو تکبیر کہو۔

اور خود بھی نماز کے لیے جب کھڑے ہوتے، تو (صرف) تکبیر کہتے۔ چنانچہ صحیحین میں

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ فرمایا۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّعُم نَازَكَو تَكْبِيرُ سَ اور فرماتے

يَقْتَرِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ كَوَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سَ شروع کرتے تھے

آنحضرتؐ نے تکبیر سے پہلے نہ تلفظ بالنبیہ کیا ہے۔ نہ ہی اور کچھ پڑھا ہے اور نہ

ہی کسی مسلمان کو اس کی تعلیم دی ہے۔ اور اگر زبان سے نیت کرنا مستحب ہو تا

تو خود کرتے، اور مسلمانوں کو بھی سکھاتے ایسے ہی۔

تلبیۃ حج سے پہلے کچھ کہنا ناجائز ہے | حج میں احرام کا افتتاح تلبیہ سے

کرتے اور اہل اسلام کے لیے بھی

یہی مشروع فرمایا، کہ آغاز حج میں تلبیہ کہیں اور ضحائے بخت زبیرؓ کو فرمایا۔ حج کر اور

شرط کرے۔ کہ۔

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ وَمُجَّتِي حَاضِرُہوں خدایا حاضر ہوں۔ جہاں رکاوٹ

حَيْثُ حَبَسْتَنِي۔
ہو جائے۔ میرے لیے وہی احرام کھونے کا مقام ہے۔

تو اسے یہ حکم دیا تھا، کہ تلبیہ کے بعد شرط کرے۔ لیکن کسی کے لیے تلبیہ کے پہلے کچھ بھی مشروع نہیں فرمایا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں، کہ
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْعُمْرَةَ اَوْ الْحَجَّ خدا ایس عمرہ یا حج یا عمرہ و حج (دونوں) کا ارادہ کرتا ہوں۔

نہ ہی یوں کہنے کی ضرورت ہے، کہ
فَیَسِّرْ لِّیْ عَلٰی وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ خدا یا! اسے آسان فرمائیے اور قبول کیجئے۔
نہ ہی یہ کہے کہ

تَوَيْتُ لِحَجٍّ اَوْ لِعُمْرَةٍ اَوْ لِنِیَّتٍ ہَا جِئْنَا میں نے حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کی
نہ ہی اَحْرَمْتُ لِّلّٰہِ میں نے رضا الہی کی عرض سے احرام باندھا وغیرہ عبارتیں
پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی تلبیہ سے پہلے اور کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ
حج میں تلبیہ ایسے ہے، جیسے نماز میں تکبیر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام فرماتے تھے۔
فَلَا تَقْلَبْ وَجْہَکَ بِالْعُمْرَةِ وَلَا تَقْلَبْ رِجْلَکَ وَلَا تَقْلَبْ رِجْلَکَ
فلاں شخص نے حج عمرہ یا دونوں کے لیے اہلال یعنی تلبیہ کیا۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے کَبَّرَ لِلْعُمْرَةِ (نماز کے لینے تکبیر کہی) بلند آواز سے
تلبیہ کرنے اہلال کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تلبیہ میں جو یہ کہتے تھے، لَکِنِّیْکَ عُمْرَةٌ
وَحَجًّا عمرہ و حج کے لیے حاضر ہوں، تو تلبیہ کے بعد ارادہ فعل رَجْع کا نام لیتے تھے
پہلے نہیں اور لوگوں نے جو تکبیر و تلبیہ کے پہلے اور طہارت و جملہ عبادات میں نیت کے
ان الفاظ گھڑ رکھے ہیں، سراسر بدعت و غیر مشروع ہیں، بلکہ عبادت مشروعہ میں خود ساختہ

اضافے جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں فرمایا، بلکہ عبادت میں اس کے ترک پر عداوت کی ہے۔ انہیں کرنا اور ان پر عداوت کرنا دو وجہ سے بدعت و ضلالت ہے اول بلحاظ اعتقاد معتقد کہ یہ مشروع و مستحب ہے اس کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے، باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً اسے نہیں کیا تو اس قول کی حقیقت یہ ہوئی کہ ہمارا فعل، رسول خدا کے فعل سے اکمل و افضل ہے

امام مالک سے بدعت کی تشریح | مالک بن انسؒ سے کسی نے احرام قبل المیتات کے متعلق دریافت

کیا، تو فرمایا، فتنے کا خطرہ ہے، سائل نے کہا، اس میں کوئی فتنہ ہے؟ یہ تو اطاعت الہی میں زیادہ کوشش ہے، فرمایا اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہو سکتا ہے، کہ نفلی امر کے متعلق تیرا یہ گمان ہو، کہ تو نے خصوصاً وہ فعل (و کمال) حاصل کر لیا ہے جو رسول خدا کو بھی حاصل نہیں اور آیت شریفہ تلاوت فرمائی۔
 فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ
 أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ
 أَلِيمٌ (۲۴-۲۳) چاہیے۔

سنت سے بے توجہی | صحیحین میں آنحضرتؐ سے ثابت ہے کہ فرمایا

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میرے طریق پر نہیں یعنی جو میری سنت سے غیر سنت کو افضل سمجھتے ہوئے بدیں خیال سنت سے اعراض کر جائے، کہ اس کی مرغوب چیز غیر مرغوب سے افضل ہے وہ میرے طریق پر نہیں۔

أَلَا إِنَّ خَيْرَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ وَ خَيْرُ الْفَعْلِ فَعْلُ مُحَمَّدٍ ﷺ سب باتوں سے بہتر عبادت محمدی ہے۔

چنانچہ سبھاری میں آنحضرتؐ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جہد کے دن آپؐ خطبہ میں یہ الفاظ ارشاد فرمایا کرتے تھے: "تو را ب (جو شخص کسی کی ہدایت کو ہدایت بخیر) سے افضل کہے، وہ مفتون و گمراہ ہے، ارشاد الہی ہے کہ۔"

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ
أَمْرِهُ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ
يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۲۴-۶۱) چاہیے۔

پھر خدا ہی نے مسلمانوں کو اتباع رسولؐ اور رسولؐ علیہ السلام کے مقرر کردہ واجبات و مستحبات و وجوب و استحباب کے عقیدہ کا حکم دیا ہے اور یہ کہ اس سے کوئی چیز افضل نہیں جس کا یہ عقیدہ نہ ہو وہ خدا کا نافرمان ہے

فرقہ غالب کے لیے بددعا | صحیح مسلم میں آنحضرتؐ سے بروایت ابن مسعودؓ مروی ہے کہ آپؐ نے تین دفعہ

فرمایا۔ قَدْ هَلَكَ الْمُتَتَّبِعُونَ شرع میں غلو کرنے والے ہلاک ہو جائیں۔

سُنَّت میں مِمَّا رَوَى بِعِت میں کوشش کرنے سے بہتر ہے

ابی بن کعبؓ اور ابن مسعودؓ نے فرمایا "اَقْتَصِدْ فِي السُّنَّةِ" اجتہاد فی البدعت سے بہتر ہے، صحیح مسلم میں ابن عمرؓ کا قول ہے کہ صَلَوةُ السَّفَرِ رُكْعَتَانِ مَنِ خَالَفَ سَلَوَةً سَفَرٍ وَرُكْعَتٍ هِيَ جُزْءٌ مِنَ السُّنَّةِ فَقَدْ كَفَرَ۔ مخالفت کرے وہ کافر ہے۔

یعنی جس کا یہ عقیدہ ہو کہ مسافر کو سفر میں دو رکعتیں نا کافی ہیں اس نے کفر کیا۔ دوم بلحاظ مدد دست در عبادت یعنی ایسے فعل پر مدد

دوسری وجہ | جو رسولؐ خدا کے دائمی فعل کے بالکل مخالف ہو۔ یہ

باتفاق ائمہ بدعت ہے خواہ کسی کو اس میں زیادہ نیکی کا گمان کیوں نہ ہو جیسا کہ بعض متقدمین نے عبیدین میں آذان و اقامت ایجاد کی۔ اس لیے اسے منع کر دیا گیا۔ اور ائمہ اسلام نے بھی مکروہ سمجھا۔ ایسے ہی اگر سعی رہین الصفا والمروة کے بعد طواف کی دو رکعتوں پر قیاس کر کے دو رکعت نماز پڑھے (نرا اس نے بدعت ایجاد کی) بعض متاخرین کی مخالفتِ سنت | بعض متاخرین ثنائیہ نے اسے مستحب سمجھا ہے اور بعض متاخرین ضابطہ نے حاجی کے لیے دخول مسجد الحرام کے وقت افتتاحِ تہجد مسجد کو مستحب سمجھا ہے مگر یہ دونوں فعل خلاف سنت ہیں۔

فعلِ سنت | سنت تو یہ ہے کہ محرم طواف سے افتتاح کرے جیسا کہ آنحضرتؐ نے دخول مسجد کے وقت (خود) کیا۔ مگر مقیم، جو طواف کے سوا محض ارادہ نماز سے جائے۔ اس کا یہ حکم نہیں۔

تکمیلِ دین و اتمِ نعمت | غرضیکہ خدا نے اپنے رسولؐ اور اس کی امت کے لیے دین کو کامل کر کے اتمامِ نعمت فرمادیا (اب) جو شخص کسی عمل کو از خود واجب و مستحب ٹھیرا ہے۔ جسے خدا و رسولؐ نے واجب و مستحب نہیں ٹھیرایا۔ وہ غلطی پر ہے۔ جیسا کہ خدا و رسولؐ کے مکروہ اور حرام کردہ فعل کو (خود) حرام و مکروہ ٹھیرا ہے، تو غلطی پر ہے۔ لہذا اصل حقیقت یہی ہے کہ حرام رہی ہے۔ جسے خدا و رسولؐ حرام کرے اور دین وہی ہے جسے خدا و رسولؐ مشروع فرمائیں۔ اور

چہر سال کا دین | جو ان دونوں سے نکل جائے، وہ ایسے گروہ میں داخل ہوا جس نے شرع میں وہ چیزیں رائج کیں جن کی خدا نے اجازت نہیں دی اور وہ وہ چیزیں حرام کیں جنہیں خدا نے حرام نہیں ٹھیرایا۔ اور

یہ اہل جاہلیت، مخالفین رسول کا دین ہے۔ جن کی مذمت خدا نے سورہ انعام و اعراف وغیرہ میں بیان فرمائی۔ کیونکہ انہوں نے دین میں خدا کے ممنوعات کو مشروع حلال کو حرام اور محرمات کو حلال ٹھیکر لیا تھا۔ اس لیے خدا نے ان کی مذمت و عیب گوئی فرمائی۔

مومنوں کا دین | اسی لیے اہل ایمان یہ کہتے چلے آئے ہیں، کہ احکام خمسہ کا ایجاب و استحباب، تمہیل و تحریم اور کراہت صرف

خدا و رسول سے اخذ کیے جائیں، لہذا واجب وہی ہے جسے خدا و رسول واجب فرمائیں مستحب صرف وہ ہے جس کو خدا و رسول مقرر فرمائے، اور حلال و حرام اور مکروہ بھی وہی ہو سکتے ہیں جنہیں خدا و رسول حلال و حرام اور مکروہ ٹھیکر لیں۔

تشیع اور رجوع الی اللہ و الرسول | جس میں علماء کا تشیع ہو جائے اسے خدا و رسول کی طرف لوٹا یا جائے

کا چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَلِیَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ فَاحْسِنُوا دِلَالَهُ (۵۹-۴۰)

ایماندارو! خدا و رسول اور امیروں کی اطاعت کرو۔ کسی مسئلہ پر نزاع پڑ جائے تو اسے خدا و رسول کی طرف رد کرو بشرطیکہ خدا اور قیامت پر تمہارا ایمان ہو۔ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے

جاہل مفتی کی گوشمالی | اور جو شخص جاہل ہو کر اور ائمہ کے متفقہ مسائل کے خلاف فتویٰ صادر کرے اسے رد کا جائے بصورت

اگر اس کی تادیب کی جائے۔ جیسا کہ اس جیسے بے وقوفوں سے یہی سلوک ہوا کرتا ہے۔

تعالیٰ انہوں کی اقتضائے انہیں جاننے کے | اور خلاف شریعت خالی و متفقہ مسئلہ

امام کی پیروی نہ کرے خواہ علم وفقہ میں کتنا ہی مشہور ہو۔ بلکہ مسئلہ کسی عالم
 (مستحل) سے دریافت کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بعض سلف کا ارشاد ہے۔
 لَا تَنْظُرْ إِلَى الْعَمَلِ الْفَقِيهِ وَلَكِنْ
 فَتْوَاهُ كَيْفَ عَمِلَ نَوَافِلُهُ اَسْأَلُكَ
 کہ وہ سچی بات بتائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ

چوتھا سوال

مسائلِ نیت

استفتاء شیخ و امام، شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے بڑا زمانہ قیام دیارِ مصر یہ
 مسئلہ صحیحی میں دریافت کیا گیا کہ:-

ایک شخص بلند آواز سے نیت کرتا ہے اور یوں کہتا ہے غلاں غلاں فرض
 پڑھنے کی نیت کرتا ہوں (کبھی) کسی ایک خاص نماز کی تعیین کرتا ہے۔ راوی کبھی
 رکعات کی اس طرح گنتی کرنے لگتا ہے کہ دوسرے آدمی کو نشوونما میں ڈال دیتا
 ہے۔ کوئی سمجھا ئے کہ یہ خدا اور رسول کا حکم نہیں، تو جواب دیتا ہے کہ یہی تو خدا
 اور رسول کا حکم ہے (نیز) امام جہری قرات سے پڑھ رہا ہو، تو پیچھے بلند
 آواز سے پڑھنے لگ جاتا ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا صحابہ و ائمہ اربعہ وغیرہ سے کسی نے
 ایسا کیا ہے؟ جب ائمہ مسلمین و علماء اسلام نے بھی نہیں کیا تو ان کی طرف یہ

حکم منسوب کرنے والا کو نسی تغزیر کا مستوجب ہے۔
نیز وہ یہ کہتا ہے کہ ہر کوئی دین میں جس طرح چاہے کر سکتا ہے اور جو
اس امر کا انکار کرے، وہ جاہل ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الجواب | تمام حمد و ثناء کا سزاوار خدا ہے رب العالمین ہی ہے۔

جہر بلفظ الفیۃ نہ مشروع ہے۔ نہ علماء اسلام سے منقول ہے۔ نہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے نہ ہی خلفاء راشدین، صحابہ کرام، سلف صالحین اور ائمہ
امت نے ایسا کیا ہے۔

جہری نیت کے مدعی سے تو یہ کرنا جس کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ دین الہی ہے یا
واجب ہے اسے شرعی مسئلہ سمجھنا اور ایسے قول سے تو یہ کرنا ضروری ہے۔
بصورت اصرار قابل گردن زدنی ہے۔

محل نیت دل ہے زبان نہیں | بلکہ باتفاق ائمہ اسلام رحمہ اللہ عبادات
مثلاً وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، کفارہ وغیرہ میں نیت واجبہ کا موقع (محل
(صرف) دل ہے۔ کیونکہ

نیت کا لغوی معنی | نیت، قصد و ارادہ (کا نام) ہے اور قصد طہارہ و دنوں

کا محل باتفاق عقلاء و دل ہے زبان نہیں۔
نیت قلبی و کلم لسانی کی دو صورتیں | اگر نیت قلبی کچھ ہو اور زبان سے کچھ
اور ہی کہے، تو اعتبار نیت قلبی کا ہوگا، لفظوں کا نہیں، اگر نیت قلبی موجود ہو اور زبان
سے بالکل خاموش رہے تو ائمہ اربعہ اور تمام اگلے پیچھے ائمہ اسلام کے نزدیک اس
کی نیت صحیح ہے اور اس میں کسی صاحب مذہب و فتویٰ کا اختلاف نہیں۔ البتہ
بعض متاخرین کا زعم باطل | بعض متاخرین اتباع ائمہ کا زعم ہے کہ لفظ

بالنیت واجب ہے مگر جہر بالنیت کو اس نے بھی واجب نہیں کیا۔ اور اس کے باوجود یہ قول صریح غلط اور اجماع مسلمین کے بالکل مخالف ہے جس کو سنت پیغمبر طریق خلفاء اور نماز صحابہ کی کیفیت کا علم ہوا سے یہ جانے بغیر چارہ نہیں کہ یہ سب لوگ زبان سے نیت نہیں کرتے تھے۔ اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا

ارشاد فرمایا ہے، اور نہ ہی صحابہ کو اس کی تعلیم دی ہے۔ بلکہ

استشہاد بالحدیث | صحیحین وغیرہ میں ثابت ہے کہ مسی صلوٰۃ اعرابی کو حضور نے فرمایا۔

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاذْكُرْ مَا تَكْبِيرُ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ | نماز کے لیے جب کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر جہر قند آسانی سے قرآن پڑھ سکتا ہو۔ پڑھ لیا کر۔

استشاد دیگر | سنن میں روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا | وضو نماز کی کنجی ہے تکبیر اس کی تحریم اور سلام اس کی تکمیل ہے۔

حدیث دیگر | صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ:-

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقُرْآنَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ | آنحضرت نماز کو تکبیر سے، اور قرأت کو الحمد لله رب العالمین سے شروع کرتے تھے اور کسی مسلمان نے آنحضرت اور صحابہ سے تکبیر سے پہلے لفظ بالنیت جہر سے شروع کرتے تھے اور کسی مسلمان نے آنحضرت اور صحابہ سے پہلے لفظ بالنیت جہر سے

سری نقل نہیں کیا اور نہ آنحضرتؐ نے اس کا ارشاد فرمایا ہے حالانکہ معلوم ہے کہ یہ تلفظ بالنیۃ ثابت ہوتا تو اس کی نقل کے دعائی و ضروریات و افرقے۔

اہل توازن سے کتمان نقل ممتنع ہے | اہل توازن سے اس کا کتمان نقل بھی عاذاً و بشرطاً دونوں طرح محال ہے جب کسی نے یہ نقل نہیں کیا تو قطعاً معلوم ہو گیا کہ تلفظ بالنیۃ کچھ چیز نہیں۔ اس لیے۔

تلفظ بالنیۃ میں دو مذہب | تلفظ بالنیۃ میں فقہاء و متاخرین کا تنازع ہے کہ کیا نیت قلبی کے ساتھ اس کا تلفظ بھی مستحب ہے؟

پہلا مذہب | مقلدین ابوحنیفہؒ و شافعیؒ و احمدؒ کے ایک گروہ نے اسے مستحب سمجھا ہے۔ کہتے ہیں کہ تحقیق نیت کے لیے زیادہ تحقیق و وثوق کا باعث ہے۔ دوسرا مذہب | اور مالکیہ و حنابلہ وغیرہ کی ایک جماعت نے غیر مستحب بلکہ بدعت مکر وہ خیال کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ۔

تلفظ بالنیۃ کے بدعت ہونے پر استدلال | اگر یہ تلفظ مستحب ہوتا

آنحضرتؐ خود کرتے اور کرنے کا حکم دیتے۔ کیونکہ آں حضرتؐ نے تقرب الہی کی تمام چیزیں خصوصاً نماز جس کا طریقہ آپؐ سے ہی اخذ ہو سکتا ہے۔ پوری طرح بیان فرمادی ہے اور صحیح بخاری میں آپؐ سے ثابت ہے فرمایا۔

صَلُّوا لِمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اِمْلِكُوْا نَدَامَی طَرَحَ طَرَحُوْا حَبِیْیَ عَجِبَ طَرَحْتُمْ لِمَا رَأَيْتُمُوْا دیکھتے ہو

توضیحة الصلوٰۃ میں یہ اور ایسے دیگر اضافے ان تمام زیادات کے کے قائم مقام ہیں جو عبادات میں نو پیدا ہو گئے ہیں جیسا کہ

عیدین میں اذان و اقامت کی بدعت | لوگوں نے عیدین میں اذان و

اقامت، اور سی کے بعد مَرَّوہ پر دو رکعت پڑھنے کا اضافہ کر لیا ہے و امثالہا۔ تلفظ بالنیۃ عقلاً فاسد ہے | نیز ان کا یہ بھی قول ہے کہ تلفظ بالنیۃ عقلاً

بھی فاسد ہے۔ کیونکہ قائل کا یوں کہنا کہ

أَلْبُؤَىٰ أَنْ أَفْعَلَ كَذَا أَوْ كَذَا

میں فلاں فلاں کام کی نیت کرتا ہوں۔

ایسا ہے جیسے کہ

أَلْبُؤَىٰ أَنْ أَكُلَ هَذَا الطَّعَامَ لَا شَبَّهَ

میں سیر ہونے کے لیے طعام کھانے کی نیت

دَرَانِي أَلْبَسْتُ هَذَا الثَّوْبَ لَا شَبَّهَ

کرتا ہوں یا ستر کے لیے یہ کپڑا پہننے کی

نیت کرتا ہوں۔

اور ایسی نیتیں جو دل میں رہیں ہی موجود ہوتی ہیں اور زبان سے ان کی

قرأت کرنا بالکل قبیح امر سمجھا جاتا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اے پیغمبر! کہہ دے کیا خدا کو اپنا دین سکھانا

قُلْ أَعْلِمُوا أَنَّ اللَّهَ يَدِينُكُمْ وَ

چاہتے ہو۔ اسے تو کائنات رکھے ذرہ ذرہ

اللَّهُ يَخْلُقُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا

فِي الْأَرْضِ ۚ (۲۹-۱۶)

کا علم ہے۔

سلف کے ایک گروہ نے ارشاد الہی

إِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ لِيُوجِبَ اللَّهُ (۶۷-۹)

ہم تمہیں محض خوشنودی خدا کے لیے کھاتے ہیں

کے متعلق کہا ہے کہ لوگوں نے زبان سے نہیں کہا بلکہ خدا نے یہ ان کے

دلوں سے معلوم کیا ہے۔

تلفظ شرعی میں متاخرین کا اختلاف غرضیکہ نیت قلبی کا ہونا بلا

اختلاف ضروری ہے اور آہستہ تلفظ بالنیۃ کرنا مکروہ ہے، یا مستحب ؟

اس میں متاخرین کا باہمی نزاع ہے۔ لیکن

جہری نیت اور اس کی تحریر منع وغیر شروع ہے جہر بالنیۃ

بالتفاق مسلمین مکروہ، مہی عنہ اور غیر مشروع ہے یہی حال بار بار نیت کرنے

کا ہے اور ان دونوں جہر بلفظ الغیۃ اور بار بار نیت کرنے میں بالتفاق مسلمین المکرر

مقتدی اور منفرد سب برابر ہیں کسی کو جائز نہیں، بلکہ ایسے افعال سے انہیں منع کرنا چاہیئے، بلکہ جہر بالقراءة منفرد کو بھی غیر مشروع ہے جبکہ دوسروں کے لیے ایذا رسانی کا موجب ہو چنانچہ
تعلیم نبویؐ | ایک دفعہ صحابہ کرام نماز پڑھ رہے تھے، آنحضرت ان کے ہاں
نشریف آئے گئے اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّكُمْ مِنِّي أَجِي رَبَّنَا فَلَدَيْكُمْ
 لَبَّضْكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ
 نماز میں کبھی جہراً ذکر و دعا کا حرج نہیں | اور مقتدی کے لیے تو باتفاق
 مسلمان یہی طریقہ ہے کہ آہستہ پڑھے۔ البتہ کبھی کچھ ذکر جہراً کرے تو حرج نہیں
 جیسا کہ سری نمازوں میں امام کوئی آیت مقتدیوں کو سنائے تو حرج نہیں چنانچہ صحیح
 بخاری میں البقارہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ ظہر و عصر کی نماز میں کبھی کوئی
 آیت مقتدیوں کو سنالیتے تھے نیز صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ افتتاح نماز اور
 قنوت کے وقت بعض مقتدی صحابہ جہراً دعا کرتے تو آنحضرتؐ انکار نہ فرماتے۔
بدعت اور اس کی تحسین پر منرا | جو فعل بدعت اور اس کی تحسین پر اصرار
 کرے اس کے لیے ایسی تحریم مناسب ہے جس سے وہ خود اور اس جیسے دیگر
 لوگ ایسی حرکات سے رک جائیں اور غلطی سے جو شخص آنحضرتؐ کی طرف باطل
 منسوب کرے اسے سمجھایا جائے۔ اگر باز نہ آئے تو سزا دی جائے۔

جاہل مفتی اور اس کی اعانت | اور کسی کو یہ جائز نہیں کہ بلا علم فتویٰ صادر
 کرے یا ایسے شخص کی امداد کرے یا دین میں وہ چیزیں داخل کرے جو دین
 سے نہیں ہیں۔
کلمہ قبیحہ اور اس کی منرا | اور یہ کلمہ کہ دین میں اپنی حسب خواہش کام

کرنا چاہیے، نہایت بُرا ہے اور اس سے توبہ کرنا چاہیئے۔ توبہ کر کے توبہ بہتر۔ ورنہ سزا دنیا ضروری ہے۔ بلکہ ایسے کلمہ پر اعتقاد رکھنا موجب قتل ہے۔ لہذا۔
خلاف شریعت اور وعید الہی کسی کو لائق نہیں کہ دین میں خدا و رسول کے غیر مشروع احکام پر عمل کرے۔ چر جائے کہ اپنی خواہشات و ہوائے نفس کی پیروی کرے ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بَعِيْرًا
 هُدًى مِّنَ اللَّهِ -
 (۵۰-۲۸)
 ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو نفسانی خواہش پر چلتا ہو بدوں اس کے کہ منہاجب اللہ اس کے پاس کوئی دلیل ہو۔
 وَإِنَّ كَثِيْرًا لَّا يَفْضِلُوْنَ بِأَهْوَاءِهِمْ
 بَغْيًا عَلٰمْ ط (۶-۱۲)
 یقیناً بہت لوگ بلا سنا اپنی خواہشات کے ساتھ خلق خدا کو گمراہ کرتے ہیں۔
 نیز فرمایا۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - (۳۰-۲۶)
 ایک جگہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَتَّبِعُواْ اَهْوَاۡءَ قُرۡمٍ قَلۡدًا مِّنۡلَاۡ مِنۡ تَبٰلٍ وَّاَصَلُّوْاْ كَثِيْرًا وَّاصَلُّوْاْ عَنۡ سَوَاۡءِ السَّبِيْلِ ۝ (۵-۴۴)
 ان لوگوں کی خواہشات پر مت چلو جو پیلے ہی گمراہ ہوتے، اور بہت لوگوں کو گمراہ کر کے چھوڑا اور راہِ راست سے دور ہو گئے۔
 اے پیغمبر! کیا آپ نے اے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا کیا آپ اس کی نگرانی کر سکتے ہیں یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں نہیں ہرگز نہیں تو بعض

جو پانیوں کی طرح ہیں دیکھو کہ وہ بھی بات کو سنتے سمجھتے نہیں! بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

أَصْلُ سَبِيلًا -

(۲۵ - ۲۴ - ۲۳)

نیز فرمایا۔

تیرے رب کی قسم! یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تجھے باہمی جھگڑوں میں منصف نہ ٹھہرائیں پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دل میں تنگی بھی محسوس نہ کریں اور پورے طور پر تسلیم کریں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِی مَا شَجَعُوا بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِی أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (۲۵ - ۲۴)

اور آنحضرتؐ سے مروی ہے۔

خدا کی قسم! جب تک ان کی خواہش نفس میری شریعت کے تابع نہ ہو۔ یہ ایماندار نہیں ہو سکتے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ یَكُونَ هُوَ نَبًّیًا مَّجْبُوتًا۔

اور خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کیا آپؐ نے انہیں نہیں دیکھا، جو قرآن اور اس پہلی کتابوں پر ایمان کے مدعی ہو کر تمہا کو اِلٰی الطَّاغُوت چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس سے انکار کر دینے کا حکم دیئے گئے ہیں اور شیطان انہیں انتہائی ضلالت میں لے جانا چاہتا ہے جب انہیں قرآن و رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو آپؐ منافقین کو دیکھیں گے کہ آپؐ سے اعراض کرتے ہوئے مٹھ رہتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَكَّمُوا إِلَيْنَا غَيْرَ مَعْنٍ وَتَرَاهُمْ مُوَدِّعِينَ الشَّيْطَانَ إِنَّهُ يَصْلَحُ لَهُمْ سَلَكًا كَيْدًا وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَإِلَىٰ الرَّسُولِ لَرَأَيْتُ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُورًا

(۴۰ - ۳۹)

نیز فرمایا۔

أَمْرَهُمْ شَرُّ كَأَمْرِ شَرِّ عُولَاهُمْ
مِنَ الدِّينِ مَا سَخَرِيَا ذَنْبَهُ اللَّهُ
(۲۲-۲۱)

اور فرمان خداوندی ہے

الْمَقْصُودُ كِتَابُكَ أَنْزَلَ إِلَيْكَ فَذَلِكَ فِي
مَدَارِكَ حَرَجٍ مِنْهُ يُتَنَذَّرُ بِهِ
وَذِكْرُ لِيْلَمُّوْ مَنِيْنٍ ۝ أَتَبْعُوا مَا
أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا
مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا
تَذَكَّرُونَ ۝ (۲-۲-۱)

اور ارشاد الہی ہے۔

وَلَوْ أَتَبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ
السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ
(۲۲-۲۱)

قرآن میں ایسی اکثر مثالیں موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ انسان
پر حق کی اتباع لازم ہے۔ اور دین کو خواہش کا تابع نہ بنانا
چاہیے۔

کیا ان کے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسا
دین مقرر کر دیا ہے جس کی خدا نے اجازت
نہیں دی۔

یہ کتاب آپ پر اس لیے اتاری گئی ہے کہ لوگوں
کو اس کے ساتھ ڈرائیں لہذا آپ کو اس کی تبلیغ
سے دل لگی نہیں چاہیے اور مومنین کے لیے نصیحت
ہے۔ لوگو! تم کو اپنے رب کی منزل کتاب کی
پیروی کرنی چاہیے اور خدا کے سوا دوسرے رفیقوں
کی مست پیروی کرو۔ کم ہی نصیحت پکڑتے ہو۔

اگر حق بھی ان کی خواہشات کا تابع ہو جاتا
تو تمام کائنات تباہ و برباد ہو جاتی۔

پانچواں رسالہ ہجر جمیل، صفحہ جمیل، صبر جمیل

شیخ الاسلام، مفتی انام تقی الدین ابن تیمیہ سے ہجر جمیل
صفحہ جمیل، صبر جمیل اور انعام تقویٰ و صبر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے
یوں جواب دیا۔

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَمَّا بَعْدُ۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو ہجر جمیل
صفحہ جمیل اور صبر جمیل کا ارشاد فرمایا۔

ہجر جمیل | ہجر جمیل یہ ہے کہ کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر اس سے الگ ہو جانا
پیشانی پر قہر و عتاب کے آثار لائے بغیر کسی کو معاف کر دینا

صفحہ جمیل | صفحہ جمیل ہے۔ اور

صبر جمیل | زبان پر کسی مملوت کے سامنے شکایت کیے بغیر صبر کرنا صبر
جمیل کہلاتا ہے۔

تشکوۃ الی اللہ صبر جمیل کے منافی نہیں

تشکوۃ الی اللہ اور صبر جمیل میں کوئی منافاة نہیں ہے۔

وکیئے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَخُزْنِي إِلَى اللَّهِ

(۱۲-۸۶)

نیز دوسری جگہ ارشاد فرمایا

نَصَبٌ جَبِيلٍ كَلَّمَ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ

عَلَى مَا نَصِفُونَ -

(۱۲-۱۸)

تو اپنی بے قراری و غم کا شکوہ محض اللہ سے کرتا ہوں۔

لہذا میں ایسا صبر کروں گا جس میں کوئی شکایت نہ ہوگی اور تمہاری بناوٹی باتوں پر خدا سے ہی امداد کی درخواست ہے۔

ایسے ہی مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپؐ یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُسْتَكِي
وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَرَبُّكَ
الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ
الْمُسْتَعَانُ -

خدا یا تمام حمد و ثنا تیرے لیے ہے تو ہی ہمارا
شکایتوں کا مرجع ہے تو ہی ہمارا سہارا ہے
اور تو ہی ہمارا فریاد رس۔ تجھی پر بھروسہ ہے
نیکی کرنے کی توفیق اور گناہ سے بچنے کی قوت

محض تیری امداد سے ہے۔

علیٰ ہذا القیاس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف میں کفار کے ہاتھوں

تکلیف پہنچی تو آپؐ نے دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُو ضِعْفًا تَوَنَّى وَفَلْتَنَ

جَبِيلِي وَخُزْنِي عَلَى النَّاسِ أَنْتَ رَبُّ

الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ رَبِّي اللَّهُمَّ

إِلَى مَنْ تَكَلَّمْتُ؟ أَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ تَجْعَلُنِي

أَمْرًا إِلَى عَمَلٍ مَلَكَتْهُ أَمْرِئِي إِنَّ لَمْ

يَكُنْ بِكَ فَصَبَّ عَلَى أَرْبَابِي غَيْرُ

أَنْ عَافَيْتَكَ هِيَ أَرْسَلِي إِلَى أَعْوَدُ

الہی! میں تجھی سے اپنی بیکسی و بیماریاں گہمیری
کا شکوہ کرتا ہوں۔ تو ہی میرا اور کمزوروں کا
رب ہے۔ اے مولا! تو مجھے کس کے سپرد کرنا
چاہتا ہے کیا ایسے بعید آدمی کی طرف جو ترشروٹی
سے پیش آئے یا ایسے دشمن کی طرف جسے تو نے
میرے معاملات کا مالک بنا دیا ہو اگر تو مجھ پر
خشم الودہ نہیں تو مجھ کسی کی پرواہ نہیں۔ البتہ

يَتَوَرَّجُ رَجُلُكَ الَّذِي أَشْرَكَتِ
الْمَلَائِكَةُ لَهُ وَصَلَّمَ عَلَيْهِ
أَمْرُ الدُّنْيَا، أَنْ يَنْتَزِلَ رَجُلِي
سَبْحَتَكَ أَوْ يَجْعَلَ عَنِّي عَقَبَتَكَ
لَكَ الْغَنَى حَتَّى تَرُحَلْنِي -

تجھ سے مافیت مطلوب ہے جو میرے تمام چیزوں
سے وسیع تر ہے۔ میں تیرے غصہ و غضب کے
نزول سے تیرے چہرہ اقدس کے نور کی پناہ
لیتا ہوں، جس کے سامنے تمام تاریکیاں روشنی
سے بدل جاتی ہیں اور جس کے باعث دنیا و
آخرت کے معاملات درست ہو جاتے ہیں۔

قواتا ہی بے نیاز ہے غفنی تیری رضا ہے

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نماز فجر میں اِنْسَاءً شَكُوْبَتِي وَحُزْنِي اِلَى
اللّٰهِ پڑھا کرتے اور اس قدر روتے کہ آپ کی آواز آخری صفوں تک پہنچتی۔

شکوی الی المخلوق اور صبر جمیل میں منافاة | مگر شکوی الی المخلوق شکوہ الی اللہ
کے برعکس صبر جمیل کے بالکل منافی

ہے۔ امام احمد سے ان کی مرض الموت میں کہا گیا، کہ عبدالرحمن اور طاؤس بن کيسان
(مشہور تابعی) نے رونے کو مکروہ سمجھا اور فرمایا کہ یہ بھی شکوہ ہے تو مرنے و تم تک
آپ کی زبان سے آہ کا لفظ بھی نہ سنا گیا۔

وجہ منافات | یہ اس لیے شکوہ ہے کہ مرعین زبان حال سے معذرات کے
دفعیہ اور مفید چیزوں کے حصول کا طالب ہوتا ہے، اور

انسان مامور ہے کہ تمام مخلوق سے دستبردار ہو کر محض اپنے پروردگار ہی سے سوال
کرے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

قَابَاةً فَارَغْتُ قَابَاةً
وَارْحَلِي رَبِّكَ قَارُغْبَہ

جب تم دوسرے مشاغل سے فارغ ہو جاؤ تو
عبادت کی ریاضت کرو اور اپنے پروردگار
کی طرف پورے پورے متوجہ ہو جاؤ

لَتَبْلُوَنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ أَلْفُسُكُم
وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
مِنْ تَبْدِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ
أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَلَئِنْ
تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ
مِنْ يَهْدِ الْمَوْلَى ۝ (۸۶-۸۷)

یوسف علیہ السلام نے تقویٰ و صبر کے متعلق فرمایا:

أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا إِخْوَتِي قَدْ مَنَّ
اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَشَقِّقْ وَيَصْبِرْ
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الضَّالِّينَ ۝ (۹۰-۹۱)

میں یوسف ہوں یمنیامین، میرا بھائی ہے
ہم پر خدا نے بڑا ہی احسان کیا ہے۔ یقیناً جو
شخص تقویٰ و صبر اختیار کرے تو خدا ایسے
نیکو کار لوگوں کا اجر عطا نہیں کرتا۔

وصیت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

اسی لیے شیخ عبدالقادر اور ان جیسے دیگر
صاحب استقامت مشائخ نے اپنے
ارشادات میں مندرجہ ذیل دو اصل کی اکثر وصیت فرمائی ہے۔
(۱) فعل نامور کی سب آوری میں جلدی کرنا، منظورات کو ترک کرنا (۲)
امر مفرد پر صبر و رضا اختیار کرنا

بدترین قولی و اعتقادی لغزشیں چار اقسام

قسم اول :- اس مقام میں عوام نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔ بلکہ اہل سلوک بھی یہاں
لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ بعض نے قضا و قدر کا اقرار کیا۔ حقیقت کو نبی
کی شہادت دی۔ مگر حقیقت دینیہ کا انکار کر دیا۔ سب بے بس و ہ

توحید ربوبیت کے اقرار یعنی خدا تعالیٰ کو تمام کائنات کا خالق و مالک و رب تسلیم کرنے کے باوجود اس کے محبوب و پسندیدہ اور مبغوض و ناپسندیدہ کاموں میں فرق نہیں کرتے مشہد جمع کو جس میں تمام مخلوق نیک و بد، مومن و کافر، متقی و فاجر، سچا و کذاب اور جھوٹا اور جعلی نبی، جلتی و جہنمی، اولیاء اللہ اور دشمنانِ خدا، ملائکہ و مقربین و برگزیدہ شیاطین سب کے سب مشترک ہوتے ہیں، نیز حقیقت کو یہ یعنی صرف خدا کو اپنا رب اور خالق و مالک سمجھنے کو بھی تسلیم کرتے ہیں، مگر جس توحید الوہیت میں خدائے عز و جل نے فرق کیا ہے مثلاً اولیاء اللہ و اعداء اللہ، مومنین و کفار، نیکو کار و بدکار، اہل جنت و اہل النار کا باہمی فرق اس میں فرق نہیں کرتے یہی توحید الوہیت ہے جس کے مفہوم میں صرف خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کرنا اس کی اطاعت کرنا، اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنا۔ اس کی محبت و رضا

علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعابیف میں توحید الوہیت و توحید ربوبیت میں جا بجا فرق واضح کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ توحید و تقسم ہے، ایک یہ کہ تمام کائنات کا خالق و رزاق ایک ہے جو قادر مطلق ہے۔ اسے توحید ربوبیت کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود سمجھا جائے اسی کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے اسی سے تقاضے حاجات کی درخواست کی جائے اور اسی پر توکل اور اعتماد اور بھروسہ رکھا جائے۔ اور دل میں اس کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہو۔ اس کا نام توحید الوہیت ہے، پہلی توحید کا تمام کو اعتراف ہے، بلکہ کفار و مشرکین کو بھی اس سے انکار نہیں اس لیے وہ تکمیل ایمان کے لیے کافی نہیں۔ جب تک کہ دوسرے قسم کی توحید کو شامل نہ کیا جائے جو کفر و اسلام میں فارق و فاصل ہے اور جس کے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسی توحید کی تمام انبیاء علیہم السلام نے دعوت و تعلیم دی اور اسی کی طرف قرآن حکیم میں جا بجا دعوت دی گئی ہے۔ ”مترجم“

کے کام کرنا جن احکام کی تعمیل کا ارشاد فرمایا ہو۔ اسے بلا چون و چرا بجالانا خواہ وہ امر ایجاب ہو یا امر استحباب اور جن سے اس نے منع فرمایا ہو اسے ترک کر دینا۔ خدا کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن سمجھنا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا، کفار و منافقین سے زبان، دل اور ہاتھ سے جہاد کرنا وغیرہ سب چیزیں شامل ہیں، لہذا اگر کوئی شخص اس حقیقت و فیہ کا اقرار کرے جو ہر دوزخ گروہ میں نازق ہے تو اہل اسلام، ورنہ مشرکین کی جنس سے ہے۔ اور یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر شریر ہے۔ کیونکہ حقیقت کو نبیہ کا تو مشرکین عرب کو بھی اقرار تھا وہ یہ نہیں کہتے تھے، کہ خدا تعالیٰ تمام کائنات کا رب نہیں بلکہ انہیں اس کا پورا پورا اقرار تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان کا یہ عقیدہ بالوضاحت بیان فرمایا ہے۔

اگر ان سے دریافت کرو کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کیے؟ تو یہی کہیں گے کہ خدا نے۔

وَلَيْسَ سَأَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُمَّ (۲۸-۲۹)

نیز دوسری جگہ ارشاد ہے

یا رسول اللہ اگر ان سے دریافت کرو کہ اگر تم میں کچھ علم کا مادہ ہے تو بتلاؤ کہ زمین اور اس کی تمام چیزیں کس کی ہیں؟ کہیں گے خدا کی۔ تو کہہ دو۔ پھر تمہیں کیوں نصیحت کا درگزر نہیں ہوتا پوچھو اساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ کہہ دیں گے اللہ کہہ دو پھر تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے۔ پوچھو تمام کائنات کی حکومت و ملکیت کس کے قبضہ قدرت میں ہے؟ وہ کوئی

قُلْ لِّمَنَ الْاَرْضُ وَمَن فِيْهَا
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ هٗ سَيَقُوْلُوْنَ
لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ هٗ قُلْ
مِّنْ عِندِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ هٗ سَيَقُوْلُوْنَ
لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ هٗ قُلْ
مِّنْ بَيْنِہٖ مَلٰٓئِكَةٌ كُلُّ شَيْءٍ
بِعِندِہٖ جُبِيْرٌ وَّ اَدْنٰی جَارٌ

عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
 سَيَقُولُونَ لَوْلَا اِيَّاكَ
 فَاتَىٰ تَسْحَرُونَ
 (۲۳-۸۵ تا ۸۹)

جو دوسروں کو پناہ دیتا ہے۔ لیکن اس کے
 مقابلے میں کوئی کس پناہ نہیں دے سکتا کہہیں گے
 اللہ تو کہہ دو! پھر تم پر کون سا جادو چل جاتا ہے
 کہ راہ راست سے منحرف ہو جاتے ہو

اسی لیے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ
 اِلَّا وَهُوَ مُشْرِكُكُمْ كُنْتُمْ
 خدا پر ایمان لانے کے باوجود اکثر لوگ مشرک
 ہوتے ہیں۔ (۱۲-۱۰۶)

سلف صالحین میں سے بعض نے اس کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ اے پیغمبر! آپ کے دریافت کرنے پر خدا کو زمین و آسمان کا خالق تسلیم کرنے کے باوجود اس کے ساتھ غیر اللہ کی بھی عبادت کرتے ہیں جو سراسر منافی ایمان ہے) بعض قضا و قدر کا اقرار مگر اوامر و نہی شرعیہ کا انکار کرتے ہیں

قسم دوم یہ لوگ یہود و نصاریٰ سے بھی بڑھ کر کافر ہیں۔ کیونکہ انہیں ہلاکہ اور رسولوں کا اقرار تھا جو دنیا میں خدا تعالیٰ کے اوامر و نہی لے کر آئے فرق صرف اتنا تھا کہ بعض پر ایمان لاتے اور بعض سے انکار کر دیتے اس کے باوجود خدا نے انہیں کافر ٹھہرایا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الْاٰدِيْنَ يُكْفَرُ عَنْهُ بِاللّٰهِ وَ
 رُسُوْلِهِ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفْرَقُوْا
 بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُوْلِهِ وَ يَقُوْلُوْنَ
 لَوْ مِنْ بَعْضِ مَا يُنْفَخُ مِنْ بَعْضِ
 وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ
 ذٰلِكَ سَبِيْلًا وَّ اَمْرًا لِّلْكَ
 بے شک وہ لوگ خدا اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان جدائی پیدا کریں اور کہتے ہیں کہ بعض کو تو مانتے ہیں مگر بعض دوسروں کو نہیں مانتے اور وہ چاہتے ہیں کہ ایک درمیان راستہ اختیار کریں یہ لوگ

هُمْ أَكْفَرُ مِنْ حَقَّاقٍ (۵۰-۵۱) درحقیقت کئے کا فر ہیں۔

قسم سوم | بعض لوگ حقیقت کو نپہ اور توحید ربوبیت جس میں تمام مخلوق شامل ہے کی شہادت دیتے ہیں۔ تمام انسانوں کو قضا و قدر کے ماتحت ہونے کا اقرار کرتے ہوئے اس حقیقت کو اپنا مسلک قرار دیتے ہیں اس لیے خدا و رسول کے فرمودہ احکام کے اطاعت گزار و مومن و متقیوں اور خدا کے نافرمان کا فرد بدکار لوگوں کو یکساں خیال کرتے ہیں۔ یہ لوگ یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر کا فر ہیں۔

ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اتباع ظن و ہوا کی بنا پر بعض امور میں فرق کرتے ہیں اور بعض میں نہیں مثلاً مومن و کافر میں فرق کرتے ہیں مگر نیک و بد میں نہیں۔ یا بعض اہل بدعت و بعض فجار میں فرق کرتے ہیں۔ دوسروں میں نہیں اس بنا پر جس قدر وہ اہل بدعت و فجار میں تسویہ (برابری) کریں گے۔ اسی قدر ان کا ایمان ناقص ہوگا۔ ان میں ایمان بدین اللہ الفارق صرف انہی قدر باقی ہوگا جس قدر وہ خدا کے دوستوں اور دشمنوں میں فرق روا رکھیں گے۔

قسم چارم | اور بعض لوگ امر و نہی دینیہ کا اقرار اور قضا و قدر کا انکار کر کے امت محمدیہ کے مجوسیوں یعنی معتزلہ و نیرہ کی طرح تقلید ہو گئے۔ لہذا وہ مجوس ٹھہرے اور یہ مشرکین جو مجوسیوں سے بھی بدترین ہیں اور شخص ان دونوں کا اقرار کرے۔ مگر خدا تعالیٰ کو ملنا قضا و قدر ٹھہرائے۔ وہ ابلیس کا چیلہ ہے جس نے خدا تعالیٰ کو سبھا نہ تعالیٰ پر اعتراض کیا اور جھگڑے کی ٹھانی۔ چنانچہ اس کا واقعہ جاہل منقول ہے۔ یہ تقسیم قولی و اعتقادی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس احوال و افعال میں بھی لوگ چار قسم ہیں۔

عوام و صوفیاء کے احوال و افعال کی چار قسمیں

قسم اول | سب سے بہتر اور درست حالت اس مومن کی ہے جو خدا

کے مامورات کو سبجالاتا ہے۔ مخطورات کو ترک کرتا ہے، اور
مقدر کے کوئی مصیبت پیش آجائے تو صبر کرتا ہے۔ لہذا اس وقت وہ امر الہی
اور دین شریعت کا پابند ہوتا ہے اور اس پر خدا سے امداد کا خواستگار ہوتا
ہے جیسا کہ کلام پاک میں ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (۴۰)

ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے
اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ و استغفار کرتا ہے۔ اپنی بد اعمالیوں پر
تقدیر کو حجت نہیں ٹھہراتا۔ اور نہ ہی رب کائنات پر مخلوق کا رحق و حجت
سمجھتا ہے۔ بلکہ تقدیر پر ایمان لاتا ہے اور احتجاج بالقدر کا انکار کر دیتا ہے
جیسا کہ سید الاستغفار والی صحیح حدیث میں آیا ہے، کہ انسان یوں کہے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى
عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ
أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ
أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ
بِذُنُوبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبَهُ
لَا يُغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا
أَنْتَ۔

خدایا! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں
تو میرا خالق اور میں تیرا بندہ ہوں، اپنے
مقدور بھر میں تیرے عہد و پیمان اور وعدے
پر قائم ہوں، اپنی بد اعمالیوں کے شر سے تیری
ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں اپنے اوپر تیری نعمتوں
کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی مجھے
اعتراف ہے، خدایا مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے
سوا اور کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔

یہی وہ ہے کہ جب وہ کوئی نیکی کر لیتا ہے تو خدا پر احسان نہیں دھرتا۔ بلکہ

اسے محض خدا تعالیٰ کا فضل و انعام تصور کرتا ہے اور اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ صرف خدا نے ہی اسے اس کی راہنمائی فرمائی اور اسی نے اسے سہل فرمایا اگر وہ برائی و گناہ کر پاتا ہے تو اس کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کرتا ہے۔ جبکہ کسی بزرگ کا قول ہے۔

اَلطَّمْتُكَ بِفَضْلِكَ، وَالْمِنَّةُ لَكَ
وَعَفْوَتُكَ بِعِلْمِكَ وَالْحُجَّةُ
لَكَ فَاَسْتَدَكْ بِوُجُودِ
حُجَّتِكَ عَلَيَّ وَانْقِطَاعِ
حُجَّتِي اِلَّا مَا غَفَرْتَ
لِي۔

خدا یا! میں تیرے فضل سے تیری اطاعت کیا
لایا ہوں مگر یہ محض تیرا ہی احسان ہے اور تیرے
علم سے تیری نافرمانی کر بیٹھا ہوں لیکن حجت
تیرے ہی لیے ہے لہذا میں اپنے پر تیری حجت
کے وجوب اور اپنی حجت کے انقطاع کا واسطہ
دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اِلَّا اَمَّا اَنْتَ
خود بخش دیں۔

حدیث صحیح قدسی میں ہے

يَا عِبَادِي اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ
اُحْصِيَهَا لَكُمْ، ثُمَّ اَوْفِيكُمْ
اِبْنَانًا، فَمَنْ رَجَعَ خَيْرًا فَلْيَحْمِدِ
اللَّهَ وَمَنْ رَجَعَ غَيْرَ ذَلِكَ
فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ۔

میرے بندو! یہ ہیں تمہارے اعمال جو میں نے
تمہارے لیے جمع کر رکھے ہیں اور وقت آنے پر
سب کے سب تمہیں ادا کر دوں گا۔ لہذا جس سے
نیکی ہو جائے وہ خدا کا حمد و شکر کرے
اور جس سے گناہ سرزد ہو جائے وہ اپنے ہی نفس
کو لامت کرے۔

(صحیح مسلم)

یہ مسئلہ کسی دوسری جگہ نہایت تحقیق و بسط کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

قسم دوم و سوم | بعض لوگ فقط امر کا اقرار کرتے ہیں اس لیے حسب
توفیق اطاعت کی کوشش کرتے ہیں، مگر وہ مشاہدہ و قد

سے عاری ہوتے ہیں۔ اس لیے نہ خدا سے امداد کے خواہاں ہوتے ہیں اور نہ ہی صبر و توکل اختیار کرتے ہیں۔

بعض لوگ فقط تقدیر کا اقرار کرتے ہیں، اس لیے وہ اللہ عزوجل سے امداد کے خواستگار ہوتے ہیں، صبر کرتے ہیں اور اسی پر تکیہ و اعتماد بھی رکھتے ہیں، جس سے دوسرا گروہ خالی ہوتا ہے، مگر خدا و رسول کے فرمودہ اوامر و اشارات اور اتباع شریعت کا التزام نہیں کرتے۔ اور کتاب و سنت کے لائے ہوئے دین کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں، اس لیے وہ خدا تعالیٰ سے اعانت کے خواہاں تو ہوتے ہیں مگر اس کی عبادت نہیں کرتے، اور دوسرا گروہ خدا کی عبادت کرتا ہے لیکن اس سے امداد کا طالب نہیں ہوتا۔ مگر ان دونوں کے برعکس مومن کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کی عبادت بھی کرتا ہے اور اس سے امداد بھی طلب کرتا ہے۔

قسم چہارم | چوتھی قسم جو سب سے بدترین قسم ہے یہ کہ انسان نہ اس کی عبادت کرے، اور نہ اس سے امداد طلب کرے۔ لہذا نہ وہ شریعت امری کا پابند ہوتا ہے، اور نہ ہی قدر کوئی کے ساتھ ہوتا ہے یہ تقسیم ان چیزوں کے لحاظ سے تھی، جن کی ضرورت و وقوع تقدیر سے پہلے ہوتی ہے، مثلاً توکل و استعانت وغیرہ جو تقدیر واقع ہونے سے پہلے کی جاتی ہیں۔

تقسیم بلحاظ تقویٰ و صبر وغیرہ

یہی ان چیزوں کی تقسیم جو وقوع تقدیر کے بعد اختیار کی جاتی ہیں مثلاً صبر و رضا بالقدیر وغیرہ، تو اس لحاظ سے لوگ تقویٰ و پرہیزگاری میں، جسے

امردینی کی پیروی، اور انسان کی مقدر شدہ قدر کو فی پر مہر کرنے سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

قسم اول اہل تقویٰ و اہل صبر | پہلی قسم وہ لوگ جو کچے متقی و صابر ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا و آخرت میں سعادت مند

اور سرخ رو ہوں گے اور جن پر خدا اتنا طے کئے بے شمار فضل و انعام ہیں۔

قسم دوم متقی بے صبر | دوسری قسم وہ لوگ جن میں کچھ نہ کچھ تقویٰ تو موجود ہوتا ہے۔ مگر ان میں راہی برابر بھی صبر نہیں ہوتا۔ اس

کی مثال یوں سمجھئے، کہ کوئی شخص فرض و واجبات مثلاً نماز وغیرہ سجا لاتا ہے۔ نمرات سے بھی کنارہ کشی کرتا ہے، مگر جب اسے کوئی مرض جسمانی وغیرہ لاحق ہو جاتا ہے، یا مال و متاع اور عزت برباد ہونے لگتی ہے، یا کسی خوفناک دشمن کے پنجے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تو نہایت قلق و اضطراب کے ساتھ گھبرا اٹھتا ہے، جزع فزع کرنے لگتا ہے اور اس کا حرص و طمع سب کا سب آشکارا ہو جاتا ہے۔ اور ظلمی کھل جاتی ہے۔

قسم سوم صابر غیر متقی | تیسری قسم وہ لوگ جن میں صبر کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ مگر تقویٰ سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ

یاسق و بدکار اور چور و ڈاکو، جو چوری و ڈاکہ، دہزنی اور اخذ حرام کی پاداش میں قسم قسم کے مصائب و آلام برداشت کر گزرتے ہیں اور طرح طرح کی تکالیف پر بالکل صابر رہتے ہیں۔

یادہ میز نشی و دفتری لوگ جو غبن و خیانت وغیرہ میں پکڑے جانے پر صبر کرتے ہیں۔

اسی طرح غیروں پر سرداری اور غلبہ و تغویٰ کے خواہشمند، جب کسی مصیبت

میں پھنس جاتے ہیں۔ تو اتنا صبر کرتے ہیں جو اکثر و عوام آیرے غیرے کا کام نہیں علیٰ ہذا القیاس عاشق و محب اور صورِ محرمہ کے پرستار، جو اپنی حرام و ناجائز خواہشات کے عوض طرح کی تکلیفوں پر پورے پورے صابر اترتے ہیں۔ مذکورہ بالا لوگ، یا تو مخلوقات پر سرداری و تفوق کے طالب یا غلبہ و استیلا و فساد فی الارض کے خواہشمند، اور بنی و عدوان اور ظلم سے مالِ جمع کرنے کے دلدادہ ہوتے ہیں، یا صورِ محرمہ کی طرف دیکھ کر، یا جماع کر کے لذت اندوز ہونا چاہتے ہیں طرح طرح کے مصائب برداشت کرتے ہیں، مگر ان میں تقویٰ کا نشان بھی نہیں اس لیے وہ مامورات کے تارک، اور معظورات کے ترکیب ہوتے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس آدمی کبھی مرض و سنگدستی کا شکار ہو جاتا ہے تو صبر کرتا ہے حالانکہ جب توانا و تندرست اور غنی ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھی تقویٰ سے بالکل کورا ہوتا ہے

قسم چہارم: غیر متقی و بے صبر | چوتھی قسم، جو تمام اقسام سے بدترین قسم ہے، یہ ہے کہ جب انہیں قدرت و

طاقت حاصل ہو جائے تو تقویٰ سے گریز کرتے ہیں، اگر مصائب میں مبتلا ہو جائیں تو صبر سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں بلکہ ان پر مندرجہ ذیل فرمان الہی بالکل صادق آتا ہے کہ

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا
بلاشبہ انسان جریں و بے صبر پیدا ہوا ہے جب کوئی تکلیف آئے تو گھبرا اٹھتا ہے اور اگر کچھ نفع و فائدہ میسر ہو، تو بھل کرنا ہے۔ (۲۱ تا ۱۹)

غلبہ و استیلا کی صورت میں لوگوں پر بڑھ چڑھ کر جبر و تشدد کرتے اور حد

سے زیادہ ظلم ڈھاتے ہیں۔ مگر جب خود قابو آجائیں۔ تو تمام کمزوروں سے بھی زیادہ عاجز و حقیر معلوم ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ بے قرار و مضطرب دکھائی دیتے ہیں۔ ایک دفعہ آزما دیکھیے، کہ جب آپ کو غلبہ و فوقیت حاصل ہو جائے تو بکس ولاچار ہو کر آپ کے سامنے پیش ہوں گے۔ کبھی منافقانہ چال چلیں گے، تو مجبوراً کسی وقت آپ کو کچھ دے بھی دیا کریں گے۔ کبھی آپ سے ظاہر محبت کریں گے اور کبھی آپ سے رحم کی درخواست کریں گے۔ غرضیکہ طرح طرح کے جھوٹ و بہانے تراش کر منت و سماجست و تعظیم و تکریم کر کے آپ سے پیچھا چھڑانے اور نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ مگر خدا خواستہ جب انہیں غلبہ و استیلا حاصل ہو جائے، تو آپ دیکھیں گے کہ یہ کس قدر ظالم و سنگدل اور بے رحم و بے مروت ہیں۔ جو زبان پر عفو و درگزر کا نام لانا بھی ناگوار سمجھتے ہیں۔

چنانچہ اہل اسلام نے ہر اس شخص میں جو حقائق ایمانیہ سے زیادہ بعید ہو تجربہ و مشاہدہ کر لیا ہے۔ مثلاً قوم تاتار، جن سے اہل اسلام کی بارہا لڑائیاں ہو چکی ہیں، یا کوئی دیگر جو اکثر امور میں ان سے مشابہت رکھتا ہو، خواہ وہ اپنے آپ کو لشکر اسلامی کی وردی میں ظاہر کرے یا علماء اسلام و زہاد اسلام کے بھیس میں، اور خواہ وہ خود کو مسلمان تاجر کہلائے یا مسلم کارگر۔

لہذا اعتبار حقائق کا ہوتا ہے (ظاہر کا نہیں) چنانچہ حدیث شریف میں ہے
 اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَى صُوَرِكُمْ وَاَلَا
 اِلَى اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّ مَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَاَعْمَالُكُمْ
 خدا تعالیٰ تمہارے حسن و جمال و مال و دولت کو نہیں دیکھتا وہ حسن اعمال اور تقویٰ القلوب کو دیکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جس کا دل اور عمل تاتار ہوں گے، ان کی عین کا ہونا وہ

اس حیثیت سے ان کا مشابہ ہوگا۔ اور اس میں صرف اسی قدر اسلام ہوگا۔ جتنا
تائاریوں میں پایا جاتا ہے۔ یا با نفاظ دیگر ان سے اسلام اتنا ہی ظاہر ہوگا۔
جتنا تائاریوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ تائاریوں کے مقابل آپ کو غیر تائاریوں
میں جو جہاد بھی کرتے ہیں، اور کسی نہ کسی موقعہ اپنے اسلام کا اظہار بھی کیے دیتے
ہیں، بہت بڑے مرند جاننا عادات کے زیادہ قریب، اور اخلاق اسلامیہ
سے زیادہ بعید لوگ بھی مل جائیں گے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں یوں ارشاد فرماتے
خَيْرُكُمْ كَلَامُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْفَعْلَى سب سے بہتر کلام، کام اللہ ہے، سب سے بہتر
ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے، سب سے بڑی
ذِكْرُ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٍ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے

جب واضح ہو گیا کہ کلام اللہ تمام کلاموں سے بہتر، اور ہدایت محمد صلی
تمام ہدایات سے بہتر ہے تو جو اس کے زیادہ قریب و زیادہ مشابہ ہوگا۔ اتنا ہی
کمال کے زیادہ قریب اور اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اور جتنا اس سے دور اور
کم مشابہ ہوگا، اسی قدر کمال سے دور اور باطل کا مستحق ہوگا۔

اور کمال وہ ہے جو خدا کا بے حد فرمانبردار اور مصائب پر از حد صابر ہو، لہذا
جو شخص خدا اور رسول کے فرمودہ احکام کا زیادہ متبع، خدا کے محبوب و پسندیدہ
امور میں خدا کے زیادہ موافق اور اس کی قضا و قدر پر زیادہ صابر ہو اسی قدر
وہ اکمل و افضل ہوگا اور جس تنا سب سے یہ دونوں کم ہوں گی اسی قدر اس
میں نقص واقع ہوگا۔

تقویٰ و نصرت صلوٰۃ و اعمالِ صالحہ اور رحمتِ سا صبر کی مقر و نیت کی چار قسمیں اور فوائدِ صبر

قسم اول: صبر و تقویٰ و نصرت خدا تعالیٰ نے اکثر جگہ صبر و تقویٰ کو یکجا بیان فرمایا ہے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ وہ انسان کے دشمنوں پر خواہ و محارب و معاہد کفار ہوں یا منافق یا ظالم مسلمان اس کی نصرت و امداد فرماتا ہے اور اسی شخص کا انجام بہتر ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَتَتَّقُوا دِيَارَكُمْ
مِنْ قَوْمٍ يَصِفُهُمْ هَذَا اَيْمُنُكُمْ رَبُّكُمْ
يُخَمِّسُ الْاَدَبَ مِنَ الْمَلِكَةِ مَسْرُومِينَ
ہاں! اگر تم صبر و تقویٰ سے کام لو تو خواہ یہ
کفار اس قدر جوش و خروش سے بھی لڑنے لگیں
خدا تعالیٰ تمہاری پانچہزار ارب شانہ فرشتوں سے
امداد فرمائے گا۔ (۲۴-۳)

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

لَتَبْلُوَنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ
لَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ
قُبُلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ اَشْرَكُوا اَذْيًا كَثِيْرًا
وَاِنَّ تَصَبُّرَكُمْ وَتَتَّقُوا كَانَ ذٰلِكَ
مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (۲-۱۸۶)

آئندہ تمہاری مال و جان میں آزمائش ہوگی اور
اہل کتاب سے بھی بے شمار دل زار باتیں سننی
پڑیں گی۔ نیز مشرکوں سے بھی بہت سی مصیبتیں
برداشت کرنا ہوں گی لیکن اگر صبر و تقویٰ
کام لو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِاطْنَةً

ایمانداروں! اپنے سوا کسی غیر کفار و منافقین کو

مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْمُرُكُمْ خَبَآئِلُ وَلَا وُدُّو
 مَا عَنِتُّمْ رَحْمَةً بَدَأَ الْبُخْصَاءُ
 مِنْ أَتَوَا إِلَيْهِمْ وَوَمَا تُخْفِي
 صُدُّوا عَنْهُمْ الْبُورَ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ
 الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ هَآئِثُمْ
 أُولَآءِ يُخَيِّطُكُمْ وَلَا يُخَيِّرُكُمْ وَلَا يَرْمُونُ
 يَا آيَاتِ كُلِّهِ فَإِذَا الْقَوْمُ قَالُوا
 آمَنَّا فَإِذَا أَخْلَدُوا عُصْرًا عَلَيْكُمْ ^{مِل} الْآثَانِ
 مِنَ الْفَيْطِ قُلْ مَوْتُوا لِيُنْظِرَكُمْ
 إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِمْ بَدَأَ الصُّدُورِ
 إِنْ تَسْأَلُهُمْ حَسَنَةً سَأَلُوكُمْ
 وَإِنْ تُسْأَلُكُمْ سَيِّئَةً يَفْرَحُوا
 بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا
 لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا
 إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَفْعَلُونَ مُحِيطٌ ه

(119 6 112-3)

یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کہا

عَمَّا إِنَّكَ لَا تُتِ يُوسُفُ ط قَالَ
أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي
قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ

درپردہ دوست و شیر مست بناؤ را بختی ملک
تم نے دیکھا نہیں؟ کہ، لگے ہا غفلت تمہاری تباہی
ویربادی میں وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں
کرتے ہر وقت تمہاری ایذا کی تمنا رکھتے ہیں۔
ان کی زبانی دشمنی تو ظاہر ہو چکی ہے، مگر جو کچھ
ان کے سینوں میں پنہاں ہے وہ اس سے کہیں بڑھ
کر ہے (اب) اگر تم غفلت نہ ہو تو خود کرو، ہم نے تمہارے
سامنے تمام علامات واضح کر دی ہیں! باں تم ہی
ایسے لوگ ہو کہ پوری کتاب پر ایمان رکھ کر بھی
ان سے محبت رکھتے ہو حالانکہ انہیں تم سے کچھ
محبت نہیں جب تم سے ملاقات کرتے ہیں تو
کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں مگر جب علیحدہ ہوتے ہیں
تو غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کھاتے ہیں
اے پیغمبر! کہہ دو غصے ہو سو کر مرتے رہو خدا تعالیٰ
تواند دونی راز دل کو بھی جانتا ہے۔ اگر تمہارا بھلا
ہو تو انہیں رنج ہوتا ہے۔ مگر تمہیں کوئی گزند پہنچے
تو جیسے میں پھوٹے نہیں ساتھے لیکن تم اگر صبر و
تقویٰ پر قائم رہو تو ان کی ابلہ فرمایاں تمہارا
کچھ بھی دیکھ نہ سکیں گی۔ یقیناً خدا تعالیٰ کو ان
کے اعمال پر احاطہ ہے۔“

”کیا بیچ مچ آپ ہی یوسف ہیں فرمایا ہاں میں یوسف

مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ
لَا يُفْنِيهِمْ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ
ہوں اور میرے دنیا میں، میرا حقیقی بھائی ہے خدا نے
ہم پر بڑا ہی احسان فرمایا ہے۔ واقعی جو شخص تقویٰ
و صبر اختیار کرے تو عز و جل ایسے نیکو کاروں کا
اجر ضائع نہیں کرتا۔ (۹-۱۲)

قسم دوم، صبر و اعمالِ صالحہ کہیں صبر کو اعمالِ صالحہ عام و خاص سے مفرد
فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِيَّاكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ
يُحْكُمَ اللَّهُ بِهِ دَهْوًا حَيْرٌ
آپ وحی کی پیروی کیجئے امدان کی ایذا رسانی
پر فیصلہ خدائی تک صبر فرمائیے وہی سب سے
بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (۱۰-۱۱)

اور آنحضرتؐ کی جانب وحی شدہ چیزوں میں ایک تقویٰ بھی ہے جو سراسر
اخبارِ الہیہ کی تصدیق اور ادا امرِ الہیہ کی اطاعت ہے
قسم سوم، صبر و صلوٰۃ۔ ارشاد باری ہے۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفًا فِي النَّهَارِ
رُفْعًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُ
النَّسِيَّاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرَىٰ لِلَّذِ كَرِهَتْ
وَاصِبُوا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُفْنِيهِمْ أَجْرَ
الْمُحْسِنِينَ ر ۱۱-۱۲
دن کی دونوں طرفوں اور اوائلِ شب میں نماز
پڑھا کرو بلاشبہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی
ہیں، یہ خدا کو یاد کرنے والوں کے لیے نصیحت
ہے اور صبر کو یقیناً خدا تعالیٰ نیکو کاروں
کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

نیز ارشاد ہے۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ
لِدُنْيِكَ وَاسْتَغْفِرْ بِحَبْلِ رَيْدِكَ بِالْعَشِيِّ
لِنَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَافِلُ
لہذا آپ صبر کیجئے یقیناً خدا کے وعدہ سچ ہیں اور
گناہوں سے استغفار کیجئے اور صبح شام خدا تعالیٰ
کی تسبیح و تقدیس اور حمد کیجئے۔ (۵۵)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

فَاَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَأْتِيكَ لَوْلَاكَ وَمَسْجِدُ مُحَمَّدٍ
رَبِّكَ نَبِيُّكَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا
وَمِنْ اَنَاءِ اللَّيْلِ (۲۰: ۱۳)

ایک جگہ فرمایا

وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝

(۲۴: ۲۲)

دوسری جگہ فرمایا

وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ
اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ (۱۵۳: ۱۵۲)

صبر و صلوٰۃ سے استعانت حاصل کرو۔ بلاشبہ
خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ان تمام مقامات میں صبر کو مقرون بالصلوٰۃ فرمایا ہے۔

بعض جگہ صبر کو رحمت سے مقرون فرمایا ہے۔
جیسا کہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔

قسم چہارم، صبر و رحمت

ایک دوسرے کو صبر و برداشت اور باہم
رحمت کی وصیت کرتے ہیں۔

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا
بِالرَّحْمَةِ (۹۰: ۱۷۰)

زکوٰۃ وغیرہ کے ساتھ خلق خدا سے احسان و سلوک کرنا بھی رحمت میں داخل
ہے تقسیم ہذا بھی رباعی ہے۔ کیونکہ۔

بعض لوگ صابر تو ہوتے ہیں مگر رحمدل نہیں۔ جیسے
زود آدر سنگدل لوگ۔

قسم اول، صابر و بے رحم

قسم دوم۔ رحم دل بے صبر اور بعض رحمدل ہوتے ہیں مگر صابر نہیں جیسے

کمزور و نرم طبیعت، چنانچہ یہ صفت اکثر عورتوں، نیز عورتوں ایسے مردوں میں آپ کو ملے گی۔

قسم سوم: بے صبر و بے رحم | اور بعض لوگ نہ صابر ہوتے ہیں نہ رحمدل جیسے سنگدل حریص۔

قسم چہارم: صابر و رحم دل | مگر قابل ستائش وہی شخص ہے جو صابر بھی ہو اور رحمدل بھی جیسا کہ فقہار نے متولی کی

کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مناسب ہے کہ متولی طاقتور ہو، مگر زیادہ سنگدل بھی نہ ہو، نرم طبیعت ہو مگر یہ ترقی و ترقی (و بزدلی) کی وجہ سے نہ ہو لہذا صبر کے باعث قوی اور نرمی کی وجہ سے رحمدل ہوگا۔ اور صبر کرنے سے انسان کو نفرت و ادا داحاصل ہوتی ہے کیونکہ نفرت و ادا د صبر پر موقوف ہے، اور رحم کرنے سے خدا بھی رحم کرتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مندرجہ ذیل ارشادات میں فرمایا۔

اَللّٰمَّ اَيُّرَحْمِ اللّٰہُ مِنْ عِبَادَہِ
الرَّحْمَآءِ۔

مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرَحَّمُ۔
لَا تُنْزَحُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ
تَقٰی

اَلرَّاحِمُونَ یَرْحَمُهُمُ
الرَّحْمٰنُ۔

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الدُّرِّ
یَرْحَمْکُمْ رَبِّ فِی السَّمَآءِ

کہ دھربانی تم اہل زمین پر
خدا ہر راں ہوگا عرش پر

چھٹا رسالہ

فقر و تصوف

استفتاء کیا فرماتے ہیں فقہائے عظام ایسے شخص کے حق میں جس کا دعویٰ ہو کہ (۱) فقر کے ساقفوت بعد کیا گیا ہے۔ نہ اس کا حکم دیا گیا ہے، نہ اس کا جسم ہے نہ معنی اور نہ ہی یہ کوئی ایسا مسلک ہے جس سے انسان رغنا مندی، خدا و رسول تک پہنچ سکے۔ ہم جو عبادت کرتے ہیں تو محض اس لیے کہ امر الہی کی اتباع اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہیات سے اجتناب ہو جائے۔

(۲) اور ہر شے کی اصل یہ ہے کہ اس کا علم حاصل کیا جائے پھر علم کے مطابق اس پر عمل بھی کیا جائے۔ تقویٰ اختیار کر کے محرمات سے اجتناب کیا جائے۔ (۳) یہ جو عوام کو کابر صوفیہ کی زبانوں پر فقر فقر چڑھا ہوا ہے، یہ زہد فی الدنیا ہے اور زہد فی الدنیا علم شرعی سے حاصل ہوتا ہے۔ لہذا زہد فی الدنیا عمل بالعلم کا نام ہے۔ اور یہی فقر ہے۔ نتیجتاً معلوم ہو گیا کہ فقر بھی فروعات علم میں سے ایک فرع ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اور علم و عمل بالعلم کے سوا دہاں کوئی ایسا راستہ بھی موجود نہیں جو زیادہ موصل الی الفقر ہو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہوتا ہے۔

(۴) نیز اس کا قول ہے کہ جو فقر اکثر اہل الزہاد کے نزدیک معروف و مشہور

اور عصر موجودہ میں رائج ہے اور خاص قسم کی شکل و صورت، مخصوص الفاظ، اور مستناد اصطلاحات کا مجموعہ ہے، رضائے خدا و رسول علیہ السلام کے سراسر خلاف ہے۔

کیا واقعی یہی معاملہ ہے جو اس نے کہا یا اس کے برعکس ہے؟ اُنْتُؤْنَا مَا جُزِئَیْنِ
اَلْجَوَابُ الْحَمْدُ لِلّٰہِ

اس مسئلہ کا اصل الاصول یہ ہے کتاب و
اتباع کتاب و سنت

سنت میں جو الفاظ مثلاً ایمان نیکی و تقوٰے
صدق و عدل و احسان، صبر و شکر، توکل اور خوف و رجاء، وغیرہ جو قلب و
بدن سے محبت خدا و رسول کے ذکر پر مشتمل ہوں وارد ہوئے ہیں، ان کے
مدلولات کی اتباع کرنا ہم پر واجب ہے۔

یہ وہ امور ہیں جن کی بجا آوری خدا اور رسول
وصول الی اللہ کی شاہراہ

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے، اور یہی وہ
راستہ ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ و
رسول کی منہیات کو مثلاً کفر و نفاق، جھوٹ، معصیت، ظلم و عدوان، جزع و فزع
حرص، شرک، سبیل، بزدلی، قسوت، قلب، غدر، قطع رحمی کا غیرہ کا ترک کرنا بھی
لازم ہے۔ لہذا۔

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ پورے غور و فکر
صراطِ مستقیم اور مسلمان کا فرض

کے ساتھ ادا کرے اور رسول کو بجالائے اور
جن سے منع فرمایا ہے انہیں بالکل ترک کر دے۔ یہی طریق اللہ ہے یہی سبیل اللہ
یہی دین الہی ہے، اور یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جو خدا کے انعام یافتہ لوگوں مثلاً
انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کا راستہ ہے۔

علم شرعی و عمل شرعی کی ضرورت | یہ صراطِ مستقیم علم و عمل یعنی علم شرعی و عمل شرعی پر مشتمل ہے، لہذا جو شخص

علم تو حاصل کرے، مگر اس پر عامل نہ ہو وہ فاجرو بدکار ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جو علم حاصل کیے بغیر عمل کرنے لگ جائے۔ یقیناً وہ گمراہ ہے۔ یعنی عالم بے عمل اور عامل جاہل و دونوں گمراہ و بدکار ہیں، حالانکہ اللہ سبحانہ سے ہمیں یوں کہنے کا ارشاد ہوا،

إِنَّمَا النَّصْرَ الْكَاسِبُ الْمُسْتَقِيمُ ۝ صِرَاطَ
الَّذِينَ أَلْمَمْتُ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ
الْمُخْضَبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

فدایا! ہمیں صراطِ مستقیم کی راہنمائی فرما ان
بزرگوں کا راستہ جن کو ترے اپنے انعامات سے
نوازا۔ ان لوگوں کا نہیں جن پر تیرا غضب نازل
ہوا۔ نہ ان کا جو راہِ راست سے ہٹک گئے۔

(۱-۶-۴۰)

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْكُفُورُ الْمَخْضُوبُ عَلَيْهِمْ
وَالنَّصْرُ الْكَاسِبُ ۝

مغضوب علیہم سے مراد یہود اور ضالین سے
مراد نصاریٰ ہیں۔

یہود و نصاریٰ کیوں مغضوب و ضالین ہیں؟ | یہود اس لیے مغضوب علیہم
ہیں کہ حق کو پہچان کر اس پر

عمل نہ کیا۔ اور نصاریٰ اس وجہ سے ضالین ہیں کہ بے علم جاہل رہ کر خدا کی عبادت کی۔

بد عمل عالم اور جاہل صوفی | یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین نے فرمایا کہ عالم بد عمل
اور عابد جاہل کے نشتہ سے بچو کہ ان کا نشتہ ہر

مفتون کے لیے نشتہ کا موجب ہے۔

علماء بگڑ کر یہود اور زاہد بگڑ کر عیسائیت پرست | نیز سلف صالحین کا مقولہ ہے
کہ علماء سے کوئی خراب ہو جائے

تو اس میں تشبہ بالیہود پایا جاتا ہے اگر عابدوں سے کوئی بگڑ جائے تو اس میں تشبہ

بالنصاری ہوتا ہے۔ لہذا

علم و عبادت میں اہل بدعت کی روش | جو شخص عمل یا مودب کو چھوڑ کر
محض تحصیل علم کی دعوت دے
وہ گمراہ ہے۔

ان دونوں سے بڑھ کر وہ شخص زیادہ گمراہ ہے، جو علم میں اہل بدعت
کی روش اختیار کر کے ایسے امور کا متبع ہو جو کتاب و سنت کے سراسر خلاف ہیں
یہ (بیچارہ) انہیں علوم خیال کرتا ہے حالانکہ یہ سب کے سب جہالات ہیں۔
علیٰ ہذا القیاس جو شخص عبادت میں اہل بدعت کا طریقہ اختیار کر کے
ایسے افعال کا ترکیب ہو، جو اعمال مشرورہ کے سراسر مخالف ہیں وہ بھی گمراہ ہے یہ شخص
انہیں عبادات سمجھتا ہے حالانکہ یہ تمام کی تمام ضلالت ہیں۔ اور

علم شرعی کی ضرورت و اہمیت | یہ دونوں صورتیں شرع شریف سے منحرف
نام نہاد فقہاء و فقرا میں اکثر جمع ہو جاتی
ہیں۔ اس لیے بعض تحصیل علم کی تو دعوت دیتے ہیں مگر دعوت عمل کی چنداں ضرورت
نہیں سمجھتے اور بعض عمل کی ترغیب دیتے ہیں مگر تحصیل علم کے لیے دعوت دینا غیر ضروری
خیال کرتے ہیں۔ ان کی اس دعوت میں بے شمار مخالف شریعت بدعات موجود
ہوتی ہیں اور طریق اللہ کی تکمیل علم و عمل دونوں سے ہی ہو سکتی ہے بشرطیکہ دونوں
بالکل موافق شریعت ہوں۔ لہذا۔

گمراہ صوفی اور گمراہ فقیہ | طریقہ فقر و تصوف و زہد و عبادت کا سالک
اگر موافق شرع علم کا سلک اختیار کرے تو بہتر
ورنہ صراط مستقیم سے گمراہ ہے اور اس کا مفسدہ اس کی اصلاحات سے کہیں
بڑھ چڑھ کر ہوگا۔

علیٰ ہذا القیاس، سالک فقہ و علم و نظر و کلام، اگر متبع شریعت اور عامل بالعلم نہ ہو تو وہ فاسق و فاجر اور صراط مستقیم سے بعید ہوگا۔

یہ ہے وہ اصول جس پر اعتماد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

جاہلانہ تعصب رہا تعصب تو ہدایت الہیہ کے بغیر کسی امر میں تعصب کرنا فعل جاہلیت ہے اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ہدایت الہیہ کو چھوڑ کر ہوائے نفس کا پیرو بن جائے۔

فقر و غنا کی صحیح تعریف اس میں کچھ شک نہیں کہ کتاب و سنت میں نیز صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین، اپنے کلام میں لفظ فقر سے نفس طریقی الشہوانی، مایمورات، و ذلک مخطورات، اخلاق محمودہ و غیرہ مراد نہیں لیا کرتے تھے۔ بلکہ ان کے نزدیک فقر وہ تھا جو غنا کی ضد (الٹ) ہے۔ فقراء وہ ہیں جنہیں خداوند تعالیٰ نے اپنے مندرجہ ذیل ارشادات میں بیان فرمایا ہے۔

”انما الصدقات لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ“ ”مال زکوٰۃ فقراء و مسکین کے لیے ہے“

”لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ“

”مال خیرات ان فقروں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں

مشغول ہونے کے باعث کسب معاش سے محروم ہو گئے ہیں“

”لِلْفُقَرَاءِ الْمُحَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ“

”مال خیرات ان فقراء مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے

گھر بار سے نکال دیے گئے۔“

”وَالَّذِينَ كَانُوا أَصْنَاءَ رَبِّهِمْ فَعُنِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ“

اور غنی وہ ہے جسے زکوٰۃ لینا حرام ہو، یا جس پر زکوٰۃ واجب ہو علیٰ

ہذا القیاس، لیکن چونکہ زہد اختیار ہی و بے اختیار ہی میں فقر کا شائبہ بھی تھا

کیونکہ بے اختیار و غیر قادر ہونا بھی عصمت کی ایک قسم ہے اور متاخرین نے

بھی بسا اوقات معنی زہد کو فقر سے مقرون فرمایا ہے۔ اور زہد بعض اوقات

غنا اور بعض دفعہ فقر کے ساتھ بھی پایا جاتا ہے دیکھئے اکثر انبیاء و سابقین اوس غنی ہونے کے باوجود زاہد بھی تھے۔

زہد مشروع و غیر مشروع | زہد مشروع یہ ہے کہ جو چیز قیامت میں سود و غیر نافع ہو اسے ترک کر دیا جائے۔ ہر اس

چیز کا ترک کر دینا جو اطاعت الہی پر انسان کی معاون و مددگار ہو سکتی ہو، زہد مشروع نہیں۔ بلکہ طاعت خدا و رسول علیہ السلام سے توجہ ہٹانے والی یعنی فضولیات کا ترک کرنا ہی جائز و مشروع ہے

صوفی کی وجہ تسمیہ | علیٰ ہذا القیاس دوسری صدی کے آغاز میں لوگ (فقر او کو) لفظ "صوفی" سے تعبیر کرنے لگ گئے

کیونکہ زیادہ تر صوفی پہنتے تھے۔ بعض نے ان کی نسبت "صفہ" یا "صفاء" یا "صفِ اول" یا "صوف بن مرین" اور بن "طائخہ" یا "صوفۃ القفا" کی طرف کی ہے۔

سأوال رساله

الْوَصِيَّةُ الصَّغْرَى

سوال: امام ابو العاصم قاسم بن یوسف بن محمد سجستانی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد نقیہ و امام، عالم و فاضل، بقیۃ السلف، قدوة الخلف، علم و معرفت کے عجیب و غریب رموز و اسرار کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کرنے والے اور بلاد مشرق و مغرب کے تمام ملاحانوں کے لیے

بڑے علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہؒ (رحمۃ اللہ تعالیٰ ہم پر ہمیشہ
ان کی برکات جاری و ساری رکھے) سے درخواست کی کہ ازراہ کرم۔
(۱) مجھے ایسے امر کی وصیت فرمائیں جس سے میرے دین و دنیا دونوں درست
ہو جائیں۔

(۲) اور علم حدیث کے متعلق مجھے ایسی کتاب کی طرف راہنمائی فرمائیں جس پر پورا پورا
اعتماد ہو اور علیٰ ہذا القیاس دیگر علوم شریعیہ کے متعلق بھی اسی طرح رہنمائی فرمائیں۔
(۳) اور ایسے عمل کا پتہ دیں جو ادائے فرائض و واجبات کے بعد تمام اعمال
صالحہ پر فوقیت رکھتا ہو۔

(۴) جو کسب و کار میرے لیے تمام ذرائع معاش پر ترجیح رکھتا ہو بیان فرمائیں
مختصراً بطور اشارات جواب کافی ہے۔ طوالت کی ضرورت نہیں۔ عز وجل آپ
کو ہر بلا سے محفوظ و مصئون رکھے۔ وَالسَّلَامُ الْکَرِیْمُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَکَاتُہٗ

جَوَابُ

تو شیخ الاسلام رحمۃ اللہ نے یوں جواب دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سب سے پہلی چیز یعنی وصیت کا جواب یہ
ہے کہ وصیت کی حقیقت کو سمجھنے اور اس کی اتباع کرنے کے لیے میری دانست
میں خدا و رسول علیہ السلام کی وصیت سے زیادہ فائدہ مند اور نافع تر کوئی
وصیت نہیں ہو سکتی۔

وصیتِ الہی | وصیت خداوندی تو اس آیت شریفہ میں مذکور ہے کہ

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِیْنَ اَوْثَرْنَا اَلْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ اَنْ یَّوَدَّوْا اَنْ یَّکُوْنَتْ اٰیٰتُ اللّٰهِ رَہْمًا لِّہُمْ
ہم نے گذشتہ اہل کتاب کو نیز تمہیں بھی یہی کہا تھا کہ خدا کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا۔

کرتے وقت ارشاد فرمائی تھی کہ

يَا مَعَاذَ إِلَهِكَ الَّذِي ظَنَرْتُ أَنْ رَجَعْتُ

رَأَيْتُ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا خَالِقِ

اور لوگوں سے حسن خلق سے پیش آنا۔

النَّاسَ يَخْلُقُ حَسَنًا -

اور معاذ رضی اللہ عنہ کوئی معمولی، مستی نہ تھے۔ بلکہ

فضائل معاذین حبیل

ضائل معاذ بن جبل | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی بڑھی قدر

ومنزلت تھی چنانچہ اس کے ثبوت میں یہ واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے، کہ ایک

وفد حضرت معاذؓ جب آنحضرتؐ کے ہاں تشریف لائے تو آپؐ نے ان کے

ساتھ اپنی محبت کا ان الفاظ مبارکہ میں اظہار فرمایا۔

يَا مَعَاذَ اللَّهِ إِنْ لَأَجَبْتُكَ

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ آنحضرت سوار ہوتے تو حضرت معاذ کو اپنے

پہچھے سوار کر لیا کرتے۔ ایک روایت میں آیا ہے، کہ مسائل حلال و حرام میں

حضرت معاذؓ تمام امت محمدیہ سے بڑھ کر عالم ہیں۔ اور قیامت کے دن

تمام علماء سے ایک قدم آگے ہوں گے۔ انہی فضائل کی بنا پر آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اہل مین کی طرف اپنا خاص مبلغ و داعی، فقیہ و مفتی

اور حاکم بنا کر بھیجا اور بسا اوقات آنحضرت آپ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام

سے تشبیہ دیا کرتے۔ جنہیں خدا نے عزد جل نے اپنے کلام پاک میں

خلیل اللہ اور امام الناس کے القاب سے ملقب فرمایا ہے۔

عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابراہیم علیہ

السلام سے تشبیہ دیے کی غرض سے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا
کی بجائے قدرے تصرف سے یوں فرماتے۔

اِنَّ مَعَادًا كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ
بلاشبہ معاذؑ کو لوگوں کے پیشوا اور اللہ تعالیٰ کے
حَنِيفًا وَكَانَ يَكُ مِنَ
فرمانبردار بندے ہیں جو معنی خدا کے ہو چکے ہیں
المُشْرِكِيْنَ۔ اور جماعت مشرکین سے نہیں ہیں۔

وصیت جامع پھر اس قدر فضائل کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں یہ خاص وصیت فرمائی تو معلوم ہوا کہ یہ ایک جامع وصیت
ہے، اور فی الواقع کسی عقلمند کو اس کی جامعیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں کہ یہ وصیت
قرآنہ کی تفسیر بھی ہے، اس سے زیادہ اور کیا خوبی ہو سکتی ہے۔

وجوہات جامعیت باقی رہی اس کی جامعیت، تو اس کے دلائل کو لیوں
سمجھ لیجئے کہ انسان کے ذمہ دو حق ہیں (۱) حقوق اللہ

(۲) حقوق العباد۔ پھر ان حقوق میں وقتنا فوقتنا کسی خلل اور نقصان کا واقع ہو جانا
بدی چیز ہے، جو کبھی کسی امر کے ترک، اور کبھی کسی امر ممنوعہ کے ارتکاب کی صورت
میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع کلمہ
ارشاد فرمایا کہ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ۔ ہر جگہ تقویٰ الہی کو ملحوظ رکھنا،
لفظ حَيْثُمَا كُنْتَ کے استعمال میں اس امر کا بین ثبوت ہے کہ انسان پوشیدہ
وظاہر ہر حالت میں تقویٰ کا محتاج ہے۔

پھر فرمایا اَتَّبِعِ السَّبِيْلَةَ الْحَسَنَةَ تَحْتَهَا رِجْلَايَ یعنی برائی صادر ہونے پر اس
کوٹھانے کے لیے فوراً نیکی کرنا، اس کی یہ وجہ ہے کہ جب مریض کوئی مضر چیز کھا
لیتا ہے، تو طبیب اسے اس کے مصلح کے استعمال کا حکم دیتا ہے چونکہ انسان سے
گناہ صادر ہونا بھی حتمی چیز ہے اس لیے دانشمند انسان ہر وقت نیکیوں کی کوشش

کرتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام برائیوں کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

حدیث مذکورہ میں لفظ سَیِّئَۃ مفعول ہونے کے باوجود اس لیے مقدم کیا گیا ہے کہ یہاں نیکی کرنا مقصود نہیں بلکہ نیکی کے ذریعے برائی کا مٹانا مقصود ہے۔ لہذا یہ قول بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی طرح ہے کہ

صَبَّوْا عَنِ الْبَوْلِ لِدَرْؤِ مَا مِنْ مَّاءٍ اس شخص کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈبل اٹھیل دو

(یہاں پانی گرانا مقصود نہیں، بلکہ ازالہ نجاست مقصود ہے)

مغفرتِ ذنوب کے لیے کون سے اعمال کی ضرورت ہے | اور برائیوں کو مٹانے کے لیے

اسی جنس کی نیکیوں کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ہم جنسیت کے باعث وہ زیادہ مؤثر و کارگر ثابت ہوتی ہے۔

اور گناہوں کا نتیجہ و انجام یعنی عذاب الہی مندرجہ ذیل چیزوں سے زائل ہو

جاتا ہے۔

(۱) توبہ | یعنی گزشتہ گناہوں سے نادم و پشیمان ہو کر بیزاری کا اظہار کرنا

اور آئندہ کے لیے عملاً گناہوں کے ترک کا ثبوت پیش کرنا۔

(۲) استغفارِ محض | استغفار بلا توبہ۔ یعنی زبان و دل کے ساتھ خدا سے

معافی کا طالب ہونا۔ خواہ شرائط توبہ مفقود ہوں۔ کیونکہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ

انسان کی دعا قبول فرما کر وہ گنہگار کر دیتے ہیں۔ اگر عملاً اس نے توبہ کا پختہ ثبوت بہم

نہ پہنچایا ہو۔ ہاں جس شخص میں توبہ و استغفار دونوں صفات جمع ہو جائیں مثلاً

معافی کا طالب بھی ہو۔ اور گناہوں سے بھی عملاً باز آجائے۔ تو یہ درجہ

کمال ہے۔

اعمال صالحہ جن سے تمام گناہ محو ہو جاتے ہیں۔
انہیں کا دوسرا نام کفارات بھی ہے۔ اور یہ

اعمال صالحہ یا کفارات

(کفارات) دو قسم ہیں۔

یعنی وہ اعمال جن کی مقدار شرع شریف نے معین فرما دی ہے مثلاً

کفاراتِ مقدرہ

۱) صیام رمضان کی حالت میں جماع کرنے والے کا کفارہ
رب، کفارہ ظہار یعنی اپنی مشکوٰۃ بیوی کو اپنی ماں بہن وغیرہ محرمہ عورت سے
تشبیہ دینے والے کا کفارہ۔

۲) کفارات حج، مثلاً حج کے بعض ممنوعات کے قریب، یا حج کے بعض واجبات
کے تارک، یا احرام کی حالت میں شکار کرنے والے پر جو کفارات لازم آتے ہیں
ان تمام کی مقدار معین ہے۔ اور یہ چار قسم ہیں۔

۱) اونٹ وغیرہ قربانی کرنا (۲) غلام آزاد کرنا (۳) صدقہ دینا (۴) روزے
رکھنا

www.KitaboSunnat.com

یعنی وہ اعمال صالحہ جن کی شرع شریف نے کوئی تحدید
مقرر نہیں فرمائی جیسا کہ حدیفرہ نے حضرت عمرؓ

(۲) کفاراتِ مطلقہ

سے کہا۔

انسان جب اپنے اہل و عیال، مال و اولاد

فَتَشْتَرِ الرَّجُلَ فِي آتَمَلِهِ وَمَالِهِ

کے تنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو نماز روزہ

وَدَوْلَتِهِ يُكْفِّرُ مَعَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ

اور صدقہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ

اس کا کفارہ بن جاتے ہیں

وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور اس بات پر آیات قرآنیہ اور وہ احادیث صحیحہ پوری دلالت کرتی ہیں

جن میں ذکر آیا ہے، کہ پانچوں نمازیں، جمعہ، روزے، حج اور دیگر وہ اعمال جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ۔

مَنْ تَلَّ كَذَا دَعِيَ كَذَا غُفِرَ لَهُ
أَدْعُفَرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
گناہ معاف ہو جاتے ہیں یا اس کے گزشتہ
ذنب۔ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔ اور اس قسم کے اعمال سنسن و فضاہل اعمال کی کتابوں میں متلاشی کو بہت کثرت سے ملیں گے۔

رسومات جاہلیت اور خصائل یهود و نصاریٰ | انسان کو مذکورہ اعمال

پوری توجہ مبذول کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ آدمی جب زمانہ بلوغت کے مجنونانہ دور میں سے گذر رہا ہوتا ہے تو قسم قسم کے ناشائستہ حرکات کے ارتکاب کے باعث، ان کفارات یعنی توبہ و استغفار اور اعمال صالحہ وغیرہ کی از حد ضرورت ہوتی ہے، خصوصاً موجودہ دور، اور اسی قسم کے دوسرے زمانہ ہائے فترت میں۔ جبکہ وحی و رسالت کا سلسلہ منقطع ہونے کے باعث چند وجوہات سے ایام جاہلیت کا پورا پورا تشبہ موجود ہوتا ہے، جبکہ اہل علم و متدین بزرگوں کے ماحول میں تربیت پانے والا شخص بھی امور جاہلیت کی سمجاستوں سے آلودہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو اس بیچارے کی کیا حالت ہوگی۔ جسے دیندار لوگوں کی صحبت تک میسر نہیں۔

استشہاد بالحدیث | صحیحین میں بروایت ابی سعید مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
گزشتہ قوموں کے طریقوں کی اس طرح پیروی

حَدُّ وَالْقَدَّ يَا لَقَدْ تَحْتَى
كُوْدَحْلُو أَحَجَرَ مَتَّ لَدَا خَلْمُو
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْهَؤُ
وَالنَّصَارَةُ قَالَتْ
فَمَنْ؟

درباری کرو گے جیسے نیرے کا ایک پروردگار
پرکے برابر کاٹ کر بنا لیا جاتا ہے جتنی کر اگر
گوہ (سوسمار) کے سوراخ میں داخل ہوئے ہونگے
تو تم بھی داخل ہو کر رہو گے صحابہ عرض کیا
یا رسول اللہ کیا گذشتہ قوموں سے آپ کی
مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا یہ نہیں تو اور

کون؟

تصدیق قرآنی

اس کی تصدیق قرآن میں موجود ہے۔

نَا سَتَمْلِكُنَّ بِحَدِّ قَبِكُمْ
كَمَا اسْتَمَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبِكُمْ
بِحَدِّ تِهْمَةٍ وَخَفَضْتُمْ كَالَّذِي
حَا مَوْوٍ

تم بھی اپنے حصہ سے ایسے ہی فائدہ اٹھایا
جیسا کہ گذشتہ لوگوں نے۔ اور تم بھی اسی طرح
بحث و جدال میں لگ گئے جیسا کہ تم سے
پہلوں نے بحث کی۔

اور اس کے مزید شواہد حسن و صحیح احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔

دینداروں میں یہودیت و نصاریت

کہ جاتی ہیں جنہیں خواص میں شمار کیا جاتا ہے چنانچہ ابن عیینہؒ و دیگر بزرگان سلف کا قول
ہے کہ اہل علم یہود کی بہت سی باتوں میں اور اہل دین نصاریٰ کی اکثر باتوں میں مبتلا ہو گئے ہیں چنانچہ
جو شخص دین اسلام جس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو مبعوث فرمایا، کی حقیقت کو بخوبی سمجھا، اور اسے عوام کی حالت پر
منطبق کرنا چاہتا ہو، اسے صاف صاف معلوم ہو جائے گا کہ اہل اسلام بہت سے
علمی اور دینی امور میں یہود و نصاریٰ سے مشابہت رکھتے ہیں۔

پچاؤ کی تدابیر | جب اس قدر نازک معاملہ ہے تو ایک ایسے شخص کے لیے جو خدائے قدوس کی جانب سے انشراح صدر حاصل ہوئے

پراس کی عطا کردہ بصیرت پر قائم و دائم اور جاہلیت کی موت مرکہ علم کی زندگی حاصل کر کے ہدایت الہیہ کی نورانی مشعل لے کر اہل دنیا میں چلتا پھرتا ہو، اس کے لیے نہایت ضروری ہے کہ اپنے زمانہ کی جاہلانہ رسوم و عادات کا ملاحظہ کرے نیز دونوں گذشتہ امتوں مغضوب علیہم اور صالحین یعنی یہود و نصاریٰ کی افراط و تفریط کی جانچ پڑتال کرے، پڑتال کرنے پر وہ خود کو بھی یہودیت و نصیرانیت کی بعض عادات میں مبتلا پائے گا۔

دو مفید چیزیں | اس کے علاج کے لیے دو ایسی چیزیں ہیں جو خواص و عوام کے لیے تمام چیزوں سے بڑھ کر از حد نافع ہیں۔

ہلکات کا علم | یعنی ان امور کی واقفیت حاصل کرنا، جس کے ذریعے نفوس انسانی ان مہلک چیزوں سے نجات حاصل کر سکیں، اور وہ یہ ہے، کہ گناہ صادر ہوتے ہی فوراً نیک عمل کر لیا جائے نیک عمل سے مراد وہ اعمال اخلاق اور اوصاف ہیں، جن کا حکم خدائے عزوجل نے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صدق ترجمان سے دیا ہے۔

اختیار مصائب و کفارات | نتیجہ مصیبت یعنی عذاب الہی کو دور کرنے والی چیزوں میں سے ایک وہ مصائب و

تکالیف بھی ہیں، جو انسان کی برائیوں کو مٹا کر رکھ دیتی ہیں۔ مفہوم مصائب میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن سے انسان کسی قسم کی تکلیف محسوس کرتا ہو مثلاً فکر رنج و غم، نقصان مال، بے آبروی اور جسمانی تکالیف وغیرہ لیکن یہ باتیں انسان کے اپنے اختیار میں نہیں رکھتا ہو بلکہ کفایہ کے لیے عرصے سے خواہ

مخواہ خود کو رنج و الم میں مبتلا کر دے۔ بلکہ اس کا طریق یہ ہے، کہ کفارات شریعہ میں سے کوئی چیز اختیار کرے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ دو کلمے اَتَّقِ اللہَ حَيْثُمَا كُنْتَ اَتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ ارشاد فرما کر حقوق اللہ کو بدیں صورت واضح فرما چکے، کہ پہلے جملہ میں عمل صالحہ اور دوسرے میں اصلاح فاسد کی تلقین فرمائی، تو اُگے تیسری بات وَخَالَقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ ارشاد فرما کر حقوق العباد کی طرف توجہ دلائی :-

حُسْنُ خُلُقٍ کا خلاصہ | خَلَقَ اللہُ سے حُسْنُ خُلُقٍ رکھنے کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص تجھ سے تعلقات استوار کرنے کی بجائے قطع تعلقی کرے تو اس سے میل ملاپ رکھے، اسے السلام علیکم کہے۔ اس کی عزت افزائی کرے، اسے دعا دے، خدائے غفور الرحیم سے اس کے حق میں دعائے مغفرت کرے، اس کے محاسن و خوبیاں بیان کرے، اس سے ملاقات کرتا رہے اور جو شخص تجھے مال و دولت، تعلیم و تعلم، عریضہ کسی قسم کے فائدہ سے محروم کر دے، تو تو اُسے ان فوائد سے محروم نہ کرے، بلکہ پہلے کی طرح فائدہ پہنچاتا رہے۔ اور جو شخص مال و جان اور عزت و اُبرو کے متعلق تجھ سے ظلم و تعدی سے پیش آئے، اسے کمال بلند جوصلگی کے ساتھ صاف کر دے، اور درگزر کرے۔

ان میں سے بعض احکام واجب، اور بعض مستحب ہیں۔

خُلُقٌ عَظِيمٌ کی تفسیر | یہی خُلُقٌ عَظِيمٌ کی تفسیر جس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو متصف فرمایا ہے۔ تو اس سے مراد دین کامل ہے، جو مطلقاً تمام اوامر الہیہ

پر مشتمل ہے۔ مجاہد وغیرہ مفسرین رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ اور یہی قرآن کریم کا مدعا و مقصود ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ كَانَتْ خُلُقَهُ الْفَرَّانَ۔ اُنحضرت کا خلق قرآن کریم تھا۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبوب و پسندیدہ چیزوں کو بطیب خاطر پورے انشراح صدر کے ساتھ ادا کرنے میں جلدی کرے اور سعی و کوشش سے بچا لائے۔

تقویٰ کی دو تفسیریں

(۱) اوامر و نواہی | باقی رہا یہ بیان کہ یہ تمام چیزیں وصیت اللہ یعنی - وَتَقَدُّ وَصِيَّتَا الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ

دَآئِمًا كَمَا اِنْ اتَّقَوْا اللَّهَ طَيِّبٌ دَاخِلٌ فِيْهِ، اسے یوں سمجھنا چاہیے، کہ لفظ تقویٰ تمام اوامر الہیہ کو خواہ وہ امر واجب ہو، یا مستحب، اور تمام نواہی کو خواہ وہ نہی تحریمی ہو یا تنزیہی، سب کو جامع ہے اور یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پر مشتمل ہے۔ لیکن

(۲) خشیت الہی | چونکہ تقویٰ سے بعض دفعہ عذاب الہی سے ڈرنا مراد لیا جاتا ہے۔ جو حرام کاموں سے رکنے کا باعث ہوتا ہے۔

اس لیے حدیث معاذ میں اس کی پوری تفسیر کر دی گئی ہے۔

عَلَىٰ هَذَا الْقِيَاسِ سَنَنْ تَرِدِي فِي الْبُؤْسِ رِيْهِ مِّنْهُ صَحِيحٌ حَدِيثٌ مَّرْوِيٌّ هُوَ

جس کا مفہوم پہلی سے وسیع تر ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

فَيَنْبَغِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْثَرُ
مَا يَدْخُلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ
وَرِيَا نَت كِيَا كِيَا۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكُوْنُ سِيْ حِيْزِ رَسُوْلِكَ
زِيَادَةُ لَوْ كُوْنُ كُوْنَتِيْ فِيْ سِيْ حِيْزِيْ كِيَا كِيَا
الہی و حسن خلق، پھر عرض کیا گیا کہ کسی چیز سے

قَالَ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ
الْخُلُقِ وَفِيهِ مَا يَدْخُلُ
النَّاسَ النَّارَ قَالَ الْأَجْرَانِ
النَّفْسُ وَالْفَرَاجُ -
بڑھ کر لوگوں کو جہنم رسید کرے گی۔ فرمایا۔ دو
کھوکھلی چیزیں (۱) منہ جس سے حرام کھا کر کلمات
کفر و شرک کہہ کر جھوٹ چینی وغیرہ کر کے آدمی دنیا
ہو سکتا ہے (۲) فرج جو زمانہ غیرہ کا ذریعہ بھی
بن سکتا ہے۔

صیح بخاری میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ
إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے
زیادہ کامل الایمان وہی شخص ہو سکتا ہے جو
سب سے زیادہ با اخلاق ہو۔

اس حدیث میں آنحضرتؐ نے کمال ایمان کی علامت واضح فرمادی کہ کمال
ایمان، حسن خلق کے کمال پر موقوف ہے۔ یعنی جو حسن اخلاق میں کامل ہوگا
اس کا ایمان بھی کامل ہوگا۔ اور یہ تو ہر کسی کو معلوم ہے کہ ایمان تمام
تر تقویٰ ہے۔

تقویٰ کے اصول و فروع پر یہاں بحث کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس
میں تو پورا دین داخل ہے۔

اخلاص ہاں تمام نیکیوں کا چشمہ اور جڑ، محض اخلاص فی العبادت
ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی عبادت و استعانت
کو پورے اخلاص کے ساتھ خدا سے اس طرح مخصوص کر دے، کہ اپنا قلبی
تمام خلائق و علاقہ سے بالکلیہ منقطع کرے، نہ ان سے نفع کی توقع رکھے
اور نہ ہی ان کی خاطر کسی قسم کا عمل و فعل کرے، بلکہ محض رب العزت کو
اپنا مقصود کلی ٹھہرا کر دنیا سے الگ تھلگ ہو جائے۔ اسی اخلاص کو باری تعالیٰ

لے مندرجہ ذیل آیات میں بیان فرمایا ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَارِثًا لَكُمْ تَسْتَعِينُونَ
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے امداد طلب کرتے ہیں۔ (۳۰-۴)

تَاعْبُدُوهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ
اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر مکمل توکل و اعتماد رکھیے (۱۱۲-۱۱۳)

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ اُنِيبُ
مجھے اسی کا توکل ہے اور اسی کی جانب رجوع کرتا ہوں۔ (۸۸-۱۱۴)

فَاَتَتَّخِذُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَہٗ
خدا ہی سے رزق طلب کیجئے۔ اسی کی عبادت کیجئے۔ اور اسی کا شکر بجالائیے۔ (۱۴-۲۹)

اور حصولِ اخلاص کا ذریعہ یہ ہے، کہ اپنی ہر مطلوب شے میں خواہ وہ فقر و فاقہ ہو، یا کسی

ذریعہ حصولِ اخلاص

چیز کا ڈر، یا ان کے سوا کسی قسم کی کوئی حاجت ہو، محض خدائے قدوس کی بارگاہ میں دعا کرے، اور ہر محبوب و پسندیدہ عمل صرف اسی کی رضا جوئی کے لیے کرے۔ اس طرح کے اخلاص کو مضبوط و محکم کرنے والے شخص میں ایسی بات کا ہونا ناممکن ہے۔ جو اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

ربا یہ سوال کہ ادا و فراموش
افضل الاعمال بعد الفرائض ذکر الہی ہے

ہے۔ تو اس کا جامع و کلی اور بالتفصیل ہر ایک شق کا جواب دینا تو ناممکن ہے جس سے ہر شخص کے حق میں افضل الاعمال کی تعیین کی جاسکے۔ کیونکہ قدرت و طاقت اور مناسبت اوقات کے لحاظ سے لوگوں کے اوقات بھی مختلف ہوتے ہیں، اس لیے افضل الاعمال بھی ان کے حق میں مختلف ہوں گے۔ تاہم مجملًا جو جواب

دیا جاسکتا ہے، اور جس پر خدا تعالیٰ اور اس کے احکام کا علم رکھنے والے نوگوں کا اتفاق ہے، یہ ہے کہ ہر حالت میں ذکر الہی پر ملازمت و مداومت کی جائے ! یہ ایسا افضل ترین عمل ہے جس کے ساتھ انسان اپنے نفس کو مشغول رکھ سکتا ہے۔

تائید بالحدیث | اس کی تائید میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسلم میں حدیث ہے کہ سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمِنْ الْمُفْرِدُونَ، قَالَ الدَّاكِرُونَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالدَّاكِرَاتِ۔

مفردوں سبقت لے گئے۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! مفردوں کون لوگ ہیں! فرمایا خدا کو زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔

تائید مزید | علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ خَيْرَ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا حَتَّى يَمِيلَ لَكُمْ قَارُفُهُمَا فِي دَرَجَتِكُمْ وَخَيْرُكُمْ مِنْ أُعْطِيَ الدَّهَبَ وَانُورِقَ وَمِنْ أَنْ تَلْقُوا عَدُوَّكُمْ فَتَقْتُلُوا أَوْ عَنْهُمْ وَيَسْرِجُوا أَعَنَّا قَوْمًا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ذِكْرُ اللَّهِ

میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں، جو تمام عملوں سے بہتر، خدا کے ہاں زیادہ پاکیزہ، سب سے زیادہ بلند ہی درجات کا ذریعہ، اور سونے چاندی ایسی قیمتی چیزوں کے عذر قرار دینے سے بھی بہتر ہو نیز جہاد یعنی دشمنان اسلام سے ڈبھیرے ہوئے پر قتل کفار اور تمہارے شہید ہونے سے بھی بہتر ہو صحابہ نے عرض کیا ہاں! ضرور فرمایا وہ ذکر اللہ ہے۔

ذکر الہی کی فضیلت میں قرآنی و ایمانی دلائل کثرت موجود ہیں، جو بصیرت قلبی روایت، اور استنباط و استدلال سے تعلق رکھتے ہیں۔

اذکار سنونہ اور ان کی تین قسمیں

ذکر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے، کہ انسان ان اذکارِ مأثورہ کو بالالتزام اپنا معمول بنائے، جو معلم خیر، امام المتقین، پیغمبر خدا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، اور یہ تین قسم ہیں۔

(۱) اذکارِ رَوَاتِب | یعنی جن کے اوقات مقرر ہیں مثلاً پہلے اور پچھلے پہر سونے وقت، نیند سے بیدار ہونے پر، اور نمازوں کے بعد،

(۲) اذکارِ مَقْتَدِرہ | یعنی وہ اذکار جو خاص خاص امور، مثلاً کھانے، پینے، پہننے، جماع کرنے، گھر، مسجد اور بیت الخلا میں داخل ہونے اور نکلنے، بارش، اور بادل کی گرج وغیرہ کے وقت پڑھے جاتے ہیں، مذکورہ بالا ہر دو اقسام کے متعلق عمل الیوم واللیلہ (یعنی دن رات کے اذکار کے نام سے کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں۔ ان میں بلا حلف فرمائیے)

(۳) اذکارِ مَطْلُوقہ | یعنی وہ اذکار جو مطلق بلا قید و تعیین وقت، ہر وقت پڑھے جاسکتے ہیں۔ ان تمام سے افضل الذکر لَدَ الْاِلَہِ اِنَّہُ سَیَ، البتہ بعض حالات ایسے بھی پیش آ جاتے ہیں کہ دیگر اذکار مثلاً بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰہُ سے افضل ہو جاتے ہیں۔

بہر نیک عمل ذکرِ الہی میں داخل ہے | بعد ازیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہر وہ بات جو قرب الہی کا ذریعہ بن سکتی ہے خواہ زبان کا قول ہو یا دل کا تصور، مثلاً تعلیم و تعلم، اسر بالمعروف

اور نہی عن المنکر، سب ذکر الہی میں داخل ہیں، یہی وجہ ہے کہ جو شخص ادا فرمائش کے بعد کسی علم نافع یعنی دین یا دین سے تعلق رکھنے والے علم کی طلب میں مشغول ہو، یا کسی مجلس و مدرسہ میں بیٹھ کر وہ فقہ پڑھے یا پڑھائے جسے خدا و رسول علیہ السلام نے فقہ کہا ہے، تو یہ بھی ذکر الہی میں داخل ہے۔ اور اگر افضل الاعمال کی تعیین میں اس قسم کی وسعت کی جائے، تو فکر و تدبر کے بعد آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اس کے متعلق وارد شدہ اقوال متقدمین میں کوئی زیادہ اختلاف نہیں۔

افضل الاعمال کی تعیین کے متعلق استخارہ مسنونہ | اس کی تعیین میں اگر کسی شخص کو

اشتباہ واقع ہو جائے تو اسے استخارہ شرعیہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے استخارہ کرنے والا شخص کبھی نادم نہیں ہو سکتا۔ اور بکثرت دعا و استخارہ سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ وہ ہر خیر و برکت کی کلید ہے۔ نیز جلد بازی کر کے یوں نہ کہنا چاہیے کہ میں نے دعا کی تھی، مگر قبول نہ ہوئی۔ اور دعا مانگنے کے لیے اوقات فاضلہ یعنی افضل اوقات کو اختیار کرنا چاہیے۔ مثلاً رات کا آخری حصہ، اذان اور نمازوں کے بعد، نزول بارش اور اسی قسم کے دوسرے اوقات۔

بہترین کسب توکل علی اللہ ہے

باقی رہا ارنج المكاسب یعنی کونسائل سب سے اعلیٰ ہے تو اس کا جواب یہ ہے، کہ ذات خداوندی پر بھروسہ، تمام حاجات میں اس پر مکمل اعتماد

اور ہر حالت میں اس پر حسن ظن رکھنا سب سے بہترین کسب ہے۔

طلب رزق کا پہلا اصول | اور اس کی صورت یہ ہے کہ رزق کے متعلق جسے فکر و انگیر ہو، اسے لازم ہے، کہ خدا تعالیٰ سے التبا کرے۔ اور محض اسی سے اس کی دعا و درخواست کرے جیسا حدیث قدسی میں ہے کہ خدا تعالیٰ بندوں سے یوں خطاب فرماتا ہے۔

يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ
اطْعَمْتُمْ فَاسْتَطْعَمُوْنِي فِي اَطْعَمَكُمْ
يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ
كَسَوْتَهُ فَاَسْكُسُوْنِي
اَكْسَكُوْكُمْ
میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو۔ ہاں جسے میں کھلا دوں۔ لہذا تم مجھی سے کھانا طلب کرو۔ میں تمہیں کھانا دوں گا۔ تم سب لگے ہو، ہاں جسے میں کپڑا پہنا دوں۔ لہذا تم مجھ ہی سے کپڑا مانگو۔ میں تمہیں روں گا۔ یعنی ہر چیز مجھ سے مانگو۔ میں تمہیں روں گا۔

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَسْأَلُ أَحَدَكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ
كُلَّهَا حَتَّىٰ يَسْمَعَ تَعْلِيَهُ إِذَا انْقَطَعَ
تِلْكَ إِنَّ لَهُ مِيسِرًا كَمِيسِرِ
ہر آدمی اپنی تمام حاجات، حتیٰ کہ جو تے کا تہک خدا سے مانگے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ میسر نہ فرمائے تو جو تے کا تہر تک بھی میسر نہ آئے گا۔

اور قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَأَسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ (۲۲:۲)

خدا سے اس کا فضل یعنی رزق طلب کرو۔

نیز ارشاد ہے

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا

جب نماز ہو جائے تو زمین میں چل پھر کر خدا کا

فضل یعنی رزق تلاش کرو۔

فِي الدُّرُغِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ (۱۰۲:۱۰۱)

یہ آیت اگرچہ جہد کے متعلق ہے تاہم اس کا حکم ہرغناہ کے ساتھ قائم ہے، غالباً اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان مسجد میں داخل ہوتے وقت

اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ
خدا یا میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے
اور مسجد سے نکلنے وقت

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ
خدا یا میں تجھ سے تیرا فضل یعنی رزق چاہتا ہوں
پڑھا کرے (سنن ابی داؤد)

خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر جو ارشاد فرمایا، اس میں بھی اسی کی تلقین ہے، فرمایا
فَاَتَّبِعُوا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
خدا سے رزق مانگو، اس کی عبادت کرو اور
تَاعِبُوا لَهُ وَاشْكُرُوا لَهُ (۲۹-۱۷)

اِتَّبِعُوا امر کا مبینہ ہے اور امر مقنی وجوب ہے۔

الغرض طلب رزق میں خدا سے استمداد کرنا اور اسی کے سامنے التجا کرنا بڑا عجاری اصول ہے۔

دوسرا اصول | طلب رزق میں دوسرا ضروری امر یہ ہے، کہ انسان مال کو بالکل بے پرواہی و بے دلی سے قبول کرے کہ اس

میں برکت ہو۔ ہر وقت اس کی تاک میں نہ لگا رہے، نہ ہی طمع و لالچ سے حاصل کرے۔ بلکہ دل میں اس کی وقعت محض اسی قدر ہونی چاہیئے۔ جتنی بیت الخلا رکے، کہ انسان خوشی سے نہیں بلکہ رفع حاجت کے لیے اس کی طرف جانے پر مجبور ہوتا ہے۔

علیٰ ہذا انقیاس تحصیل مال میں بھی صرف اتنی کوشش ہونی چاہیئے

جتنی بیت الخلاء کی اصلاح میں ہوتی ہے۔

جامع ترمذی وغیرہ میں مرفوعاً آیا ہے۔

میں کو صبح ہوتے ہی سب سے زیادہ دنیا بیٹھے کی فکر ہو۔ خدا اس کے جمع شدہ کاموں کو پراگندہ کر دیتا ہے اور اس سے سب سامان و اسباب کو بکھیر دیتا ہے اور دنیا بھی صرف اسی قدر حاصل ہوتی ہے جتنی مقسوم میں مقدر ہو اور جسے صبح ہوتے ہی سب سے بڑھ کر فکر آخرت ہو، خدا اس کے تمام پراگندہ کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور اس کا دل ان کی طرف سے غنی رہے پرواہ کر دیتا ہے، پھر تو ایسا ہوتا ہے دنیا اور اس کے مال و دولت

مَنْ أَصْبَحَ وَاللَّيْلُ أَكْبَرُ هَوَاهُ
شَتَّ اللَّهُ عَلَيْهِ شَمْلَهُ
وَوَزَنَ عَلَيْهِ ضِعْعَتَهُ وَلَمْ
يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ
لَهُ وَمَنْ أَصْبَحَ وَالْآخِرَةُ أَكْبَرُ
هَوَاهُ جَمَعَ اللَّهُ عَلَيْهِ شَمْلَهُ
وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ
وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا
رَاحِمَةً

جھک مار کر اس کے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں

بعض سلف صالحین کا قول ہے۔ اے انسان! تو دنیا کا

ایک بزرگ کا قول

محتاج تو ہے، مگر اپنے حصہ آخرت کا اس سے کہیں بڑھ کر محتاج ہے لہذا اگر اپنے اخروی حصہ کی جانب توجہ مبذول کرنے کی ضرورت سمجھتا ہے، تو دنیوی حصہ کو اسی طرح حاصل کر، جیسے گزرتے گزرتے راستے میں کوئی چیز آجائے، تو اس کا انتظام کر لیا جاتا ہے، ارشاد باری ہے۔

میں نے جنوں، انسانوں کو بعض اپنی عبادت

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا

کے لیے پیدا کیا ہے (ورنہ) تو میں ان سے روزی

لِيُعْبِدُونِ ۚ وَمَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ

کا خواہاں ہوں۔ اور نہ مجھے یہ خواہش ہے کہ مجھے

دَرْبٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطِيعُونِ ۚ

کہ میں سے مطاع ہو، بلکہ ان کو ڈر لائق اور بہت طاقتور

أَنَّ اللَّهَ هُوَ الشَّدِيدُ الْقَوَىٰ

الْمَتَّبِعِينَ ۝ الذِّمَّاتِ (۵۱-۵۸ تا ۵۸)

مالک ہے ۔

تعیین کسب اور دو مفید باتیں | باقی رہی کسی خاص کسب کی تعیین خواہ وہ صنعت و حرفت ہو یا تجارت، فن تعمیر

ہو یا ندامت، یہ بھی لوگوں کے مختلف حالات کی بنا پر مختلف ہوتے ہیں۔ فی الحال، مجھے کوئی ایسا کسب یاد نہیں جو تمام لوگوں کے لیے مٹوا یکساں مفید ہو سکے (۱) ہاں اگر تلاش معاش میں کوئی خاص صورت پیش آجائے تو اس کے متعلق بارگاہ عزوجل سے استخارہ کرنا چاہیے، جو معلم خیر پیغمبر خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ اس میں ایسی برکت ہے، جس کا احاطہ ناممکن ہے۔

دب (۱) دوم یہ کہ جو کام میسر آجائے وہی اختیار کر لے، خواہ مخواہ دوسرے کام میں پڑ کر مفت کی تکلیف نہ اٹھائے۔ الا اینکه اس میں کوئی کراہت شرعیہ ہو تو اور بات ہے۔

علم حدیث و دیگر علوم شرعیہ | رہا علم حدیث و دیگر علوم شرعیہ کے متعلق مختصر علیہ کتاب کا انتخاب، تو یہ باب بھی

نہایت وسیع، اور مختلف شہروں کے باشندوں کے لحاظ سے مختلف ہے کیونکہ کسی شہر میں ایک شخص کو کسی خاص علم، طریقہ، اور مذہب کی کوئی ایسی کتاب میسر ہو جاتی ہے جو دوسرے شہر میں دستیاب نہیں ہو سکتی۔

علم نبوی ہی علم کہلانے کا حقدار ہے | ہاں تمام خیر و برکت کی جامع چیز ہے، کہ انسان اس علم کی تحصیل کے

یہ خدا تعالیٰ سے نصرت و امداد طلب کرے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور میراث چلا آ رہا ہے۔ کیونکہ یہی علم علم کہلانے کا حقدار ہے۔

علم کی تین قسمیں | علاوہ انہیں ہر علم۔

(۱) یا علم تو ہو گا۔ مگر غیر نافع (رب) یا سرے سے علم نہیں ہو گا۔ خواہ اسے علم کے نام سے نامزد کیا جائے (رج) اگر فی الواقع وہ علم بھی ہے، اور نافع بھی، تو یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم موردت میں اس سے بے نیاز کر دینے والی۔ بلکہ اس سے بھی بدرجہا بہتر کوئی نہ کوئی چیز ضرور موجود ہوگی، لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم موردت کو چھوڑ کر اس کی جانب توجہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی، جب اس کی ضرورت ہی نہ رہی تو انسان کی تمام تر جدوجہد یہی ہونی چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوامر و نواہی اور آپ کے دوسرے کلام کے مقاصد سمجھے۔ جب اس جدوجہد کے بعد اس کا دل مطمئن ہو جائے کہ اس مسئلہ میں آنحضرت کی یہی مراد ہے تو پھر جس قدر ممکن ہو اس سے سرمو تنجاف و انحراف نہ کرے خواہ وہ حقوق اللہ یعنی بندہ و خدا کے مابین ہوں، یا حقوق العباد یعنی دوسرے لوگوں کے ساتھ۔

رفع اشتباہ کے لیے دُعا

اور علم کی ہر شاخ میں ایک ایسے اصل کو مضبوط پکڑنے کی کوشش کرے، جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و ماثور ہو، اور جب علماء کے مختلف فیہ مسئلہ میں ایسے مشکوک و شبہات پڑ جائیں تو بارگاہ الہی میں دُعا کرنی چاہیے، جو مسلم میں بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقُوْلُ اِذَا قَامَ يُصَلِّي: مِثْرَ
النَّبِيِّ اَللّٰهُمَّ رَبِّ جِبْرِئِلَ وَ
مِيكَائِلَ وَاسْرَافِيْلَ وَهَارِطَ
رَسُولِ خِدَاصلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لیے
بیدار ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے۔ اے جبریل و
میکائیل و اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمینوں
کے خدا کے لئے ہمارے، غیب و حاضر کے واقف

اَلشَّهَادَاتِ قَرَأْتُ مِنْ عَلِيمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَاتِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اِهْدِنِيْ
لِمَا اخْلُفْتَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ يَا ذَا الْكَرَمِ
اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝

تو ہی لوگوں کے باہمی اختلافات کا فیصلہ کرے گا
جس حق کے متعلق اختلاف کیا جا رہا ہے۔ مجھے
اپنے حکم سے اس کی رہنمائی کر۔ کیونکہ تو اپنی
حسب خواہش مجھے چاہتا ہے، صراطِ مستقیم
کی جانب راہنمائی فرماتا ہے

کیونکہ ایک حدیث قدسی میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ
اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاَسْتَهْدُوْنِيْ
اِهْدِكُمْ (صحیح مسلم)

میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو۔ ہاں مجھے
میں ہدایت کروں۔ لہذا مجھ سے ہدایت
طلب کرو۔ میں تمہاری راہنمائی کروں گا۔

ہر علم کی کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے

میسر فرمایا۔ اثناردس و مذاکرہ میں میرے (ابن تیمیہؒ) ہاں سن ہی چکے ہیں۔ اس
وقت صرف اتنا کہے دیتا ہوں۔ کہ منقسم علی الابواب تصانیف میں صحیح امام محمد بن
اسلمیل سناری سے نافع ترین کوئی کتاب نہیں۔ لیکن علم کے تمام اصولوں کو سمجھنے
میں تنہا وہ بھی کافی نہیں اور نہ ہی مختلف علوم کے متبحر عالم کا مقصود پورا کر سکتی
ہے، کیونکہ اس کے علاوہ دیگر احادیث، خصوصاً علماء و فقہاء کے ان مسائل کا علم
سہایت ضروری ہے۔ جن کے ساتھ بعض علماء مختص و ممتاز ہیں۔ اور امت محمدیہ
تو علم کے ہر فن میں پورا پورا حصہ لے چکی ہے۔ جس کا دل خدا تعالیٰ نے نور سے
بھر دیا ہے۔ اسے جو بات پہنچتی ہے، اسے اس کے ذریعے راہنمائی فرماتا ہے
اور جس کا دل اندھا کر دیا ہے۔ اسے جس قدر زیادہ کتابیں میسر ہوتی ہیں۔ اسی قدر

اس کی حیرت و ضلالت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عبید بن نصاریٰ سے فرمایا۔

أَوَلَيْسَتْ التَّوْرَةُ وَالْإِنْجِيلُ
عِنْدَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ قِمًا
ذَاتُ نَفْعٍ عَنْهُمْ؟
کیا یہود و نصاریٰ کے ہاں توراۃ و انجیل نہیں
ہے تو پھر انہیں کیا نائدہ پہنچا یا رحیمہ خود انہیں
ہدایت کی ضرورت نہیں۔

لہذا عزوجل سے التجا ہے، کہ ہمیں رشد و ہدایت، اور
خاصتہ و دُعَا، صلاحِ علم و عمل عطا کرے، ہمارے دلوں میں وہ چیز القَا
فرمائے جس میں ہماری ہدایت ہو۔ ہمیں شر و نفسانیت سے محفوظ و مصئون
رکھے۔ اور ہدایت کے بعد دل کی کج روی سے بچا کر اپنی بارگاہ سے خاص
رحمت نازل فرمائے۔ کیونکہ وہی رحمت عطا فرما سکتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَوَاتُہٗ عَلٰی أَشْرَفِ الْمُسْلِمِينَ ۝

دَرَجَاتُ الْيَقِينِ

المحْوَالِ رَسَالِہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال | شیخ الاسلام ابوالعباس امام احمد ابن تیمیہ رحم سے دریافت کیا
گیا کہ خدائے عزوجل نے کلام اللہ میں جو یقین کے تین مدارج
و مقام حق یقین، عین یقین، علم یقین بیان فرمائے ہیں، ان میں سے ہر
مقام کے کیا معنی ہیں اور کون سا مقام ان سب میں اعلیٰ و افضل ہے۔

جواب الْحَقُّ يَلْبِثُ رِبِّ الْعَالَمِينَ - حق الیقین - عین الیقین اور علم الیقین کے متعلق لوگوں کے چند مشہور اقوال ہیں۔

علم الیقین ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ علم الیقین علم کا وہ درجہ ہے جو کسی کو کسی بات کے سننے، کسی کے بتلانے، ایک چیز کو دوسری پر قیاس اور غور و فکر کرنے سے حاصل ہو۔

عین الیقین وہ درجہ ہے جو کسی چیز کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ و معائنہ کرنے سے حاصل ہو۔

حق الیقین اس درجہ کا نام ہے جو کسی چیز کو مشاہدہ کے بعد چھپنے، محسوس کرنے، چکھنے، اور اس کی حقیقت معلوم کرنے سے حاصل ہو۔

مثال اول علم الیقین کی مثال یوں سمجھ لیجئے، کہ ایک شخص کو کسی نے اطلاع دی کہ فلاں جگہ شہد ہے۔ تو اس نے صرف اس کی تصدیق کی، یا شہد کے آثار دیکھ کر (مثلاً مکھیوں کا چھتہ وغیرہ دیکھنے سے) نتیجہ اخذ کر لیا، کہ وہاں شہد ہوگا۔

مثال دوم عین الیقین کی مثال یہ ہے، کہ کسی نے شہد کو محض سنا ہی نہیں بلکہ اس کا مشاہدہ و معائنہ بھی کیا ہے۔ یہ مقام پہلے سے اعلیٰ ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ دگرانی ہے۔

لَيْسَ الْمُخْبِرُ كَالْمُعَايِنِ
سننے والا شخص معائنہ کرنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

مثال سوم حق الیقین کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے شہد کو رمض دیکھا ہی نہ ہو۔ بلکہ اسے چکھا ہو۔ اور اس کا مزہ و شیرینی بھی حاصل کر چکا ہو۔ اور ہر شخص بخوبی جانتا ہے، کہ علم کا یہ درجہ پہلے درجہ یعنی علم الیقین سے اعلیٰ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عارف لوگوں کی زبان پر جب حق الیقین کا لفظ آتا ہے تو اس سے ذوق و وجدان کی طرف اشارہ ہوتا ہے، جو انہیں بارگاہ ایزدی سے حاصل ہو چکا ہوتا ہے۔

چنانچہ صحیح حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ مِثْلَهُ وَحِيدٌ حَدَّثَهُ
الْإِيمَانُ مَنْ كَانَتْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَتْ
يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ
كَانَتْ يَكْرَهُ أَنْ يُسَوِّجَ إِلَى الْكَافِرِ
بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا
يَكْرَهُ أَنْ يُسَكَّنِيَ فِي النَّارِ

جس شخص میں تین چیزیں ہوں تو یقین ہائے
کہ وہ علاوت ایمانی سے بہرہ ور ہو چکا ہے (اول)
وہ شخص جسے خدا و رسول علیہ السلام تمام کائنات
سے زیادہ محبوب ہوں رسول و قوم جو کسی سے دنیا کی
خاطر نہیں بلکہ لہجہ اللہ محبت رکھتا ہو رسول و قوم جو شخص
نفس سے نجات پانے (اور قبول حق) کے بعد ازندہ کفر
کو ایسا برا جانتا ہو جیسے آگ میں دھکیں دیئے
جانے کو۔ (مشکوٰۃ)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جلال و کبریا ہے۔

ذَاكَ طَعَمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَفَعَنِي بِاللَّهِ
رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ
رَسُولًا

جو شخص خدا کی ربوبیت، دین اسلام کی حقیقت
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ضامن
ہو اس نے ایمان کا مزہ پایا۔ (مشکوٰۃ)

علاوت ایمانی کا وجد و ذوق اور مدارجِ ثلاثہ
کی جو شیرینی و مزہ حاصل ہوتا

ہے، اس میں لوگوں کے تین درجے ہیں۔

مثال | کہ کسی شخص کو صرف اسی قدر معلوم ہو کہ وجد و ذوق کوئی چیز ہے۔
مثلاً شیخ نے اسے بتایا کہ ذوق ایک درجہ ہے۔ تو اس نے محض

سن کر اسے سچ سمجھا۔ یا عارف لوگوں نے اپنے متعلق بعض باتوں کی اطلاع دی تو وہ سن کر ان تک پہنچ گیا۔ یا ان بزرگوں کے احوال کے آثار و علامات (مثلاً کرامات وغیرہ) دیکھیں جن سے ذوق پر دلالت ہوتی ہے۔

دوسرا درجہ | اس شخص کا ہے جس نے علم کے بعد اس کا مشاہدہ و معائنہ بھی کر لیا ہو۔

مثالیں | مثلاً اہل معرفت اور اہل صدق و یقین کے احوال میں سے ایسے احوال کا مشاہدہ کیا ہو جن سے پتہ چلتا ہو کہ یہ بزرگ صاحبِ درجہ و ذوق ہیں۔ تو اس شخص نے اگرچہ فی الحقیقت وجد و ذوق کی حالت نہیں پائی، تاہم ایسی چیز تو دیکھ لی جو اس حالت پر دل ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ اس شخص سے اقرب الی الحقیقت ہے جس نے اسے دیکھا نہیں محض اس کی خبر حاصل کی ہے۔ اور کرامات اولیاء کو دیکھ کر اس کے وجود کی دلیل پکڑ چکی ہے۔

تیسرا درجہ | یہ ہے کہ کبھی دوسروں سے جس وجد و ذوق کا صرف نام ہی سنا تھا وہ اپنے اندر فی الواقعہ پالیا ہو۔

ایک بزرگ کا مقولہ | چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ وجد و ذوق کی حالت طاری ہونے پر میری زبان سے یہ الفاظ جاری تھے۔ جنت میں اہل جنت کو اگر یہ حالت نصیب ہو جائے تو یقیناً وہ انتہائی عیش میں ہوں گے۔

مقولہ دیگر | ایک اور بزرگ کا مقولہ ہے کہ بعض دفعہ دل پر ایسے حالات طاری ہوتے ہیں کہ فرح و سرور کے باعث وہ نفس کرنے لگ جاتا ہے۔

مقولہ دیگر :- علیٰ ہذا القیاس ایک اور بزرگ کا قول ہے کہ شنب بیدار

لوگوں کو بیداری میں وہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ جو لہو و لعب میں مشغول رہنے
و اسے تماشاخیوں کو بھی اپنی لہو و لعب میں میسر نہیں ہوتی۔

امور قیامت و درجاتِ ثلاثہ | علیٰ ہذا التقیاس راخبار قیامت و امور
آخرت کے متعلق لوگوں کے تین درجے
ہیں۔

پہلا درجہ | یہ ہے کہ امور آخرت کا صرف علم ہو، جو انبیاء و کرام علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے اطلاع دینے یا امور آخرت کے وجود
پر عقلی دلائل قائم ہونے سے حاصل ہوا ہو۔

دوسرا درجہ | علم کا دوسرا درجہ عالم اخروی میں ہوگا۔ جبکہ یہاں کے
مشتبہ وعدہ و وعید، ثواب و عذاب، جنت اور دوزخ
کا مشاہدہ اور معائنہ ہوگا۔

تیسرا درجہ | اس وقت حاصل ہوگا، جبکہ اہل جنت، جنت میں داخل
ہو کر عز و جل کے انعام و اکرام سے بہرہ ور ہو کر انعامات
الہیہ کے آثار کو اپنے وجود اجسام میں محسوس کریں گے یا اہل جہنم جہنم رسید ہو کر
عذاب الہی کا مزہ چکھیں گے۔

غرضیکہ ہر چیز میں خواہ دل کے اندر ہوں یا باہر لوگوں کے تین درجے ہیں۔

امور دنیا کے درجاتِ ثلاثہ | علیٰ ہذا التقیاس امور دنیا میں بھی لوگوں کے
تین درجے ہیں۔

دعا: مثلاً ایک شخص کو بتایا جاتا ہے کہ عشق اسے کہتے ہیں زکاج اس کا نام
ہے لیکن نہ اسے اور نہ دیکھنا اس کی لذت کو محسوس کیا تو اسے صرف اس
کا تجربہ کرنا و مشاہدہ نہیں۔

وہاں اب اگر اس کا صرف مشاہدہ کرے۔ لیکن لذت سے بہرہ مند نہ ہو۔
تو اس نے محض اس کا معائنہ کیا۔

(ج) لیکن بنفسہ اگر اس کا مزہ بھی چکھ لے، تو اسے اس کا ذوق و تجربہ
بھی حاصل ہو گیا۔

اور جس کو ایک چیز کا سرے سے ذوق ہی نہیں، وہ اس کی حقیقت سے
کب آشنا ہو سکتا ہے؟ الفاظ و عبارات تو محض ایک ذریعہ ہیں جن سے کسی
چیز کی صرف مثال دی جا سکتی ہے۔ یا اس کے ذریعہ ایک (بعید) چیز کو
ذہن کے قریب تر لایا جا سکتا ہے۔ رہی اس کی پوری شناخت، تو وہ
محض عبارات و الفاظ حاصل نہیں ہو سکتی۔ رہاں جو شخص پہلے سے اسے محسوس
کر چکا ہو، یا اس کا ذوق و لطف اٹھا چکا ہو اور بخوبی اس کی شناخت
اور تجربہ کر چکا ہو، تو یہ علیحدہ بات ہے۔

ایسے لوگوں کو اہل معرفت اسی لیے کہا جاتا ہے، کہ دوسروں کو کسی کے
اطلاع دینے یا غور و فکر کرنے سے جس چیز کا صرف علم ہوتا ہے۔ وہ ذاتی تجربہ
و ذوق کی بنا پر اس کی حقیقت اور تہ تک پہنچ چکے ہوتے ہیں۔

حلاوتِ ایمانی

ہر قتل شاہِ روم کے تاثرات | صحیح حدیث میں ہے کہ ہر قتل شاہِ روم
نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

ابوسفیان بن حرب سے مستفسرہ امور میں سے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ کیا
اسلام میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص مشغور و شربیدہ خاطر ہو کر مرتد نہ ہو

ہوتا، ابوسفیانؑ نے جواب دیا ”نہیں“ اس پر ہنزل نے کہا۔

وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَتْ
بِشَأْنِهِ الْقُدْبُ لَا يَسْخَطُ أَحَدٌ
داعیِ حلاوتِ ایمانی کی تازگی جب دل میں سرایت
کرجاتی ہے تو اسے کوئی بھی ناپسند نہیں کرتا۔

غریبکہ ایمان جب دل میں رتج جائے اور
اس کی تازگی دل میں پوری طرح سرایت

لَذَّتِ الْإِيمَانِي سَعْدِمْ نَفَرْت

کرجائے۔ تو اس سے نفرت تو درکنار، خود اس سے محبت کرتا ہے، اسے پسند
کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل میں ایمان کی اس قدر حلاوت و لذت، خوشی و
شادمانی ہوتی ہے کہ اس کے ذوق سے نابلد آدمی کے سامنے اس کی تعبیر
ناممکن ہے۔

ذوقِ ایمانی کے مدارج میں لوگ ایک دوسرے سے بالکل متفاد ہیں
جس قدر ذوق ہوگا اسی قدر دل میں پیدا شدہ فرع و سرور کی شگفتگی اور صدق و
صلاح اور اطاعت ہوگی اور جب یہ دل میں پختہ طور پر سما جائے تو دل اسے
کبھی ناپسند نہیں کرتا۔

شہادتِ قرآنی | ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ
نَلْبِغُكُمْ حُفَاةً وَبِخَيْرٍ مِّنْكُمْ
يَجْمَعُونَ﴾ (۵۸:۱)

اے پیغمبر! کہہ دیجئے کہ قرآنِ کریم خدا کا فضل و رحمت
سے ہے اور تم لوگ اس فضل و رحمتِ الہی یعنی قرآن
حکیم کے حوصلے سے خوش ہونا چاہیے کیونکہ یہ بڑی
مال و مقام سے کہیں اعلیٰ ہیں۔

ایک جگہ فرمایا

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ
الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ

اے پیغمبر! جن سے تم نے یہ کتاب دی ہے وہ
یہ کتاب ہے جو ان سے ان کے لیے ہے

مِنَ الْآخِرَةِ ابَّ مَن يَتَكَبَّرُ
تَبَعَتْهُ (۱۲-۳۶)
ہوتے ہیں مگر چند ایسے فرتے بھی موجود ہیں جو بعض کا
انکار کر دیتے ہیں

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

(۳) وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ لَّنْهُمْ
مِّن يَّقُولٍ أَيْكُمْ زَادَتْهُ
مَلِيذًا أَيْمَانًا فَا مَّا الَّذِينَ
أَمْسَرُوا نَزَادَتْهُمْ إِيْمَانًا
زَقَمُوا كَيْسْتَبْشِرُونَ ۝
نزل سورۃ کے وقت منافقین ایک دوسرے
دریافت کرتے ہیں کہ اس حدیث نے تم میں سے کس کے
ایمان میں اضافہ کیا ہے، منافقوں نے ایمان میں اضافہ
ہوایا نہیں، ایمانداروں کے ایمان میں تو اس سے یقیناً
اضافہ ہوا اور وہ زیادتی ایمان پر خوشیاں منا
ہیں۔ (۱۲۵: ۹)

اس آیت میں عزوجل نے نازل قرآن کے
استبشار اور اس کی وجہ | وقت اہل ایمان کے مستبشر ہونے کی اطلاع
دی ہے، استبشار سے مراد فرح و سرور ہے، اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ نازل
قرآن کے وقت وہ اپنے دل میں ایمان کی لذت و جلالت اور سرور و بشارت
محسوس کرتے ہیں۔ اور لذت ہمیشہ محبت کے بعد پیدا ہوتی ہے، لہذا جو شخص کسی
چیز سے محبت کرنے کے بعد جب اسے پالیتا ہے تو اسے اس کی لذت بھی حاصل
ہوتی ہے۔

ذوق، بالفاظ دیگر ادراک محبوب یعنی محبوب کو پا لینے کا نام ہی ہے۔
لذت ظاہری کی مثال | یوں سمجھ لیجئے، ماکہ انسان کو پہلے خوراک کی استنشاق
و محبت ہوتی ہے۔ جب اسے تسکین ملتا ہے تو

اس وقت اسے اس کی لذت و جلالت بھی ہوتی ہے۔

عنی ہذا نقیاس نکاح و غیرہ کو سمجھ لیجئے۔

خدا و رسول کی محبت

محبت کا لفظ کائنات عالم کی محبت ایک طرف، اور اہل ایمان کی اپنے رب سے محبت ایک جانب ہو، تو کوئی محبت اتنی بڑی، اتنی کامل و مکمل نہ ملے گی جس قدر مومنوں کو اپنے رب العزت سے ہے۔

ہر محبت محبت الہی کے تابع ہے تمام کائنات میں خدا کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو بذاتہ، بلا واسطہ، ہر حیثیت سے مستحق محبت ہو، عز و جل کے سوا جس کسی سے محبت کی جائے، اس کی محبت، محبت الہی کے تابع اور اسی کے ذریعہ ہوگی۔

کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی جاتی ہے، تو اللہ کی خاطر آپ کی اطاعت کی جاتی ہے تو محض لوجہ اللہ آپ کا اتباع کیا جاتا ہے، تو محض خدا کی خاطر۔

شہادات کتاب و سنت چنانچہ ارشاد باری ہے۔

اے پیغمبر اکبر دیکھو کہ اگر خدا کو درصمت رکھنا ہے تو میری اتباع کرو کہ خدا بھی تم سے محبت رکھے۔

اَنْ تَرْضَوْاْ كُنْتُمْ مُّحِبِّیْنَ وَاللّٰهُ فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحِبِّبْكُمْ اللّٰهُ (۲۰-۲۱)

حدیث شریف میں آیا ہے۔

خدا سے محبت، کہو کیونکہ اس کی ہر راہ نعمتیں کھاتے ہو اور مجھ سے محبت، رکھو کہ میری محبوب خدا ہوں اور میرے اہل بیت سے بھی محبت، رکھو کہ وہ میرے محبوب و رشتہ دار ہیں۔

اَحِبُّوْا اللّٰهَ لِمَا یَدْعُوْكُمْ وَهُوَ بِهٖ
مِنْ نَّفْسِهِ رَا حَبِیْبُوْنِیْ بِحُبِّیْ
اَللّٰهُ كَاَحِبِّیْ اَا هُنَّ بَلِیَّتِیْ
بِحُبِّیْ

قرآن حکیم میں عزوجل کا ارشاد گرامی ہے ۔

قُلْ إِنْ كَانِ آبَاؤُكُمْ وَآبَاؤُنَا وَكُمُ
وَاِخْوَانُكُمْ وَآزْوَاجُكُمْ وَ
عَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نَقَرْتُمْ بِهَا
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ
تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَفِي سَبِيلِهِ تُفْتَنُونَ
حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

۹۷-۲۴

اے پیغمبر! کہہ دیجئے۔ اگر تمہارے آباؤ اجداد
اولاد فرزند اور برادر، بیسیاں، قریبیہ، وہ مال
جو تمہاری رکاز ہے پسینہ کی اکائی سے۔ وہ تجارت
جس کی کساد بازاری کا تمہیں خطر ہے۔ وہ مساکین
اور محتلات، جو تمہیں محبوب و پسند میں خدا اور رسول
خدا اور جہاد فی سبیل اللہ سے عزیز تر ہیں تو حکم
ابنی کے آنے تک تو فوراً صبر و استقامت رکھو و عزو
جل کا دستور ہے کہ وہ بدکار لوگوں کو کبھی ہدایت
نہیں دیا کرتا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ ذَلِيقِهِ وَآلِهِ وَ
النَّاسِ أَجْمَعِينَ (مشکوٰۃ)

کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ
اپنی اولاد۔ اپنے باپ بلکہ تمام لوگوں سے بڑھ
کر مجھے محبوب نہ سمجھے۔

جامع ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے ۔

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَآلِهِ وَ
أَعْلَىٰ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ
الْإِيمَانَ ۔

جو شخص خدا ہی کے لیے محبت کرے، خواہی کی
خاطر بعض رکھے، خواہی کے لیے کچھ دے اور بعض
خدا کی خاطر روک لے۔ تو اس نے اپنا ایمان
کامل و مکمل کر لیا۔

عزوجل کا ارشاد ہے ۔

وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَخُفُّ عَنْ سَئِرِ
بَعْضِ دُكُكِ خُذْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ

ذَوْبِ اللَّهِ اَسَدًا اَيُّحِبُّوْهُمْ كَحَبِّ
 النَّارِ وَالْكَافِرِيْنَ اَمَّنُوْا اَسَدًا
 محبتِ اللہ (۲-۶۵)

نبا کران سے وہی محبت رکھتے ہیں جو انہیں خدا سے
 رکھنی چاہیے تھی، لیکن ایمانداروں کو تو سب سے
 بڑھ کر اپنے خدا سے محبت ہوتی ہے
 معلوم ہوا کہ اہل ایمان کو جس قدر دوسری چیزوں کی، بلکہ ہر محبت کو اپنے محبوب
 کی محبت ہو سکتی، ان سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی محبت ہو سکتی ہے۔
 اس موضوع پر ہم (ابن تیمیہ) متعدد جگہ بالتفصیل بحث کر چکے ہیں جس
 کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

یہاں صرف اتنا بیان کرنا مقصود ہے کہ ایمانداروں
 کو جو لذت ایمانی نصیب ہوتی ہے، وہ محبت خدا

اور رسول علیہ السلام سے حاصل ہوتی ہے، وہ بھی مقدار محبت کے تناسب سے
 اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حلاوت کو مشروط بالمحبت ٹھہرا کر فرمایا۔

تَدَاثُّ مَنْ كُنَّ دِينُهُ وَجِبَدًا حَلَدَتْ
 اَزْجَانُ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ
 اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ
 الْمَرْءَ عَزْدَ يُحِبُّ اِلَٰهَ رَبِّهِ وَاَنْ
 يَكُوْنَا اَنْ يَعُوْذَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكُوْنُ
 اَنْ يَفْتَدِيَ فِي النَّارِ

جس شخص میں تین چیزیں ہوں اس نے ایمان کا
 مزہ پایا اور خدا و رسول کی محبت تمام چیزوں سے
 زیادہ ہو (۲) کسی سے محض لوجہ اللہ محبت رکھے
 (۳) قبول اسلام کے بعد ارتداد سے یوں نفرت
 رکھے جیسے آگ میں جلنے سے نفرت ہوتی
 ہے۔

ثمرۃ توحید اخلاص توکل و دعا اور درجات ثلثہ

توحید، اخلاص، توکل اور صرف خدا سے دعا کر لپکا رہنا میں جو غور و فکر
 قرآن مجید میں مذکور ہے اس میں بھی غور و فکر کیے بغیر نہیں ہو سکتے ہیں۔

پہلا درجہ

وہ شخص جو اہل حال سے من کرے یا آثار و علامات سے استدلال کر کے اس چیز کا علم حاصل کرے۔

دوسرا درجہ

وہ شخص جو صاحبِ حال کے حاصل شدہ احوال کا مشاہدہ معائنہ کر چکا ہو۔

تیسرا درجہ

وہ شخص جو اخلاص، توکل علی اللہ، اللہ سے التبا کرنے، اللہ سے نصرت و امداد چاہنے اور اس کے سوا تمام علائق سے قطع تعلق ہو کر محض اسی کا پورے کرنے کی حقیقت کو پا چکا ہو۔

ایسے شخص کو خود اپنی ذات پر تجربہ ہو جاتا ہے۔ کہ جب بھی اس نے مخلوقات سے دشتہ جڑا۔ ان سے امید رکھی۔ حصولِ منفعت و دفعِ مضرت کے لیے ان سے کسی قسم کی امید رکھی، تو اس جانب سے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوا، اور کوئی مقصد حاصل نہ ہوا، بلکہ کتنی دفعہ ان کی خدمت کی، بعض دفعہ ان پر مال بھی خرچ کیا، کہ مشکل میں کام آئیں گے، مگر کوئی بھی اسے نفع نہ پہنچا سکا، خواہ وہ نفع پہنچانے سے خود عاجز و قاصر تھے۔ یا بے اعتنائی و بے پرواہی سے کام لیا۔

بہر صورت جب وہ صحیح صدقِ احتیاج کے ساتھ عز و عل کی جانب متوجہ ہوا۔ اور پورے خلوص کے ساتھ اس کے ہاں فریاد ہی ہوا۔ تو اس نے اس کی دعا قبول فرمائی کہ تمام دکھ درد دور کر دیئے۔ اور اپنے واپس خزانہ رحمت کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے۔

ایسا شخص توکل و اخلاص اور اللہ کی حقیقت کا اس قدر مزہ پاتا ہے جو دوسروں کو غیب نہیں ہوتا۔

علیٰ ہذا القیاس جس شخص کو اطاعتِ الہی و رضا مند بننے خدا کے اخلاص پر جرمہ حاصل ہوتا ہے، وہ دوسروں کو نہیں ہوتا۔ اسے ایسے حالات محسوس

ہوتے اور ایسے نتائج و فوائد حاصل ہوتے ہیں، جو بے اخلاص کو نہیں ہوتے بلکہ جو شخص سرداری و تفوق کا طالب، خربڑوں کا دلدادہ، جمع مال کا پرستار، اور دیگر ہر طرح کی ہواؤ حرس اور خواہشات نفسانیہ میں گرفتار رہے، وہ ان باتوں میں پڑ کر قسم قسم کے غم و فکر طرح طرح کی پریشانیوں اور مصیبتوں، گونا گوں دل رنجی اور دکھوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جن کی تعبیر سے الفاظ ناقص ہیں۔

جھوٹی محبت اور اس کا انجام

بسا اوقات، پریشانیوں سے تنگ آکر اس جھوٹی محبت و خواہشات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، کہ قدرے آرام میسر ہو جائے، مگر آرام و خوشی کہاں؟ ہمیشہ رنج و غم اور خطرہ و خوف میں مبتلا رہتا ہے، حصول مطلب سے پہلے ننگین و اندوگین اور حصول کے بعد اس کے زوال و انقطاع سے خائف۔ مگر سچی محبت اور اس کے فوائد و ثمرات

خوف و غم سے محفوظ و معصون رہتے ہیں، ایسا شخص یا اس مذاق کے دیگر لوگ جب خالص خدا کی اطاعت و عبادت کی شیرینی، ذکر و مناجات الہی اور فہم قرآن کی حلاوت کا مزہ پاتے ہیں اور خدا کے سامنے سر تسلیم خم کر کے ایسے بیکار بن جاتے ہیں، کہ ان کا ہر عمل و فعل، صالح اور محض لوبہ اللہ ہوتا ہے۔ تو انہیں وہ لذت و فرح و سرور حاصل ہوتا ہے جو ایک متوکل و دعا کرنے والے شخص سے جو اپنی دعاؤ توکل کے ذریعہ دنیاوی نفع کے حصول یا دفع نقصان سے بہرہ ور ہو چکا ہوتا ہے، بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا دنیا کا فائدہ و نقصان قلیل رہنا پاتا رہا، ویسا ہی حصول فائدہ و دفع ضرر کی حلاوت بھی ناپائیدار اور جس کی خواہشات رضا الہی میں جذب ہو جائیں، تو جیسی وہ غیر فانی یا ویسے ہی اس کا سرور بھی

دوامی و غیر فانی)

اور یہ ایک بدیسی چیز ہے، کہ دل کے لیے توحید اور عبادت الہی کے غلوص سے زیادہ نافع اور شرک سے زیادہ نقصان رساں کوئی چیز نہیں۔
لہذا جب اس نے اخلاص کی حقیقت کو جو فی الحقیقت ایسا کُستِ عین کی حقیقت ہے، حاصل کر لیا، تو گویا اس نے وہ چیز حاصل کر لی، جس کے حاصل کرنے سے وہ تمام لوگ تضرر رہے۔ جنہوں نے معمولی معمولی چیزیں حاصل کر لیں، مگر اس اعلیٰ مقام تک نہ پہنچ سکے۔ واللہ اعلم۔

مقالہ حافظ ابن الیقیم رحمہ اللہ (بنام)
”ارشاد الورع الی ذم الہوئے“
یعنی

www.KitaboSunnat.com

روضۃ المحمدین باب بسبب و نہم کا ترجمہ

تالیف

الحافظ علامہ ابن تیمیہ الجوزیہ رحمہ اللہ

تخلیق خواہشات کی ضرورت اور فوائد طبعیہ کا میدان خواہش و حرص رہی

کہلاتا ہے اور بقا و انسانی کے لیے یہ میدان حسب ضرورت انسان کو ودیعت کر دیا گیا ہے، کیونکہ اگر کھانے، پینے اور نکاح کی اسے خواہش و طبیعت ہی نہ ہو، تو وہ سب سے ہاتھ دھو بیٹھے، لہذا خواہش اس کو مرغوب و فائدہ مند چیزوں پر براہِ نیگمختہ کرتی رہتی

ہے، جیسا کہ غضب و غصہ اسے نقصان رسان چیزوں سے دفاع کا موجب بنتے ہیں

اس لیے نہ مطلقاً خواہش کی مذمت مناسب
خواہشات کی مذمت و مدح ہے، نہ مطلقاً مدح و ستائش، جیسا کہ نہ مطلقاً

غضب و غصہ کی مذمت مناسب ہے، نہ مطلقاً تعریف و ستائش، مذمت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ دونوں حد اعتدال سے متجاوز ہو جائیں اور ان میں افراط پیدا ہو جائے۔ افراط یہ ہے کہ حصول نفع، اور دفع مضرت کے لیے جس قدر خواہش کی ضرورت ہو۔ اس سے زیادہ استعمال کیا جائے۔

لیکن چونکہ عموماً خواہش پسند، شہوت پرست اور غصہ پرور لوگ، حدود و اعتدال کو چاند جانتے ہیں، اس لیے شہوت و خواہش، اور غصہ کی مطلقاً مذمت کی گئی۔ کیونکہ بسا اوقات اس کا ضرر نقصان اس قدر عام ہو جاتا ہے کہ کوئی شہوت پرست و غصہ پرور انسان بھی اس کی لپیٹ سے باہر نہیں رہ سکتا تھا۔

اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جس طرح مزاج
شہوات اور اختلاف مزاج مختلف ہوتے ہیں، اور ایک مزاج معتدل

جو ہر طرح سے معتدل ہو، بہت قلیل و نادر ہوتا ہے، بلکہ ایک نہ ایک خلط و کیفیت اس پر ضرور غالب رہتی ہے، اسی طرح لوگ بھی مختلف نوعیت اور مختلف الاقسام ہوتے ہیں۔ اور ایسے خوش قسمت انسان کم ہی ہوتے ہیں، جو غصہ و خواہش نفس کے مقام پر پہنچ کر رک جائیں، یا مدد و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے دونوں کو اپنی اپنی حدود میں صحیح طور پر استعمال کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ جس طرح ایک طبیب کا یہ نشا ہوتا ہے
طبیب ناصح کی مثال کہ مزاج ہر طرح سے معتدل ہو جائے، اسی طرح ناصح

و خیر خواہ کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ قوت شہوانیہ و قوت غفیبہ ہر طرح سے

اعتدال پر آجائیں، مگر یہ ایسا مشکل مسئلہ ہے جو تمام دنیا سے صرف چند افراد میں پایا جاسکتا ہے۔

خواہشات اور کتاب و سنت | اسی لیے کتاب اللہ میں کوئی مقام ایسا نہیں ملے گا جہاں خواہشات کی مذمت نہ ہو، اور سنت رسول

و حدیث نبویؐ میں کوئی جگہ ایسی نہ ملے گی جہاں اس کی برائی موجود نہ ہو، الا یہ کہ اتباع نبویؐ سے مشروط و مقید اور اس کے ماتحت ہو، جیسا کہ ارشاد رسالت مآبؐ ہے۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ هَكَذَا نَبِيًّا لِّمَا جِئْتُ بِهِمْ | جب تک کسی کی تمام خواہشات میری شریعت کے تابع نہ ہو جائیں، وہ مومن کامل نہیں ہو سکتا۔

اہل دانش کا قول ہے کہ خواہش ایک خطرناک اور خفیہ دشمن ہے جس سے بے خوف ہونا نادانی ہے۔

ہوئی کی وجہ تسمیہ | امام شبلیؒ "ہوئی" کی وجہ تسمیہ میں فرماتے ہیں کہ "ہوئی" کا معنی ہے، گرنا، چونکہ خواہشات اہل خواہش کو لے گرتی ہیں، اس لیے اسے ہوئی کہتے ہیں۔

خواہشات کے کثمتے | خواہشات مطلقہ تو انسان کو ہر وقت ابھارتی اور بے نیغہ کرتی رہتی ہیں، کہ انسان عاقبت اور نتیجہ انجام کار سوچے سمجھے بغیر لذات حاضرہ سے سرور و حظ اٹھائے، اور جس قدر جلد ہو سکے، دنیا کی تمام خواہشات سے فائدہ اٹھائے، اگرچہ اسے دنیا و آخرت، دونوں جہانوں میں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے۔

خواہش نفسانی اور جرأت دین و عقل | خواہش نفسانی انسان کو اندھا کر دیتی ہے اس کی بصیرت نازل ہو جاتی ہے، اور

دنیا و آخرت کے انجام اور ان کی تکلیفات کا ملاحظہ نہیں کر سکتا۔ اور دین و عقل اور
جرات تینوں نفس کا راستہ روک لیتے ہیں، اور جب وہ کسی لذت کا جس کے بعد رنج و
الم ہو، یا شہوت کا جس کے بعد ندامت و پریشانی ہو، امدادہ کرتا ہے، تو اسے منع کرتے
ہیں اور بھیجتے ہیں، کہ ایسا مت کر مگر اطاعت و فرمانبرداری اسی کی ہوتی ہے، جو سب
پر غالب آجائے۔

خواہش پرستی پر ضد

دیکھ لیجئے، ایک لڑکا وہی کرے گا، جو اسے پسند لگے، خواہ وہ
نفل کم عقل کے باعث اسے ہلاک کیوں نہ کر دے۔ ایک دینی
وہی کرے گا۔ جسے وہ چاہتا ہو، خواہ وہ نفل اس کے ضعف دینی کے باعث اس کے لیے
موجب ہلاکت ہی ہو۔

ایک بے مروت انسان اپنی حسب نشانہ کرے گا۔ خواہ اس کی مروت معدوم اور
ختم ہی کیوں نہ ہو جائے تو کہاں یہ مروت اور کہاں وہ جس کے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
امام شافعی رحمہ کی مروت

اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ٹھنڈے پانی سے میری مروت
خاک میں مل جائے گی، تو میں اسے ہرگز نہ پیوں۔

خواہشات اور حاکم عقل و حاکم دین

پھر چونکہ تمام بہائم کو نذر انداز کر کے جب
ایک مکلف خواہشات یعنی انسان کو متعلق
و آرائش میں مبتلا کیا گیا اور ہر وقت اور ہر ساعت، طرح طرح کے حوادث و مصائب
بہائم پر نازل ہوتے تھے تو خوراس کے اندر دو حاکم تعینات کر دیئے گئے، ایک حاکم
عقل، دوم حاکم دین، اور اسے حکم دیا گیا، کہ خواہش دہرائے نفسانی کے تمام حوادث
ہمیشہ مذکورہ بالا احکام کی عدالت میں پیش کرتا رہے، اور ان کے احکام سب لائے
نیز جن خواہشات کا انجام بہتر اور خطر سے خالی ہو، تو اس کے دفاع کی پرکاش کرتے رہنا
چاہیے تاکہ جن انجام مصائب و تکلیف سے بھرپور ہو، اس کے ترک و اعتقاد کی مشق ہو جائے۔

مداومتِ شہوات کا نتیجہ

مطلعونہ انسان کو اس نکتہ سے ناواقف رہنا بھی نامناسب ہے کہ دائمی شہوت پرستوں پر آخر ایک ایسی حالت طاری

ہوتی ہے جس میں کچھ لذت و مزہ نہیں رہتا، اور شہوت رانی ایک پھیکا اور روکھا سا مشغلہ بن کر رہ جاتا ہے، اس کے باوجود ترک نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ ان کے لیے عیش و زندگی کی جزو بن چکی ہے، جسے چھوڑنا محال ہے، اس لیے آپ دیکھیں گے کہ ہمیشہ کے شرابی کو اس لذت کا عشر عشر بھی حاصل نہ ہوگا، جو کا ہے بگا ہے پینے والے کو حاصل ہوتا ہے۔ مگر طبیعت چونکہ اس کی عادی ہو چکی ہوتی ہے اس لیے وہ ہاتھ دھو کر اپنے مطالبات کے پیچھے پڑ جاتی ہے اور متعدد چیزوں کے حصول کے لیے جان دھڑ کی بازی تک لگانے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ لیکن اس کے دماغ سے اگر خواہشات کا رنگ دور ہو جائے اور شہوات کا حجاب اٹھ جائے تو فوراً اسے معلوم ہو جائے کہ جسے وہ سعادت و نیک بختی خیال کرتا تھا، وہ شقاوت و بد بختی کی صورت میں ظاہر ہوئی، جسے فرح و سرور سمجھا تھا، وہ مبدل بہ غم ہو گئی اور جسے لذت تصور کرتا تھا۔ وہ رنج و الم بن کر چپٹ گئی۔

اصغر خواہشات کی مثال

اس کی مثال تو اس پرندے کی سی سمجھ لیجئے جو ایک

دانے کے لالچ فریب میں آکر اسیر دام ہو کر رہ گیا۔ نہ دانہ

حاصل ہوا نہ دام سے رہائی و نہ خدا ہی ملا نہ وصل صنم، نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ہاں! کوئی بیچارہ مصیبت زدہ انسان خواہشات سے نجات و خلاص کی راہ دریافت کرے،

تو جواب دیکھے کہ ہاں! ہاں خدا کا فضل و کرم اور توفیق و نصرت شامل حال ہو تو مندرجہ ذیل

امور کی تعمیل اور بجا آوری کرنے سے نجات و رہائی کی صورت ہو سکتی ہے۔ وہی صُذہ۔

فصل

خواہشات سے مخلصی کے چار طریقے

- (۱) شریف و غیور انسان کا عزم و استقلال، جو حصول فوائد و دفع معضرات پر اسے ہر وقت آمادہ و برانگیختہ رکھے۔
 - (۲) صبر کا ایک کر دوا گھونٹ، جسے خلق سے اتار تے وقت نفس کو قابو رکھا جائے
 - (۳) طبیعت میں کر دوا گھونٹ پینے کی قوت و شجاعت جس سے وہ پوری جرأت و بہادری کے ساتھ اس کو پی سکے، اور شجاعت تمام تر ایک ساعت کے صبر کا نام ہے، بہترین زندگی بھی وہی ہے جو انسان کو صبر سے حاصل ہو۔
 - (۴) جو صبر سے جو شفا و نتیجہ بہتر برآمد ہوگا اس کا تصور۔
 - (۵) پیروی خواہشات کی تھوڑی سی لذت پر کسی گناہ و عذاب و تکلیف کا خیال۔
 - (۶) خدا و مخلوق کے ہاں اپنی گزشتہ عزت و منزلت کے بقا اور قائم و دائم رکھنے کا تصور، اور یہ وہ اعلیٰ تصور ہے، جو بدرجہا بہتر و فائدہ مند ہے۔
 - (۷) عفت و عصمت کی لذت و علاوت، اور عزت و عظمت پر مصیبت و گناہ کی لذت کو لذت عفت پر قربان کر دینے کی پوری قوت و صلاحیت موجود ہو۔
 - (۸) اپنے خطرناک دشمن پر غلبہ پانے اور اسے بے نیل و مرام واپس ہوتے دیکھ کر فزع و سرور پانے کا مادہ۔
- اعمال صالحہ کے ذریعہ دشمن خواہشات کی تذبذب سے اعلیٰ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس کے غلام و فرمانبردار اور نیک بندے اس کے دشمنوں سے محبت و نرمی کی بجائے نہایت سختی سے پیش آئیں، ان سے بغض و علاوت رکھیں اور ہر جگہ انہیں ذلیل و رسوا کر کے دم لیں۔ چنانچہ عزوجل نے کتاب عزیز میں اس حقیقت**

کو اکثر جگہ بیان فرمایا ہے۔

وَلَا يَطْمَئِنُّ مَوْهِنًا يَعْظُمُ الْكُفَّارُ
وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ
نِيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ
بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ

(۱۲۰: ۹)

دوسری جگہ ارشاد ہے

سُورَةُ الْكُفَّارِ (۲۹-۴۸)

تاکہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کے ذریعہ کفار کو غصہ دلائے

ایک جگہ فرمایا ہے۔

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ
فِي الْأَرْضِ مَمَرًا عَمًّا كَثِيرًا
وَسَعَةً (۴-۱۰۰)

جو وطن چھوڑ کر راہ خدا میں ہجرت کر جائے۔ خدا
تعالیٰ اسے زمین میں بے شمار جاگیر دولت اور
فراخی و وسعت عطا فرمائے گا۔

مَمَرًا عَمًّا سے مراد وہ مقام ہے جس میں دشمنانِ خدا کو ذلیل و رسوا کیا جائے
اور ان کی خوب فہر لی جائے اور سچی محبت کی تو علامت یہی ہے کہ محب اپنے محبوب
کے دشمنوں سے ہمیشہ بغض و عداوت رکھتا ہے اور انہیں ذلیل و رسوا کرنے میں
کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

(۹) اس بات کا گہرا غور و فکر کہ وہ خواہش پرستی کے لیے پیدا نہیں ہوا، بلکہ
کارکنانِ قضا و قدر نے اسے ایک عظیم الشان کام کے لیے تیار کیا ہے، جس کا
حصول انکار معصیت کے سوا ناممکن ہے
چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے۔

قَدْ هَيَّاكَ لِأَمْرِ كَوْفُظْنَتِ لَدَا
ارباب قضا و قدر نے تجھے عظیم الشان کام کے لیے پیدا کیا

كَادِبًا بِنَفْسِكَ اِنَّ تَسْرِعُ عَلَى مَتَمِّ
ہے، کاش تمہیں عقل ہو تو قوی کاموں اور قوی
لوگوں سے اپنے نفس کو بچانے کی کوشش کرو۔

انسان و حیوان اور ان کا باہمی تفاوت

(۱) انسان کو ایسی عادت نہیں تھی
کرنی چاہیے جن کے باعث وہ مقام
انسانیت سے گر جائے اور چوپایوں سے بھی بدتر ہو جائے۔ کیونکہ اپنے نفع و نقصان
اور مضار و منافع کی توجہ انہوں کو بھی کچھ نہ کچھ تمیز ہوتی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ
کوئی چیز ہمارے لیے مفید و کارآمد ہے اور کوئی چیز ہمارے لیے غیر مفید و نقصان
دہاں ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ایک نافع اور فائدہ مند چیز کو غیر مفید اور نقصان دہ
چیز پر ترجیح دیتے ہیں اور اسی انسان کو عقل و شعور عطا فرمایا گیا ہے، تو اگر وہ اتنا
عقل مند و باشعور ہو کر بھی اپنے فائدہ و نقصان کی شناخت اور نافع و ضار کی تمیز نہ
کر سکے، یا تمیز تو کر سکے مگر تمیز کے باوجود نقصان دہ چیز کو ہی پسند اور اختیار کرے
تو یقیناً اس کی حالت حیوان سے بھی بدتر ہوگی۔

حیوان سے بدتر ہونے کی دلیل

اس کی دلیل آپ اس بات سے سمجھ سکتے
ہیں کہ انسان کو انتہائی عیش و خوشی اور
بے فکری و بے غمی کے باوجود وہ لذت اور سرور حاصل نہیں ہوتا جو ایک چوپائے اور
حیوان کو کھانے پینے اور خواہش نفسانی کے پورا کرنے سے حاصل ہوتا ہے یہی وجہ
ہے کہ وہ مذبح کو جاتے ہوئے بھی اپنی خواہشات میں بدستور منہمک ہوتا ہے کیونکہ
وہ اپنے انجام سے غافل اور اپنی عاقبت سے بے علم ہوتا ہے اس کے بالمقابل
ایک انسان کو دیکھئے وہ اس قدر فوائد و منافع حاصل کر لیتا ہے، جو حیوان کو میسر
ہونا محال ہیں، کیونکہ انسان کی فکر و فکر یہ کہ خواہشات کے آلات و ذرائع پر پورا پورا
توجہ دے گا۔

جو تمام دنیا سے برگزیدہ و خلاصہ عالم ہے اس میں سے کم حصہ کیوں ملتا اور حیوان و چوپائے کو جو سب سے اخس و کمینہ ہے کیونکہ وافر حصہ دیا جاتا حقیقت یہ ہے کہ نضاد و قدر نے انسان کے لیے جس قدر خواہشات کا حصہ کم کیا ہے، اسی قدر اسے علم و عقل اور معرفت کا حصہ وافر دے کر خامی کو پورا کر دیا ہے۔

خواہشات پرستی کے بیشمار نقصانات (۱۱) اپنے غور و فکر کو ذرا خواہشات

کے عواقب و انجام اور نتیجہ بد کی سیر کروانی چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ ان کی اطاعت و پیروی کے باعث کس قدر فضائل و خوبیوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور کتنی ہی رذائل و بدعاتوں میں مبتلا ہونا پڑا، کتنے ہی غیس و حرام لقمے تھے جو حلال لقموں کی سندھ ہوئے، اور کتنی ہی فانی لذتیں تھیں، جن کی بدولت ابدی و غیر فانی لذتوں سے محروم ہونا پڑا، کتنی ہی ایسی شہوتیں تھیں جنہوں نے عزت و وقار کو خاک میں ملا دیا، شان و شوکت برباد کر دیا، سرا و سچا کرنے کا نہ چھوڑا، تمام دنیا میں رسوا و ذلیل کر دیا اور عمر بھر کے لیے بدنام کر دیا اور پھر ان تمام کے بعد ابد الابد کے لیے ایسی شرم و عار سیچے لگا دی، جسے برسوں لاپہری پانی سے دھوئیں تو نہ وصل سکے، مگر عبرت و نصیحت کہاں۔ خواہش پرست تو اندھا ہو چکا ہوتا ہے، اس کی آنکھیں بے نور اور بصیرت سلب ہو چکی ہوتی ہے

خواہشات کے مطلب براری کے بعد کی حالت (۱۲) غفلت کو یہ چاہیے کہ یہ

تو ایک ناپائدار دغائی چیز ہے جب مطلب نکل آیا اور غرض پوری ہو گئی تو قصہ ختم، پھر وہ کیا کرے گا؟ علاوہ ازیں یہ بھی خیال کر لینا چاہیے کہ کتنے ہی فائدوں اور نیکیوں سے اسے ہاتھ دھونا پڑے گا اور کتنی ہی مسیبتوں اور ہلاکتوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ کیونکہ

فَاَصْلُ الدَّارِ مَنْ لَمْ يَزِدْكَ مَسْجِدًا
سب سے بہتر دینی شخص ہے جو کسی کام کو

حَتَّى يَمِيزَ لِمَا تَجْنِي عَوَاقِبُهُ، سوچے سمجھے بغیر اسے ہرگز نہ شروع کرے۔

(۱۱۲) پہلے یہی تصور پوری طرح کسی دوسرے غیر کے غیب اپنے قصور کی اصلاح کے متعلق کر دیکھئے، پھر دوسرے کو ہٹا کر

اسی جگہ خود اپنی ذات کو رکھ کر اسے اپنا نشانہ و مطمح نظر بنائے اور اس کے مالہ و مال علیہ اس کی ابتدا و انتہا و آغاز و انجام فوائد و نقصانات کا تصور کر دیکھئے، تو ہر چیز اسے شیشہ ہو جائے گی کیونکہ کسی چیز کا حکم وہی ہوتا ہے جو اس کی نظیر و ہم مثل کا ہوتا ہے مطالبات نفس پر دین و عقل سلیم سے مشورہ مطالبات نفس کا پہلے خود مطالعہ کرے پھر ان سب کو اپنے دین و

عقل سلیم کے سامنے پیش کر کے ان سے رائے و دریافت کرے تو دونوں یہی مشورہ دیں گے کہ یہ رومی و فنول اور بالکل بے فائدہ چیز ہیں۔

عبداللہ بن مسعود کا قول | عورت مجھا جائے اور خوبصورت اور پسند آئے، تو اس کی

غلاظت و گندگی کے تصور سے اس کا خیال ترک کرے اور یہ قول احمد بن حنبل (رحمہم اللہ) کہ اس قول کَرِهَ فِكْرُ الْعَاشِقِ فِي مُنْتَهَى اسیر جن کو انجام حسن کا پتہ چل جائے ترکیب اُن مَنِ يَسْبِيْدُ قَهْرُ كَيْسِيَّةٍ ان کے دام میں اسیر نہ رہے۔

سے کئی درجہ بہتر۔ کیونکہ ابن مسعود کی نظر حالت حاضرہ پر ہے اور شاہ سو کی نگاہ امر متاخر پر۔

پرستار خواہشات اور آہستہ آہستہ و بد باطنی | خواہشات جیسی خبیث چیز کی طاعت اور اس کی کفش بڑی

کی لعنت سے نفس کو ہمیشہ غیرت اور شرم و عار دلاتے رہنا چاہیے کیونکہ جو شخص بھی اپنے ناک میں خواہشات نفس کی نکیل ڈالے، وہ ذلیل و خوار ہو کر رہتا ہے، پھر خواہش پرست

لوگوں کے صولت و بدبہ، شان و شوکت، اور کبر و نخوت کے بھرے میں بھی نہیں آنا چاہیے کیونکہ وہ ایسے بزدل و بد باطن ہوتے ہیں، کہ کبر و نخوت کے باوجود ان میں ذلت جیسی منفی صفت گھر کیے ہوئے موجود ہوتی ہے۔

(۱۶) انسان اپنے دین و مذہب | خواہشات پرستی کے نقصان کا فائدے موازنہ | مال، دولت، جاہ و حشمت اور

عزت و عظمت جیسے قیمتی جواہرات کی سلامتی کو خیس سی لذت مطلوبہ کے حصول سے موازنہ کر دیکھے تو ان میں باہمی ادائے سی نسبت بھی نہیں پائے گا۔ اس وقت اس کی آنکھیں کھلیں گی۔ کہ ٹھیکریوں کے عوض اس نے جواہرات جیسی قیمتی چیزوں کو فروخت کر کے کس قدر اپنی بے وقوفی کا ثبوت دیا۔

(۱۷) شریف آدمی کے لیے ضروری ہے | شیطان کو انسان پر کب امیدیں لگتی ہیں | کہ وہ نفس کو اپنے دشمن و خواہش کے

مانحت زندگی بسر کرنے اور اس کی سختیاں سہنے سے ہر دم شرم و عار دلاتا رہے، اور نفس کے اندر غرت کی ایک آگ سی لگا دے، دشمن و خواہش کے مانحت غلامی و لغت کی زندگی بسر کرنے سے تو زندہ در گور ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ وہ کبھی شیطان کے قابو میں نہیں آ سکے گا۔ کیونکہ شیطان جب انسان کو کمزور سمجھتا ہے، العزیمت، اور مائل بہ خواہشات دیکھتا ہے تو اسے امیدیں لگنے لگتی ہیں اور وہ جھٹ اس پر سوار ہو جاتا ہے اور لگام دے کر بدھ چاہے دوڑائے پھرتا ہے، مگر جب اس میں مزہم و استقلال، قوت ارادہ، شرافت نفس، اور علو سمیت محسوس کرتا ہے تو اس کی امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں اور سامنے نہیں آ سکتا پھر اگر داؤ چلاتا بھی ہے تو قلیل اور وہ بھی چھب کر۔

(۱۸) | خواہشات کی تشریف آوری اور کل چیزوں کا بگاڑ | (۱۹) دین میں بڑھاپہ

کر لینا چاہیے کہ خواہش جس چیز میں بھی داخل ہو گئی، اسے خراب و برباد کر کے چھوڑے گی۔ علم میں داخل ہوتی، تو عالم کو بدعتی و گمراہ بنا دے گی۔ اور اسے علماء کی صف سے نکال کر خواہش پرستوں کی صف میں لاکھڑا کرے گی، زہد میں داخل ہوتی، تو زہاد کو برباد کر دے گی۔ مخالف سنت بنائے گی، حکم میں داخل ہوتی تو حاکم کو ظالم، اور حق و انصاف کا منکر بنائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس تقسیم میں داخل ہوتی تو وہ تقسیم، تقسیم عادلانہ نہ ہوگی۔ بلکہ مبینی بر جو رہو گی، اسی طرح حکم دلاہیت و عزل میں آگہسی، تو والی دامیر کو خدا و رسول اور اہل اسلام کا غدار و خائن بنائے گی۔ کیونکہ کسی کی معزولی و تقرر کا اسے اختیار ہوگا اور وہ اپنی خواہش کے مطابق جسے چاہے گا، عہدہ عطا کرے گا، اور جسے چاہے گا معزول و معطل کر دے گا، اسی طرح عبادت کو لے لیجئے جب اس میں خواہشات نفسانی کا قدم نہ نہج ہوگا۔ تو وہ عبادت، قرب و طاعت کا موجب نہیں ہوگی، بلکہ معصیت و نافرمانی کا باعث ہوگی۔ نیز عینکہ یہ منحوس جس چیز میں بھی داخل ہوگی، خرابی و فساد اور بربادی کا باعث ہوگی۔

(۱۹) یہ معلوم ہونا چاہیے کہ انسان کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کا دائرہ

خواہشات اور شیطان کا چور دروازہ

صرف خواہشات کے ذریعے ہی جتنا ہے کیونکہ وہ چاروں طرف پھیر کر دیکھتا ہے، کہ کسی ذریعہ سے اس کے دل پر قابو پا کر اس کے تمام اعمال خراب و برباد کر سکے، مگر وہ تمام دروازے مسدود پاتا ہے، آخر اسے یہی چور دروازہ ملتا ہے جس کے ذریعے وہ داخل ہو کر اس میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے۔ جیسے بدن میں زہر سرایت کر جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے خواہشات کو کلام اللہ اور وحی

اتباع ہوا و اتباع رسول | الہی کی صدا اور اتباع ہوا و متابعت رسول

کرنا بتایا ہے۔ اس نے لوگوں کو دو قسموں میں منقسم فرمایا کہ ایک فرقہ کو اتباع

دجی اور دوسرے کو اتباع ہوا قرار دیا ہے چنانچہ یہ تقسیم قرآن حکیم میں آپ کو بجا ملے گی جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ
أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ (۵۰-۴۸)

اگر وہ آپ کی اطاعت سے انکار کر دیں تو یقین کجیے
کہ وہ محض اپنی خواہشات ہی کی اتباع کرتے ہیں۔

نیز ایک جگہ ارشاد ہے۔

وَلَكِنْ أَتَّبَعْتُ أَهْوَاءَهُمْ لِيَدَّ الذِّمِّي
بِجَاءِكَ مِنْ أَعْلَمِ (۱۲-۲)

علم الہی کے حصول کے بعد اگر آپ ان کی خواہشات
کی جانب توجہ کریں گے۔ تو....

علیٰ ہذا القیاس ایک دہ نہیں ایسی بسییوں آیات موجود ہیں۔

خمس ترین حیوان (۲۱) اللہ تعالیٰ نے خواہش پرستوں کو ضرورت و معنی
خمس ترین حیوانات سے تشبیہ دی ہے، چنانچہ
کبھی تو لکتوں کے مشابہ ٹھہرایا جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَكِنْ كَخُلَدٍ إِلَى الْأَرْضِ وَآتَبَعَهُمْ هَوَاهُ
مَثَلًا لِّمَثَلِ الْكَلْبِ (۴۳-۶)

لیکن وہ دھرمنا اور کر زمین پر پیٹھ دلا اور خواہشات کے
پیچھے پڑ گیا تو اس کی مثال کتے کی سی ہے۔

اور کبھی گدھا قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنَفِرَةٌ فَوُتَّ مِنْ
تَسْوَدَةٍ (۴۲-۵۰-۵۱)

وہ ان گدھوں جیسے ہیں جو شیر کو دیکھ کر بھاگ
کھڑے ہوں۔

حتیٰ کہ بعض دفعہ تو شکلیں تبدیل کر کے بندر و خنزیر اور سور بنا دیا (اعاذنا اللہ)

خواہش پرستی اور امامت و اطاعت کے معزولی (۲۲) خواہش پرست انسان
نہ تو اس لائق ہے کہ اس کی

اطاعت و فرمانبرداری کی جائے، اور نہ ہی امام و پیشوا، اور متبوع بننے کا اہل
ہے کیونکہ عزوجل نے اس کو عیدہ امامت سے بھی معزول فرما دیا ہے اور اس

کی اطاعت سے بھی منع کر دیا ہے۔ چنانچہ معزولی کا ذکر اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں بیان فرمایا کہ

إِنِّي نَجَّيْتُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا
تَالِ دَمِي دُرِّيَّتِي قَالَ
لَدَيْكَ نَالَ عَصِدٍ
الظِّلْمِيْنَ ۵ (۲-۱۲۴)

میں آپ (ابراہیم) کو لوگوں کا امام و مقتدا بنانا چاہتا ہوں، ابراہیم نے فرمایا: میری اولاد کو بھی۔ خدا نے جواب دیا اس بندے ظالم و دغمتی ہیں

یعنی میرا یہ وعدہ امامت ظالموں کے لیے نہیں ہو گا، اور ہر وہ شخص جو اپنی خواہشات نفسانیہ کا تابعدار ہو پیر و کار ہو وہ ظالم ہے۔ اس کی دلیل عزوجل کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ
بِغَيْرِ عِلْمٍ (۲۰-۲۹)

بلکہ ظالم لوگ سوچے سمجھے بغیر اندھا دھند اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے

رہی خواہش پرست کی طاعت و فرمانبرداری سے نہیں، اس کا تذکرہ آیت ذیل میں موجود ہے کہ

وَلَا تُطِيعُ مَنْ أَغْلَقْنَا قُلُوبَهُ
عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هِمَارًا
وَكَانَ آمُورًا فُرُطًا
(۱۸-۲۸)

ایسے شخص کی امت نہ کہانیے جس کا دل ذکر الہی سے غافل ہو چکا ہے۔ اور وہ خواہشات کے پیچھے پڑ کر تمام معاملات میں حدود و شریعت سے متجاوز ہو گیا ہے۔

(۲۲) اللہ عزوجل نے خواہش پرست کو بت (رٹن) پرست کے قائم مقام رکھا ہے

خواہش پرست و بت پرست

چنانچہ کلام اللہ میں اس نے دو دفعہ یہی الفاظ و ہر اسے ہیں کہ

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ

آپ نے اسے دیکھا نہیں، جس نے خواہشات

مَقُولُهُ (۴۵-۴۴) (۴۵-۴۴) نفسانی کو اپنا معبود بنالیا۔

حسن رضی اللہ علیہ اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ اس سے منافق شخص مراد ہے جو کسی خواہش کو دیکھ پاتا ہے تو جھٹ اس پر سوار ہوتا ہے۔

نیز آپ کا مقولہ ہے کہ منافق اپنی خواہشات کا غلام و عبد ہوتا ہے جو خواہش بھی اس کے سامنے آئے اسے کر گزرتا ہے اور جب تک اس کا ارتکاب نہ کرے دم نہیں لیتا۔

(۲۴) خواہش نفس، دوزخ کی چار دیواری ہے، جو اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اس کا ارتکاب کرنا جہنم خریدنا ہے۔ چنانچہ صحیحین میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

حَقَّقْتُ الْجَنَّةَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
وَحَقَّقْتُ النَّارَ بِالشَّهَوَاتِ
جنت کے ارد گرد مصائب و تکالیف، اور
دوزخ کے چاروں طرف شہوات کی چاروں طرف
کردی گئی ہے۔

نیز جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوع حدیث آئی ہے کہ

لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْجَنَّةَ أَرْسَلَ إِلَيْهَا جِبْرِيلَ فَقَالَ أَنْظِرِي إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعَدَدْتُ لَهَا مِنْهَا فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَمَا أَعَدَّ اللَّهُ لَهَا فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَرَجَحَ إِلَيْهَا وَقَالَ دَعِيَّتِكَ إِذَا دَخَلَهَا مِنْهَا فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَرَجَحَ إِلَيْهَا
خدا نے جب جنت کو تخلیق فرمایا تو معاند کے لیے جبریل امین کو بھیجا کہ جنت اور اہل جنت کے لیے تیار کردہ نعمتوں کو جا کر ملاحظہ کر آئے، جبریل گئے اور جنت اور جنت کی تمام چیزوں کو ملاحظہ فرمایا اور واپس تشریف لا کر فرمانے لگے، خدا یا تیرے عزت و جلالت کی قسم، اسے تو جو بھی پس پائے ضرور داخل ہو کر رہے گا، تو عزوجل نے اس کے چاروں طرف مصائب و تکالیف کی دیواری کھینچ دی

کا حکم صادر فرمایا جس کی فوراً تعمیل ہوئی، اور دوبارہ جبریل کو ملاحظہ کئے لیے روانہ فرمایا۔ جبریل نے دیکھا تو مصائب و تکالیف کی چار دیواری سے گھرا پایا، نوکر کہنے لگا، خدا یا تیری عزت کی قسم! اب تو مجھے ڈر ہے کہ وہاں کسی ایک کا بھی گھر نہ ہو سکے، پھر بالگاتعالیٰ نے دوزخ اور دوزخیوں کے لیے وہاں کے تیار کردہ مذاب کو دیکھنے کا حکم دیا، تو جبریل آکر دیکھتے ہیں، کہ آگ کے شعلے باہم لپٹ لپٹ کر ایک دوسرے کو کھائے جا رہے ہیں، واپس لوٹے اور کہنے لگے، خدا یا تیری عزت و عظمت کی قسم وہاں تو کوئی ایسی داخل نہ ہوگا۔ تو خدا نے اس کی چاروں طرف شہوت کی چار دیواری کر دی اور فرمایا دوبارہ ملاحظہ کرو، جبریل گئے تو شہوات سے گھرا پایا۔ واپس تشریف لائے اور کہنے لگے۔ خدا یا اب تو خطرہ ہے کہ اس سے کوئی بھی بچ کر نہ سکے۔

۱۱ام ترمذی ۴ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲۵) خواہش پرست کے متعلق سخت خطرہ ہے کہ وہ اپنی بے شعوری میں ایمان اسلام

خواہش پرستی و خطرۃ ایمان

سے غافل ہو کر کہیں دوزخوں سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔

چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ پیغمبر نے فرمایا

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ
مَعَاذَ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهِمْ
حبت تک انسان کی تمام خواہشات، میری آمد
شریعت کے تابع نہ ہوں۔ کوئی بھی ایماندار
نہیں ہو سکتا۔ (داربعین نووی و سندہ صحیح)

نیز صحیح حدیث میں ہے کہ آنجناب نے فرمایا۔

أَخَوْتُ مَا أَخَاتُ عَلَيْكُمْ شَهَوَاتِ
الْغِي فِي بُطُونِكُمْ وَفُرُوجِكُمْ
سب سے بڑھ کر مجھے تمہاری اندرونی دیرینی
اور فروغ کی شہوات اور خواہشات کے گمراہ
کن اسباب و ذرائع کا خطرہ ہے کہ تمہیں
برادیت ابی بردہؓ اسی) کہیں لے نہ ڈالیں۔

مَنْجِيَاتٌ وَمُهْلِكَاتٌ | (۲۶) مہلکات میں سے ایک اتباع ہوا اور خواہشات
کا بھی ہے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد گرامی ہے۔

ثَلَاثٌ مِّنْجِيَاتٌ وَثَلَاثٌ مُّهِلِكَاتٌ
فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللَّهِ عَزَّ
وَجَلَّ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ
بِالْحَقِّ فِي الرِّضَاءِ وَالسَّخَطِ، وَ
النَّصْدُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ، وَأَمَّا
الْمُهْلِكَاتُ فَهَوَى مُتَّبِعٌ وَشَمُّ
مُطَاعٌ، وَاعْتِبَابُ الْمَرْءِ
بِنَفْسِهِ، وَمَنْدُوفِيَّةٌ بِرَأْيِ النَّاسِ وَ
اَوَسَطُ الْبَرَاءِ وَغَيْرُهُ

تین چیزیں موجب نجات ہیں
(۱) جلوت و خلوت میں خدا کا ڈر۔
(۲) غصہ غصہ اور خوشی کی حالتوں میں سچی
بات (۳) تو نگری اور فقری میں میانہ روی
اور اعتدال پسندی۔
اور تین امر مہلک ہیں۔
(۱) آناد خواہش پرستی۔
(۲) دلی بھنی کی غلامی۔
(۳) غرور و خود پسندی۔

(مجموعہ دیگر سے نیست)

ترکِ خواہشات سے توانائی (۲۷) مخالفتِ خواہشات سے بدن میں توانائی
دل میں طاقت اور زبان میں قوت پیدا ہوتی

ہے۔ بعض سلف کا قول ہے، خواہشات کو مغلوب کر لینے والا انسان پورے شہر کو تنہا
لتح کر لینے والے شخص سے بھی زیادہ بہادر ہے۔

حقیقی پہلوان کون ہوتا ہے | صمیم و مرفوع حدیث میں ہے۔

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ وَلَكِنَّ الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ
عِنْدَ الْغَضَبِ رَمِيمٍ وَمُسَدِّدٍ
پہلوان وہ شخص نہیں جو لوگوں کو کچھاڑتا پھرے
بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے
آپ کو ضبط میں رکھے۔

غرضیکہ مخالفتِ خواہشات کی جتنی پریکٹس (مشق) کی جائے گی۔ اتنا ہی
قوت پر قوت حاصل ہوگی۔

بامروت و بے مروت (۲۸) انسان جتنا بامروت ہوگا، اتنا ہی خواہشات کا
مخالفت، اور جتنا بے مروت ہوگا۔ اتنا ہی مخالفت

ہوا میں کمزور ہوگا

حضرت معاویہؓ اور مروت کی تعریف | معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ترک
شہوات اور خواہشات کی نافرمانی کا نام
مروت ہے لہذا اتباعِ خواہشات سے مروت سلب ہو جاتی ہے، اور ان کی مخالفت
سے رفعت و بلندی حاصل ہوتی ہے۔

عقل اور خواہشات کا ٹنگل (۲۹) انسان کی عقل و خواہشات کا ہمیشہ

تصادم ہوتا رہتا ہے اور کوئی دن خالی نہیں
گزرنا جس میں دونوں کی باہمی جنگ نہ ہوتی ہو، تو جو طاقت مقابل طاقت پر غالب
آتی ہے تو اسے شکست دے کر خود حکمران ہو جاتی ہے، اور اسی کا سکھ چلتا ہے۔

خواہشات اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول | ابوذرؓ کا قول ہے کہ

”صبح ہوتے ہی انسان میں اس کی خواہشات اور اس کے اعمال آمو جود ہوتے ہیں، پھر اس کے اعمال اگر اس کی خواہشات کے تابع ہوں تو وہ دن سبک برادری ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس اگر اس کی تمام خواہشات اس کے اعمال کے تابع ہوں تو وہ دن سب دنوں سے بہتر اور اچھا ہوتا ہے۔“

قرنِ سیم | (۳۰) عزوجل نے خطا اور اتباع خواہشات کو ایک دوسرے کا ساتھی و قرین، اور صواب و مخالفت خواہشات کو ہمہ گیر قرین و دوست ٹھہرایا ہے چنانچہ

ارشاد واقع کی عدم تمیز اور مقولہ عارف | بعض سلف کا قول ہے ”دو چیزوں میں سے کسی ایک ارشاد واقع ہونے کا امتیاز نہ ہو سکے۔ تو اس امر کو ترک کر دیجئے۔ خواہشات نفسانیہ کے زیادہ قریب ہو، کیونکہ خطا کا امکان اسی میں زیادہ ہوگا جو خواہش سے قریب تر ہوگا۔“

مرض خواہشات اور اس کی دوا | (۳۱) ”ہوا“ یعنی خواہشات، سراسر بیماری ہیں، اور ان کی مخالفت ہی ان کی دوا، اور ان کا علاج ہے۔

مرض خواہشات اور مقولہ عارف | کسی عارف کا قول ہے، کہ ”بڑا نہ منائیں، تو میں آپ کی بیماری، اور ساتھ ہی اس کا علاج اور اس کی دوا بھی بتا دوں خواہشات آپ کی بیماری ہیں، اور مخالفت نفس و ترک خواہشات اس کی دوا، اور اس کا علاج ہے۔“

بشرعانی کا مقولہ | بشرعانی رحمت اللہ فرماتے ہیں

”تمام بیماریاں اور بلائیں، خواہشات میں مرکوز اور تمام تر شفا و تندرستیاں مخالفت خواہشات میں موجود ہیں۔“

جہاد اکبر | (۳۲) خواہشات سے جہاد، اگر جہاد با کفار سے اعلیٰ نہیں، تو اس سے اونے بھی نہیں۔

جہاد اکبر اور حسن بصری | کسی نے حسن بصریؒ سے دریافت کیا کہ "اے ابوسعیدؓ کونسا جہاد افضل ہے! فرمایا اپنی خواہشات سے جہاد۔"

جہاد نفس اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ | میں (ابن قیمؒ) نے استاذ ابن تیمیہؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

نفس و خواہشات سے جہاد، جہاد با کفار و المنافقین، کی اصل اور جڑ ہے کیونکہ انسان جب تک پہلے اپنے نفس اور اس کی خواہشات کے جہاد میں کامیاب نہ ہو لے اس وقت تک کفار و منافقین سے جہاد نہیں کر سکتا۔

پربہیز و بد پرہیزی | (۳۳) بد پرہیزی "ہوئی" کہلاتی ہے، اور ہواد خواہشات کی مخنیفت کا نام پرہیز و احتیاط ہے۔ اور جو شخص اپنے علاج میں پربہیز کو چھوڑ کر بد پرہیزی کو آلہ کار بنائے رکھے تو اس کی مدد ہی اس کے لیے موجب ہلاکت ہوگی۔ عبد الملکؒ اور غیر تہجد جگلی کا مکالمہ | عبد الملک بن قریب فرماتے ہیں کہ ایک جگلی کے ہاں میرا گذر ہوا۔ جسے سخت سرد چشم تھی، اور چہرے پر سے آنسو بہے جاتے تھے، میں نے اسے کہا تو آنکھوں کو صاف کیوں نہیں کر لیتا۔ اس نے جواب دیا کہ حکیم صاحب منع کر چکے ہیں اور ایسا شخص خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے، جسے منع کیا جائے تو نہ رکے، اور حکم ملے تو تعمیل نہ کرے۔ میں نے کہا کسی چیز کے لیے جی چاہتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں جی تو چاہتا ہے مگر میں بد پرہیز انسان نہیں ہوں۔ دوزخیوں کے جہنم رسید ہونے کی آنکھ پر یہی وجہ تو ہے کہ خواہشات نے ان کی احتیاط و پربہیز کو مغلوب کر لیا۔ تو وہ ہلاک و برباد ہوئے۔

نوازش پرستی اور ابواب توفیق و ابواب ذلت (۲۴) اتباع خواہشات

سے انسان پر توفیق خیر و فی

کے دروازے بند اور ذلت و رسوائی کے دروازے کٹا دے ہو جاتے ہیں اس لیے آپ اسے ہر وقت یہ خواہش کرتا پائیں گے کہ کاش خدا تعالیٰ اسے فلاں فلاں نیکی دے بھلائی کی توفیق عنایت کرنا۔ مگر کہاں وہ تو پیروی خواہشات کے باعث توفیق غیر کے ذرائع اور نیکی و بھلائی کے راستے اپنے ہاتھوں خود مسدود کر چکا ہے۔

مقولہ فضیل بن عیاض | فغیض بن عیاض کا مقولہ ہے۔

”جسے خواہشات اور طاعت شہوات مغلوب کر لیں اس پر غیر و برکت کے تمام ذرائع منقطع اور توفیق کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں
حشرِ ہائے کفر | بعض علماء کا قول ہے کہ

”کفر چار چیزوں میں ہے۔ غضب، شہوت، اور رغبت و رہبت میں پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ دو چیزوں کا مشاہدہ تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے کیا ہے، ایک وہ آدمی جس نے غصہ میں آکر اپنی ماں کو قتل کر دیا، دوم وہ شخص جو عشق میں مبتلا ہو کر عیسائی ہو گیا۔

ایک شخص کو عورت کا جواب | کسی بزرگ کی نظر خوبصورت عورت پر جا پڑی۔ تو اس کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔

أَهْرَى هَسَى الْبَيْنِ وَالذَّاتِ دین کے لیے بھی جی چاہتا ہے اور لذات بھی پسند وَتَجِبَنِي وَكَيْفَ لِي هَسَى الْبَيْنِ وَالذَّاتِ لگتی ہیں مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دونوں رَا الْبَيْنِ چیزیں حاصل ہو جائیں۔

تو عورت نے جواب دیا، ایک کو ترک کر دیجئے۔ دوسری خود بخود حاصل ہو جائے گی۔

خائن خدا کے سب کام برباد (۳۵) جو شخص اپنی خواہشات کی اعانت کرے اس کی عقل درائے خراب و برباد

ہر جاتی ہے۔ کیونکہ عقل جیسی خدا کی دی ہوئی نعمت و امانت میں وہ اس کی خیانت کرتا ہے۔ اس لیے وہ اسے خراب و برباد کر دیتا ہے اور ہر شخص کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہی طریقہ ہے کہ جو کسی کام میں بھی اس کی خیانت و خلاف ورزی کرے گا وہ اسے خراب و برباد کر کے رکھ دے گا۔

معتصم کا مقولہ | خلیفہ معتصم نے ایک دن کسی دوست سے فرمایا۔
”اے فلاں! جب خواہشات کی نصرت و اعادہ کی جائے

تو عقل خود بخود چلی جاتی ہے“

میں (ابن تیمیہ) نے کسی کو اپنے اسناد را بن تیمیہ سے کہتے سنا کہ ”اُدبی جب نقد در اہم میں خیانت کرنے لگ جاوے تو خدا تعالیٰ اس سے نقد یعنی کھرے کھوٹے کی تمیز و شناخت سب کر لیتا ہے۔“

مقولہ امام ابن تیمیہ | تو شیخ ابن تیمیہ نے فرمایا۔

”یہی حال اس شخص کا ہوتا ہے“ جو مسائل علم میں خدا و رسول کی خیانت کرنے لگ جائے۔“

قبر و قیامت میں تنگی و کشادگی کے اسباب (۳۶) جو شخص اپنے نفس کے لیے یہاں (دنیا کے اندر) تباہ

ہو اور خواہشات میں مسحت و کشادگی کرے گا اس پر قبر و قیامت اور آخرت میں تنگی کی جائے گی اور جو خواہشات کی مخالفت کرے، اسے دنیا میں تنگ کر دے گا اس پر قبر و قیامت میں کشادگی اور وسعتیں ہی دستیں ہو جائیں گی چنانچہ عزوجل نے آیت فیل میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً

دنیا میں صبر کرنے کے عوض خدا مومنوں کو آخرت

حسیراً ۵ (۴-۱۲)

میں جنت اور ریشمی لباس ملانے کا۔

خواہشات پر صبر کا بہتر معاوضہ

چونکہ صبر میں جو خواہشات سے نفس کو
حس اور بند کرنے کا نام ہے، خشونت و سختی

اور تفتیق دہلی ہوئی ہے۔ اس لیے آخرت میں عز و جل اس کے عوض ریشم کے نرم نرم
لباس اور جنت کی وسعت و کثرت دلی اور فراخی عطا فرمائے گا۔

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں ”صَبَرُوا“ میں

صبر سے مراد شہوات سے صبر کرنا ہے۔

صحبتِ اولیاء سے وحشت

(۳۷) خواہش پرست انسان جس طرح دنیا میں اہل

تقویٰ و فرقہ ناجیہ سے گریز کرتا ہے اور ان کی صحبت

و مجلس سے اس کے دل و دہشت و بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے، بعینہ اسی طرح آخرت

میں بھی اس کے دل پر اتباعِ خواہشات کے باعث تہرہ سے اٹھتے ہوئے دہشت

اور بیہوشی چھائی ہوگی اور ناجی لوگوں کے ساتھ چلنے سے وہ معذور ہوگا۔

بدستی شہوات سے قیامت کو بیہوشی | محمد بن الزہد کا قول ہے کہ عز و جل نے ایک

دن ایسا مقرر کر رکھا ہے جس کے شرر

معصیت سے خواہش پرست انسان کی نجات مشکل سے ہی ہو سکے گی۔ اور قبروں سے

اٹھنے کے باعث قیامت کو دیر تک وہی لوگ بدحواس و بے حوش رہیں گے جو دنیا

کے اندر شہوات میں ہمیشہ منہمک و بد مست رہا کرتے تھے اور میدانِ طلب میں عقل

جب کو دپڑتی ہے تو مطلوبات کا بیشتر حصہ اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو صبر

کے ساتھ عقل کا توازن قائم رکھے، عقل تو ایک معدن ہے اور فکر اس کا

مستند و معاون ہے۔

(۳۸) خواہش پرستی سے ہی انسان کے عزائم خواہش پرستی اور عزائم کی کمزوری است و کمزور اور اس کی مخالفت سے

قوی و مضبوط ہوتے ہیں، عزائم ہی ایک ایسی سواری ہے جس پر سوار ہو کر انسان اپنے خدا دار الآخرۃ تک پہنچ سکتا ہے، اور جب سواری ہی بے کار ہو گئی، تو مسافر کا منزل مقصود تک پہنچنا معلوم۔

زیادہ صحیح العزائم کون ہے | یحییٰ بن معاذ سے دریافت کیا گیا۔

”کون شخص زیادہ صحیح العزم ہوتا ہے؟ فرمایا، جسے خواہشات پر پورا کنٹرول ہو۔“

سیمان بن حبیبؓ مخالفہ خواہشات | خلف ابن خلیفہ کو سلیمان بن حبیب ابن مہلب کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا، اس کی ”بدر“ نامی ایک خوبصورت

دلجووان لونڈی پر نظر پڑی، جو حسن و جمال، اور خوبصورتی و رعنائی کے باعث بدر کے نام سے مشہور تھاں، برچی تھی۔ سلیمان نے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے خلف سے دریافت فرمایا، کہ آپ اسے کیسی خیال کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا، بادشاہ سلامت امیری آنکھوں نے آج تک ایسی خوبصورت و حسین لونڈی نہیں دیکھی، سلیمان نے کہا، اس کا ہاتھ پکڑ لی جئے اور لے جائیے آپ کی ہرچی، خلف نے جواب دیا، میں نہیں چاہتا کہ بادشاہ سلامت کی محبوبہ کو لے جا کر ان کو خواہ مخواہ گھراسٹ میں ڈال دوں، کیونکہ میں انہیں اس پرشیفتہ و فریفتہ دیکھ چکا ہوں، سلیمان نے کہا، افسوس امیری محبت و شیفتگی کے باوجود آپ اسے لے جائیے، تاکہ آپ کو میرے عزم و استقلال کا پتہ چل جائے، اور معلوم ہو جائے کہ مجھے اپنی خواہشات پر کس قدر غلبہ و کمزوری اور قبضہ حاصل ہے، خلف نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور یہ شعر کہتے ہوئے چل دیا کہ سہ

لَقَدْ خَبَانِي وَاَعْطَانِي وَفَضَّلَنِي
عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ مِثْلَهُ سَلِمَانٌ عَنْ
اَعْطَانِي اَلْبَكَلُ خَوْدًا فِي
تَحَاسِبِهَا وَاَلْبَدُّ لَكُمْ يُعْطَى الرَّسُولُ
وَلَا جَبَانَ وَكُنْتَ يَوْمَ مَا بَيْنَا
فَضْلُهُ يَوْمَ مَا حَتَّى يُنْتَبِئَ لِحُدُوكَ
وَآكَفَاكَ

سليمان نے بن مانگے مجھے انعام دیا اور عام لوگوں سے
زیادہ اعزاز و اکرام کرتے ہوئے تھما کر فرمایا۔
اس نے بدرنامی جوان و حسین لوطی جو اپنے
محاسن میں یکتا تھی مجھے عطا فرمائی رحمان کر رہا چاند
نہ آج تک کسی جن کو انعام ملا نہ ہی کسی انسان کو ملا
اور میں ابلا بادی و شعی کہ لمحہ و کفن میں چھپتے دہم تک
اس کا فضل و انعام و اعزاز و اکرام نہیں بھولوں گا۔

(۲۹) خواہش پرست کی مثال، اس سوار کی سی ہے
جو سخت زور آور، مضبوط و بد لگام گھوڑے پر
سوار ہو جس کی باگیں ٹوٹ چکی ہوں اور وہ بالکل بے لگام ہو چکا ہو، تو یقیناً وہ
اسے یا تو زمین پر ٹپک دے گا، یا کسی مہلک مقام میں لے گھٹے گا۔

جنت و دوزخ کی سواریاں | ”زہد فی الدنیا“ دنیا سے بے رغبتی ہے، اور
جنت میں سب سے جلدی پہنچانے والی سب سے تیز زرخار سواری
جہنم میں سب سے جلدی پہنچانے والی سواری، ”حب الشهوات“ (محبت خواہشات)
ہے اور جو آدمی خواہشات پر سوار ہو جائے، وہ جلد از جلد اسے ہلاکت خیز جنگل
میں با پھینکیں گی۔

اشرف العلماء کون ہے | ”اشرف العلماء وہ ہے، جو اپنے دین کو دنیا سے
میں جکڑ دے۔“
میںجیج سالم لے نکلے، اور خواہشات کو سخت بیریلوں

خواہشات و مقولہ عطا مرح | عطا مرح اللہ کا مقولہ ہے۔
”صبر کی خواہشات، اس کے غفل پر اور اس کی جزع و فزع و گجراہٹ

اس کے صبر پر غالب آجائیں تو وہ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔

خواہشات کا بت | (۲۴) ”توحید“ و ”خواہش پرستی“ دونوں باہم متضاد اور

ایک دوسرے کے مخالف ہیں، کیونکہ خواہش ایک بت ہے

اور ہر شخص کے اندر اس کی خواہش کے مطابق ایک بت موجود ہے، جتنی خواہش

زیادہ ہوگی اتنا ہی وہ بت بڑا ہوگا اور جس قدر خواہش کم ہوگی اسی قدر وہ بت

چھوٹا ہوگا، اور انہی بتوں کو توڑنے اور غاص اپنی پرستش کروانے کے لیے ہی

عز و جل نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ بت شکنی و کسر اصنام سے خدا کی یہ مراد نہیں

کہ مجسم بت توڑ دیئے جائیں اور دل کے اندرونی بتوں کو چھوڑ دیا جائے، بلکہ عز و

جل کا مقصد تو یہ ہے، کہ سب سے پہلے اندرونی بتوں کا ستیاناس کیا جائے

اور دل کے اندر چھپے ہوئے بتوں کی بیخ کنی و استیصال کیا جائے

بتِ مجسم و بتِ خیال | احسن ابن علی مظلومی فرماتے ہیں

”ہر آدمی کا بت اس کی اپنی خواہشات ہیں، جو شخص انہیں اپنی مخالفت

خواہشات کے ستھوڑے سے ٹکڑے کر ڈالے، وہی جو انفرادی و بہادری کے

خطاب کا مستحق ہے“

آپ غور تو کیجئے غلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول پر۔

مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي اَنْتُمْ دَعَا

یہ کیا صورتیاں ہیں؟ جن پر تم بیٹھ رہے ہو

عَاكِفُونَ (۲۲-۵۲)

تو ان تماثلوں پر کیسے چسپاں کریں گے، جو دل کے اندر ہوتی ہیں، جنہیں

وہ چاہتا ہے، جن کا اعتکاف کرتا ہے، جن کا مجاور بن رہتا ہے اور خدا کو چھوڑ

کر جن کی پرستش کرتا ہے۔

عز و جل کا ارشاد ہے

اَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْفَرْسَ هَوَاهُ
 اِنَّمَا تُنْكِرُ تَصَوُّفَ عَلَيْهِ وَكَيْلًا
 اَنْ تَحْسَبَ اَنْ اَكْثَرَ نَعْمَ لِيَمْنًا
 اِذْ يَنْقُلُونَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
 بَلْ هُمْ اَهْلُ سَبِيلٍ ۝

کیا کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور بھی کیا
 جس نے ہوائے نفس کو اپنا معبود قرار دے
 رکھا ہے کیا تم اس شخص کے دلیل ہواؤں کی تہ را
 خیال ہے کہ اکثر ان میں سے سن سمجھ سکتے ہیں یا
 لوگ تو یقیناً چوپایوں کی مانند ہیں ان سے بھی
 گمراہ تر ہیں

(۲۶ - ۲۳ - ۲۲)

امراض قلبی و بدنی کا اصل سبب | (۴۱) خواہشات کی مخالفت، امراض قلبی و بدنی
 کے ازالہ کا موجب، اور ان کی اطاعت و متابعت
 ان امراض کے لحوق کا باعث ہوتی ہے، تو معلوم ہوا کہ امراض قلب و تناسخ
 خواہشات سے پیدا ہوتی ہیں اور خواہشی پرستی ہی تمام بیماریوں اور برائیوں کا
 منبع و سرچشمہ ہے۔

امراض بدنی کا آپ سرخ لگائیں اور تفتیس کر دیکھیں تو اکثر بیماریاں آپ کو
 ایسی نظر آئیں گی جن کا اصل سبب ہوگا بد پرہیزی اور مناسب خواہشات پر
 نامناسب کی ترجیح و تغویق

خواہش پرستی حسد، عداوت اور شرارت کا منبع ہے | (۴۲) لوگوں کی باہمی عداوت
 شرارت اور حسد کی جڑ اتنا ہے
 خواہشات نامناسب، جس نے خواہشات کی تعمیل سے انکار کیا، اس نے اپنے دل، بدن
 اور اعضا و جوارح سب کو با آرام کر دیا خود بھی راحت پائی اور دوسروں کو رنج و بلا
 سے با آرام کر دیا۔

غلیظہ شہوات کی خرابیاں | ابو بکر الوراق کا قول ہے۔
 غلیظہ خواہشات سے سیبہ قلبی، سیبہ قلبی سے سینہ تنگی اور سینہ تنگی سے

بدخلق پیدا ہوتی ہے۔ جب خواہشات کا غلبہ ہو جائے تو دل سیاہ ہو جاتا ہے۔
 سیاہی قلب سے سینہ تنگ ہو جاتا ہے۔ سینہ تنگی سے بدخلق پیدا ہوتی ہے۔
 جب اخلاق بد ہو جائیں، تو وہ لوگوں کی نظروں میں مبغوض اور لوگ اس کی نگاہ
 میں مبغوض ہو جاتے ہیں، تو غور کیجئے کہ باہمی بغض و عداوت سے کتنی شرارتیں
 کس قدر عداوتیں، کتنی حق تلفیاں اور کتنے ہی دیگر نقصانات و مصائب پیدا
 ہوتے ہیں۔

غلبہ خواہشات سے عقل روپوش ہو جاتی ہے (۴۳) عزوجل نے انسان میں عقل
 و خواہش دونوں پیدا کر دی ہیں تو
 دونوں میں سے جس قوت کا غلبہ ہوگا، دوسری طاقت روپوش ہو جائے گی چنانچہ
 اعلیٰ ہستی فرماتے ہیں۔

”جس پر خواہشات نفسانیہ غالب آجائیں، اس کی عقل روپوش ہو جاتی ہے
 تو اس شخص کے انجام و عاقبت کو ملاحظہ فرمائیے۔ جس کی عقل پر پردے پڑ جائیں،
 اور خلاف عقل باتوں کا ظہور ہونے لگے۔“

خواہشات و عقل کی جنگ علی بن سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
 ”عقل و خواہشات کا ہر وقت باہمی تنازعہ

اور جنگ و جدال رہتا ہے۔ توفیق عقل کا ساتھ دیتی ہے، اور ذلت و ناکامی
 خواہشات کا ساتھ، اور نفس چونکہ دونوں کے عین درمیان میں کھڑا ہوتا ہے،
 اس لیے فریقین میں سے جو فریق غالب آجائے وہ اسی کے ساتھ ہو جاتا ہے

اعضاء جوارح کے بادشاہ دل کی آزمائش (۴۴) اللہ عزوجل دل کو
 اعضاء جوارح کا بادشاہ، اور

اپنی سعادت و محبت، اور عبودیت کی معدن بنا کر، دو بادشاہوں، دو لشکروں

دو دو گاروں، اور دو قسم کے رسدو سامان حرب کے ذریعہ اس کا امتحان لیتا ہے
 ”حق وزہد اور ہدایت ایک بادشاہ ہے، جس کے اعوان و مددگار ”ملائکہ“ ہیں
 اور ”صدق و اخلاص اور اجتناب خواہشات“ اس کا ”شکر“ ہے، دوسرے
 بادشاہ کا اسم گرامی ”باطل ثریف“ ہے۔ جس کے اعوان و انصار ”شیاطین کرام“
 و جنود الشیاطین“ ہیں، اور سامان حرب، اتباع خواہشات ہے، اور ”نفس“ و لوٹو
 لشکروں اور فوجوں کے سین وسطیں ڈیرے ڈالے ہوئے ہوتا ہے، اور باطل
 کا لشکر سب سے پہلے نفعانی سرحدات و لواحق نفس کی جانب سے ہی دل پر حملہ
 آور ہوتا ہے، تو ”نفس“ اپنے بادشاہ (دل) کے خلاف سازش کرتے ہوئے
 دشمن سے مل کر خفیہ معاہدہ و سمجھوتہ کر لیتا ہے، اور دل کو محض زبانی امداد کا
 چکر دے کر بے پرواہ بدست کیے رکھتا ہے، پھر اندر ہی اندر دشمن کو خود
 سامان حرب مہیا کرتا اور رسد پہنچاتا رہتا ہے، اور بالآخر خود ہی دشمن پر شہر
 کے دروازے کھول دیتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن شہر میں گھس کر اس
 پر قبضہ کر لیتا ہے، اور دل کو شکستِ فاش اور ذلت و رسوائی نصیب ہوتی ہے

(۴۵) انسان کا سب سے بڑا دشمن

سب سے دشمن شیطان اور خواہش

شیطان اور اس کی خواہشات

ہوتی ہیں اور سب سے بڑا دوست اس کی اپنی عقل اور وہ فرشتہ ہوتا ہے جو
 اس کا نامح ہو تا ہے، مگر جب وہ خواہشات کے سامنے سپر ڈال دیتا ہے تو گویا
 خود اپنا ہاتھ دشمن کے ہاتھ میں دے کر اس کا اسیر بن جاتا ہے، اور اپنی شکست
 سے ہی دشمن کو خوش کر کے اپنے دوستوں اور خیر خواہوں سے برائی و خیانت کرتا ہے
 خدا رمی کرتا ہے اور یہ بعینہ وہی جہدِ البکدیر و دَرَلِ الشَّقَاۃِ و سُوۡءِ الْفَعَاۃِ شَیْطَانِ

ہے۔

جس سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے، کہ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَحْدٍ ۖ خدایا میں سختی و تکلیف، لازمی بد بختی،
الْبَلَاءِ وَدَرَلِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَعْنَاءِ ۖ تقدیرِ بد، اور دشمنوں کی منہی محول سے تیری
وَسُوءِ الْمَقْدَارِ (مشکوۃ) پناہ چاہتا ہوں۔

انسان کی ابتدا و انتہا اور انجام | (۴۶) ہر شخص کی ابتدا و انتہا ہوتی ہے
جس کی ابتدا و اتباع خواہشات ہو، اس کی

انتہا ذلت و رسوائی، محرومی، اور مصیبت دائمی بقدر اتباع خواہشات ہوتی ہے۔
بلکہ مصیبت دائمی تو آخر میں اس کے لیے دائمی عذاب بنتی ہے کہ ہر وقت اس
کا دل مبتلائے عذاب رہتا ہے، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:۔

مَأْرِبٌ كَانَتْ فِي الشَّبَابِ لِأَهْلِيهَا ۖ جوانی میں نوجوانوں کی خواہشات عذاب
عَذَابًا فَصَارَتْ فِي الْمَشَيْبِ عَذَابًا ۖ (شررت) تھیں جو بڑھاپے میں مذاب بن گئیں

ترجیح خواہشات پر عقل کے نتائج | اور حقیقت بھی یہی ہے، اب اگر آپ غور
و تامل سے ایک بد حال و بد عادت شخص

کی حالت ملاحظہ فرمائیں تو آپ دیکھ لیں گے، کہ اس کی ابتدا و دو چیزیں تھیں، ایک
انہماک بہ خواہشات و دوم عقل و فکر پر خواہشات کو ترجیح، اور جس کی ابتدا، مخالفت
خواہشات و داعی رشد کی اطاعت ہو گی، اس کی انتہا، عز و شرف، غنا و بزرگی
اور خدا و مخلوق خدا کے ہاں قدر و منزلت ہو گی۔

شباب میں ترک خواہشات کا نتیجہ حسنہ | ابو علی وفاق فرماتے ہیں۔
”جو شخص شباب میں خواہشات

و شہوات پر قابو رکھے، خدا تعالیٰ اسے کہولت و بڑھاپے میں عزت و وقار
عنایت فرمائے گا۔“

ضبط و دانشمندی | مہلب بن ابی صفرو سے دریافت کیا گیا، آپ کو یہ سب کچھ کیسے حاصل ہوا؟ اس نے جواب دیا: ضبط و دانشمندی کی اطاعت اور خواہشات کی نافرمانی و انکار کی بدولت، یہ تو تھا دنیا کا آغاز و انجام رہی آخرت تو اس میں عز و جل نے منکوحہ و مفقودہ خواہشات کا انجام و انتہا رخصت۔ اور خواہش پرست کی انتہا نار جہنم مقرر فرمائی ہے۔

خواہشات اور غلامی و آزادی | (۴) خواہش و ہوائے نفس دل کے ایسے غلامی، گردن کا طوق اور پاؤں کی بیڑی ہے۔ اور اس کا پیرو، ہر بخصت و بدعات کا اسیر ہوتا ہے، تو جو شخص اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر اس کی اطاعت سے انکار کر دے، وہ اس کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے، اور گردن سے طوق اور پاؤں سے بیڑی اتر جاتی ہے، اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہو جاتی ہے، جو پہلے رَجُلًا فِیْہُ شَرٌّ کَا عُمُتَشَا کِسُوْنٌ یعنی بہت سے لوگوں کا مشترکہ غلام تھا اور اب سَلَمًا لِّدَجَلٍ یعنی محض ایک کا... ہو گیا۔

رَبِّ مُسْتَوْدِعٍ سَبْتُهُ شَهْوَةٌ
فَتَعَرَّیْ مِثْرًا نَانَهْتَكَ
مَاحِبُ الشَّهْوَةِ عَبْدٌ فَإِذَا
غَلَبَ الشَّهْوَةُ أَصْحَىٰ مِثْلًا
اکثر مستور الحیل ایسے تھے جو درپردہ اسیر
شہوات تھے اس لیے محترم رہے مگر جب پردہ اٹھا
تو وہ ذلیل و رسوا ہو گئے، مغلوب الشہوات غلام
دہلیز کوں ہوتا ہے، لیکن شہوات پر جب غالب آ
جائے تو وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

عبد الشہوات | ابن مبارک کا شعر ہے

وَمِنْ الْبَلَاءِ قَوْلُكَ عِلْمًا
أَنْ لَّدِيكَ عَنْ هَوَاكَ نَزْوَعٌ
یہ بھی ایک بلا ہے اور بلا کی علامت یہ ہے
کہ ترک خواہشات کی امید ہی نچھ سے منقطع ہو جائے

الْعَبْدُ عَيْنُ النَّفْسِ فِي شَهْوَاتِهَا
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

غلام وہ ہے جو شہوات میں نفس کا غلام ہو جائے
لیکن آزاد کبھی یہ شکم ہوتا ہے کبھی بھوکا رہتا ہے

تارک خواہشات کا مقام و مرتبہ اور انجام

(۴۴) مخالفت خواہشات، انسان کو
ایسے مقام میں پہنچاتی ہے کہ اگر وہ خدا

تعالیٰ کو بھی کسی کام کی بھی قسم دے تو اللہ عزوجل اسے پورا کر دے، پھر عزوجل اس
کی فوت شدہ خواہشات سے بھی اس قدر زیادہ حاجتیں پوری کرتا ہے، جو ان خواہشات
سے لاکھوں گنا زیادہ ہوتی ہیں، اس کی مثال تو ایسی ہوتی ہے کہ کسی کو میٹنگنی پھینک دینے
کے صلہ میں بیش قیمت موتی انعام مل جائیں، مگر اس کے برعکس خواہش پرست سے اس
کی ہر کیفیت زندگی اور اس قدر بے شمار دنیوی و اخروی فوائد فوت ہو جاتے ہیں جن سے
اس کی عمر بھر کی منظر دکامیاب خواہشوں کو یقیناً ادنیٰ اسی نسبت بھی نہیں۔

ترکِ شہوات اور یوسف علیہ السلام

یوسف صدیق علیہ السلام والسلام کے متعلق خود
کر دیکھیے، آپ نے جب حرام کاری سے اپنے
نفس کو کامیابی کے ساتھ بچا لیا تو جیل کی بند کوٹھڑیوں سے رہائی پاتے ہی آپ کے ہاتھ پاؤں
زبان اور نفس کس قدر کشادہ ہوئے اور انہیں کس قدر وسعت و فراخی نصیب ہوئی۔

ترکِ خواہشات اور ایک خواب

عبدالرحمن بن عہدی فرماتے ہیں
میں نے خواب میں سفیان ثوری کو دیکھا

کہ دریافت کیا کہ خدا تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا، کہنے لگے، کہ قبر میں پہنچتے ہی مجھے
عزوجل کے سامنے پیش کر دیا گیا، عزوجل نے معمولی و سہل صاحب لے کر جنت میں
چلے جانے کا حکم صادر فرمایا، اور میں وہاں چلا گیا، اتفاقاً میں ایک دن بہشتی باغوں اور
نہروں میں پھر رہا تھا، نہ وہاں کوئی آواز تھی اور نہ حس و حرکت کی آہٹ کہ اچانک کان
میں آواز پڑی، کوئی بلارہا ہے، سفیان بن سعید! میں نے کہا، جناب سفیان حاضر ہے

اس نے کہا آپ کو یاد ہے؟ ایک دن آپ نے خواہش نفسانی پر خدا تعالیٰ کو ترجیح دیتے ہوئے خواہش کو ترک کر دیا تھا، میں نے کہا یقیناً بخدا۔ میرا یہ کہنا ہی تھا کہ ہر طرف سے مجھ پر سب چیزیں قربان ہونے لگیں۔

ترک خواہشات، قبولیت کا سبب | (خلیفہ) ابو جعفر منصور عباسی نے مکہ شریف کی طرف چلتے وقت خشامین (علاوان و

صلیبافران) کو یہ کہتے ہوئے روانہ کیا کہ سفیان (شاید ثوری) جہاں ملے، سولی چڑھا دو، تو انہوں نے مکہ شریف پہنچ کر سولی نصب کر دی۔ اور تلاش و تعقیب شروع کر دی، سفیان چونکہ اس وقت فضیل (بن عیاض) کی پناہ میں تھے، اس لیے اس کے ساتھیوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ خدا سے خوف کیجئے اور دشمنوں کو خندہ رنی کا موقع نہ دیتے، فضیل اٹھے اور بیت اللہ میں آکر خلاف کعبہ کو پکڑ لیا اور دعا کی، اعدایا، ابو جعفر مکہ میں آ پہنچے تو میں سفیان کی مخالفت سے بری الذمہ ہوں۔ تو مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ابو جعفر کا دنیا سے خاتمہ ہو گیا۔ مخالفت خواہشات کا نتیجہ دیکھیے اس نے فضیل کو کس درجہ و مقام پر پہنچا دیا۔

ترک خواہشات کے ثمرات و برکات | (۱۴) خواہشات کی مخالفت سے دنیا و آخرت کا شرف اور ظاہر و باطن کی

کی عزت حاصل ہوتی ہے مگر ان کی اتباع و اطاعت سے انسان کو دنیا و آخرت میں رسوائی، اور ظاہر و باطن میں ذلت نصیب ہوتی ہے۔ اور جب تمام لوگ میدانِ محشر میں جمع ہوں گے تو فرشتہ یہ منادی کرے گا، آج سب کو پتہ چل جائے گا کہ آج کے مذہب کون ہیں، خبردار متقی و پرہیزگاروں کو حکم دیا جاتا ہے کہ اٹھیں اور اپنے عز و شرف کے مقام میں تشریف لے جائیں، تو وہ اٹھ کر اپنے اپنے مقامات میں چلے جائیں گے، لیکن پرستان خواہشات، خواہشاتِ نفسانیہ

کی بدولت اور اندھے منہ کئے ہوئے وہیں اپنی مصیبت اور خواہشات کے پسند و گرمی اور دھوپ میں کمرے ہوں گے اور اصرار و عرش الہی کے سایہ میں عیش و خوشی اور پورے سکون و صبر اور آرام و الطمان سے بیٹھے ہوں گے۔

عرش الہی کے سایہ میں (۵) آخرت میں جن سات قسم کے لوگوں کو عرش الہی کے سایہ میں جگہ ملے گی، غور و تامل سے دیکھا جائے، تو

یہ وہی لوگ ہوں گے جو مخالفت خواہشات کی بدولت اس مرتبہ پر نازل المرام ہوئے ہوں گے، کیونکہ طاقت و در اور غالب و مسلط بادشاہ اپنی خواہشات کو چھوڑ کر ہی عدل و انصاف کر سکتا ہے، اسی طرح جوانی کی امنگوں پر عبادت الہی کو ترجیح دینے والے نوجوان میں ترک خواہشات کا مادہ نہ ہو، تو وہ کبھی اس پر قادر نہ ہو سکے۔ علیٰ ہذا القیاس جس کا دل خانہ خدا اور مساجد سے لگ چکا ہے وہ لذات اور خواہشات کے سب مقامات پر رات مار کر ہی مسجدوں میں بیٹھ سکتا ہے، ورنہ ہر طرف منہ نہ اٹھائے پھرے، اسی طرح جو شخص صدقہ دیتے ہوئے اس قدر اخفا کرتا ہے کہ دوسرے ہاتھ تک کو خبر نہیں لگنے دیتا۔ آخر وہ کونسی چیز ہے۔ جو اسے اس قدر اخفا پر مجبور کرتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جسے ایک اعلیٰ خاندان کی جہیل و خوبصورت عورت خواہش نفسانی کے لیے بن بلائے خود دعوت دے رہی ہو۔ اور وہ خوف خدا سے کانپ اُٹھے، تو یہ بھی مخالفت خواہشات ہی کا نتیجہ ہے، اسی طرح جو شخص تنہا غالی مقام میں بیٹھ کر اپنے پروردگار کو یاد کر رہا ہے اور اس کے خوف سے ڈرتے ہوئے زار و قطار رو رہا اور آنسو بہا رہا ہے آخر اس حالت تک پہنچانے کے لیے وہ کونسا ہاتھ ہے۔ جو پس پردہ کام کر رہا ہے۔

خواہشات پرست اور میدانِ محشر کی سختیاں | یہی وہ برگزیدہ اوصاف ہیں جن کے ہونے ہوئے میدانِ محشر

کی شدت و سختی، دھوپ اور پسینہ کو ایسے بہترین لوگوں سے کچھ واسطہ نہیں ہوگا، مگر اس کے برعکس خواہش پرستوں کا یہ حال ہوگا کہ دھوپ سے ٹپک رہے ہوں گے اور پاؤں سے سرتک پسینہ میں غرق اور ڈوبے ہوئے ہوں گے اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ وہ اس حالت کے بعد قید خانہ خواہشات کے داخلہ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ عزوجل سے درخواست ہے کہ ہمیں نفسِ مارہ کی خواہشات سے پناہ دے اور ہماری تمام خواہشات کو محض اپنی رضا و محبت کی اطاعت کے لیے وقف فرمائے، وہ سب کاموں پر قادر اور اجابت دعا کا اہل ہے۔

تَقَاتُ

کتابت: عبدالرشید کیلانی بھالیہ ضلع گجرات۔

